بعون ایزد سبحانی تواریخ کالا پانی

مسمی بہ

Checked 1978

تواریخ عجیب

۱۳۰۲

متضمن حالات عجیب و حیرت انگیز قید بست سالہ مولف و نیز مختصر حالات جزیرہ [illegible]

و دیگر [illegible] اندمان و قوانین متعلقہ قیدیان مولفہ منشی محمد جعفر تھانیسری [illegible]

مطبع پبلک پریس انبالہ میں باہتمام شیخ محمد [illegible] طبع ہوئی

قیمت عام لوگوں کے واسطے فی جلد معہ محصول ڈاک ۱ [illegible] رئیسوں اور امیروں کی واسطے فی جلد جیسی ہمت ہو

[illegible]

چٹھی عطیہ کپتان آر۔ سی۔ ٹمپل صاحب بہادر

I have known Mohumed Jafer for 10 years first as a Moonshee at Port Blair & then as an employé here under me. Whatever may have been his short coming in days gone by he seems to have profited by the serve punishment that overtook him & has been as long as I have known him a quiet in offensive man.

He knows English & is a good Vernacular scholar competent to teach the language of this part of India & as a teacher is a patient & hard working man.

Amballa　　　　Sd: R.C. Temple Capt.
21. 4 85　　　　Cant. Magistrate

ترجمہ چٹھی کپتان ٹمپل صاحب بہادر مجسٹریٹ کمپ انبالہ

میں محمد جعفر کو دس برس سے جانتا ہوں۔ پہلے بمقام پورٹ بلیر وہ میرا منشی معلم تھا اور اب یہاں میرا ذاتی نوکر ہے۔ اوسکی قید سے پہلے اوسکے چال چلن کیسے ہی ہو مگر معلوم ہوتا ہے کہ اس سخت آفت قید نے جسمیں وہ پڑا تھا اوسکی چال چلن کو بہت آراستہ کر دیا ہے اور جسوقت سے کہ میں اوس سے واقف ہوا ہوں اوسوقت سے میں نے جانا کہ وہ نہایت غریب اور بے شر و بے ضرر آدمی ہے وہ انگریزی بھی جانتا ہے اور دیسی علوم کا نہایت عمدہ فاضل ہے۔ اور ان سب علوم کو جو اس حصہ ہند میں جاری ہیں تعلیم کرنیکی لیاقت رکھتا ہے اور جیسا کہ استاد کو چاہئے نہایت متحمل مزاج اور محنتی آدمی ہے فقط دستخط کپتان آر۔ سی۔ ٹمپل مجسٹریٹ کمپ انبالہ۔ مورخہ ۲۱۔ اپریل سنہ ۱۸۸۵ء

بقلم م ع محمد

يا فتاح

بسم الله الرحمن الرحيم

تواریخ عجیب

نحمدہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ الکریم ۔ قال اللہ تعالی احسب الناس
ان یترکوا ان یقولوا امنا وھم لا یفتنون ولقد فتنا الذین
من قبلھم ۔ فلیعلمن اللہ الذین صدقوا ولیعلمن الکاذبین
کیا گمان ہے لوگون کو کہ ہم فقط اونکے مونہہ سے کہنے پر کہ ہم مسلمان ہوگئے اونکو
چھوڑ دیوینگے اور اونکے ایمان کا امتحان نکرینگے اور تحقیق پہلے امتون کے لوگون کو ہمنے
خوب امتحان کرکے دیکھہ لیا ہے پس اب اللہ مسلمانون کو بھی امتحان کرکے ظاہر کردیویگا
کہ کون سچے مسلمان ہیں اور کون جھوٹے ہیں ۔ میری واپسی انڈمان کے بعد جب
ہر ایک دوست نے جس سے میری ملاقات ہوئی میری قید اور سفر اور اون جزائر
کی کیفیت پوچھنی شروع کی تو ہر ایک شخص کے روبرو ایک بست سالہ تواریخ کا
بیان کرنا دشوار سمجھہ کر کچھہ ضروری ضروری حالات و واقعات جو اس مدت بیس سالہ میں
مجکو پیش ہوئی معہ حال اون جزائر کے مختصراً واسطے ملاحظہ ناظرین کے لکھتا ہون

تاکہ ہر سایل اور مستفسر کے روبرو اس کو پیش کردون۔

جب اپریل سنہ ۱۸۷۹ء مطابق سنہ ۱۲۹۶ ہجری میں مینے تواریخ پورٹ بلیر مسمّی بہ تاریخ عجیب لکھی تھی اوس کے تہوڑے روز پہلے میری درخواست رہائی بڑے شد و مد سے حضور نواب گورنر جنرل بہادر سے نامنظور ہوگئی تہی جس سے اکثر حکام بلکہ خاص وعام کو یقین ہوگیا تہا کہ میری رہائی کبہی نہوگی لیکن مین رحمت الٰہی سے ناامید نہوا تہا چنانچہ مینے دیباچہ کتاب مذکور مین یہہ عبارت لکہی تہی ”کہ دنیا بامید قایم ہے دیکہئے پردہ غیب سے اب اور کیا ظاہر ہوتا ہے،، بلکہ آخیر دیباچہ مین ناظرین کتاب مذکور سے یہہ بہی التجا کی تہی کہ وہ میرے حق مین دعا کرین کہ ہماری سرکار معدلت شعار خاکسار کو ان ننگ وہڑ نگ جنگلیون کی صحبت سے جدا کرے تاکہ جلد ثانی اس کتاب کی ہند مین حاضر ہوکر اپنی ملک کی بولی مین ناظرین کی نذر کرون“ سو اس تحریر دل سوز کو ابہی تہوڑے دن ہوئے تہے کہ خود بخود وبلا میری درخواست کے بعد غیبی لارڈ رپن صاحب بہادر کی زبان سے ظہور میری رہائی کا ہوگیا۔

میری پہلی کتاب تاریخ عجیب کا نام بہی تاریخی ہے اور اتفاق حسنہ سے فقط ایک حرف کے تغیر سے اس ۱۲۹۶ پنجہ برس کی کمی بیشی کو پورا کر کے اسکا بہی تاریخی نام تواریخ عجیب ۱۳۰۲ رکہا گیا گویا یہہ وہی جلد ثانی ہے جسکے مشتہر کرنیکا ہند میں پہونچنے کے بعد وعدہ تہا۔

اب ناظرین با وقار کی خدمت میں عرض ہے کہ مینے اس کتاب کو بہی بطور روزنامچہ روز مرّہ بول چال میں لکہا ہے اور دوسرے لوگون کے مقولون و اور قصص کو جہان تک مجھے یاد تہے بعینہ ہوبہو نقل کیا ہے مگر اسپر بہی جہان کہین بمقتضائے بشریت مجہہ سے کمی بیشی ہوگئی ہو اوسکو خداوند عالم الغیب معاف کرے اور صاحبان نکتہ چین اور اہل علم سے امید ہے کہ جہان کہین غلطی پاوین قلم عفو سے اصلاح کر دیوین اور ہمیشہ [illegible] دعا کرین کہ [illegible] اس مہلکۂ عظیم سے مجہکو نجات بخشی [illegible]

وہ رب کریم مراد دلی حاصل کرکے ساتھہ خاتمہ خیر کے اس مہلکۂ عظیم دنیا سے بھی نجات
دیوے آمین ثم آمین وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْہِ اُنِیْبُ ۔

شروع قصہ جنگ امبیلا

اخیر ۱۸۶۳ع مطابق ۱۲۸۰ھ ہجری سرحد غربی ہند پر خود سرکار کی زبردستی سے ایک جنگ عظیم شروع ہوگیا ۔ جنرل چمبرلین صاحب اس جنگ کے سپہ سالار تھے ۔ امبیلے کی گھاٹی مین جاکر فوج سرکار کو بہت تکلیف ہوئی سرکار کی مداخلت بیجا کے سبب سے اخوند سوات بھی بغرض اعانت اہل قافلہ اپنے بہت سے مریدون کو ساتھہ لیکر شامل جنگ ہوگیا ۔ ملکی افغان چارون طرف سے اپنے بچاؤ کے واسطے مقابلہ سرکار پر ٹوٹ پڑے سخت جنگ ہونے لگا جنرل چمبرلین صاحب خود مجروح شدید ہوئے قریب ششان ہزار کے کشت وخون کی نوبت پہونچی ۔ تمام پنجاب کی چھاونیون سے فوج کھیچ کر سرحد پر بھیجی گئی ۔ اودہر یہہ گرما گرمی تھی ادہر لارڈ الیجن صاحب ویسرائے ہند چھمبے کی پہاڑ پر اپنی اس حرکت اور زبردستی چھیڑ چھاڑ پر نادم ہوکر یک بیک مرگئے

مخبری غزن خان مخبر

ہندوستان بے گورنر ہوگئی ۔ ایسے نازک وقت اور گھا گھمی کے ایام مین ۱۱ ۔ دسمبر ۱۸۶۳ع مطابق ۲۰ ۔ ماہ جمادی الثانی ۱۲۸۰ھ ہجری کو ایک سوار پولس متعینہ چوکی پانی پت ضلع کرنال مسمی غزن خان نام ایک ولایتی افغان نے کسی ذریعہ سے میرے حال سے واقف ہوکر اور ایسے وقت مین اپنی دنیوی بھلائی کا موقع جان کر ایک بڑی لمبی چوڑی کیفیت خیر خواہانہ کے ساتھہ جسکا سارا بیان خیرخواہانہ سوائے اس بات کے کہ کسی ذریعہ سے اسکو میرے حال کی خبر ہوگئی تھی محض دروغ ہے بحضور صاحب ڈپٹی کمشنر کرنال کے حاضر ہوکر یہہ مخبری کی " کہ یہہ جنگ جو ہندوستانی قافلہ والون کی ساتھہ سرحد پر ہو رہا ہے اُن لوگون کو فلان شخص نمبردار تھانیسر روپیہ اور آدمیون سے مدد دیتا ہے مینے اس قافلہ کے کچھہ لوگ راہ گیر گرفتار کرکے واسطے سزا کی عدالت مین پیش کئے تھے مگر بوجہہ عدم ثبوت ضابطہ کے وہ رہا کر دیئے گئے تھے اور میرے

بیان کو انکی نسبت عدالت نے دروغ سمجھا تھا اونہین راہ گیر دونکی زبانی اسوقت مجکو
اس سمبھر دار تھانیسر کا حال بھی معلوم ہوا تھا پھر بمزید احتیاط اور ثابت کرانے اپنے بیان
کے مینے یاغستان سے اپنے اکلوتے بیٹے فیروز کو خط لکھکر پانی پت بلوایا جب وہ آیا
تو اُسکو سب زیر و زبر سمجھا کر لشکر قافلہ کو روانہ کیا ۔ یہہ ایسا نازک وقت تھا کہ ادھر
سرکار انگریزی سرحد پر جنگ کی تیاریان کر رہی تھی اودھر وہ لوگ اپنی تیاریان
کر رہے تھے ۔ اگر میرا بیٹا سرکار انگریزی کے ہاتھہ پڑتا تو وہ دشمن سمجھکر اُسکو
پھانسی دیدیتے اور اگر دشمنون کو میرے بیٹے کی نیت کا حال معلوم ہوجاتا تو وہ
مُخبر سرکار سمجھکر اُسکو گردن مارتے ۔ لیکن مینے محض بنظر خیر خواہی سرکار
اور اپنے کو سچا ثابت کرنے کے واسطے ایسی جائے خطرہ گویا موت کے مُنہہ مین
اپنے بیٹے کو جھونک دیا ۔ خیر جب میرا بیٹا لشکر مجاہدین مین پہونچا تو مدت تک اپنے
کو اونکا شریک ظاہر کرکے اُنکی ساتھہ رہا اور جب اون سے خوب ہلملکر شریک لشکر
ہوگیا تو وہان بھی یہی معلوم ہوا کہ یہی سمبھر دار تھانیسر روپیہ اور رنگروٹ اس لشکر
کے واسطے بھیجتا ہے ۔ جب میرے بیٹے کو یہہ مطلب کی بات معلوم ہوگئی تو وہ وہان سے
کافور ہوکر ہزارون سختیان اوٹھاتا ہوا ہزار دشواری نو ۹ ماہ بعد میرے پاس پانی پت
مین پہونچا " ۔ افسوس ہے کہ اس بناوٹی داستان خیرخواہی کو سب انگریزون نے
صحیح تصور کرلیا اور ڈاکٹر ہنٹر نے تو اس مقام پہ اسکو بڑے بڑے خیرخواہان روم
قدیم سے افضل لکھکر وہ تعریف کی ہے کہ جسکا وہ کسی طرح بھی شایان نہین ہے
خیر ڈپٹی کمشنر کرنال نے یہہ داستان سُنکر بذریعہ تاربرقی ضلع انبالہ کو
جسکی حدود اراضی کے اندر ہمارا شہر واقعہ ہے خبر بھیجدی ۔ ادہر مُخبر مخبری کرکے
باہر نکلا تھا کہ اُدھر ہمارے ایک دوست ڈپٹی کمشنر صاحب کرنال کی ملاقات
کو اونکے بنگلے پر پہونچے جن سے عندالتذکرہ صاحب موصوف نے ذکر اُس

روانگی وارنٹ خانہ تلاشی

مخبری کا بھی کیا جب بعد الفراغ ملاقات یہہ صاحب اپنے ڈیرے کو تشریف لا رہے تو
اونہون نے مسمی کادا نام ایک اپنے نوکر سے جو میرا ہمسایہ تھا بطور افسوس حال اس
مخبری کا بیان کیا کادا مذکور یہہ حال سنکر اسی وقت اس کی خبر کرنیکو تہانیسر کو دوڑ
پڑا لیکن خوبی تقدیر سے کچھہ زیادہ رات گئے یہہ شخص تہانیسر مین پہونچا اور سب سے پہلے
میرے مکان پر آیا مگر مین اوسوقت گھر کے اندر جا کر سو رہا تھا وہ اسوقت رات کو مارا
دروازہ بند اور ہمکو سوتے دیکھہ کر ایسے آرام کے وقت مین ہمکو تکلیف دینا مناسب نہ سمجھکر
اپنے دلمین سوچا کہ فجر کو خبر کر دونگا اید ہر تقدیر اسکو تو دروازے پر سے ہٹا لیگئی اب
اودہر انبالے کی کیفیت سنئیے جب انبالہ مین یہہ خبر تار مین پہونچی ایک وارنٹ میری خانہ
تلاشی کا جاری ہوا اور کپتان پارسن صاحب دسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولس ایک جماعہ
کثیر پولس کی ساتھہ لیکر راتون رات میرے مکان پر پہونچے یہان قدرت الہی کا تماشا
دیکھئیے ایک ہی وقت مین دو آدمی ایک کرنال سے مجکو خبر دینے کو اور دوسرا انبالہ سے
میری خانہ تلاشی کو روانہ ہوئے کرنال والا جو میرا خیرخواہ تھا پہلے پہونچا اور کچھہ نکرسکا
مگر یہہ دوسرے صاحب بوقت دو بجے رات کے میرے گھر پر پہونچ گئے پہلے چارون
طرف سے میرے مکان کو گھیر لیا اور پہر مجکو باہر بولایا مینے باہر جا کر دیکھا کہ سپرنٹنڈنٹ
پولس معہ وارنٹ خانہ تلاشی کے میرے دروازے پر موجود ہین اونہون نے اول
مجکو وارنٹ دکھلایا بعدہٗ کہا کہ آپ اپنی تلاشی دو اسوقت مین سمجھا کہ کچھہ دال مین
کالا ہے تب مینے چاہا کہ اول تلاشی میرے گھر کے اندر کی ہوئے تو بہتر ہے تا کہ
بیٹھک مین جو بلا کا بھرا ہوا خط رکھا ہے کسی طرح پولس کے ہاتھہ نہ آوے لیکن
ہونی کو کون روک سکتا ہے باوجودیکہ صدر دروازے کے اندر داخل ہو کر میری دہلیز
مین سراسر اندہیرا تھا اور مکان بیٹھک جو اسی دہلیز کے جانب شمال تھا اوسکا
دروازہ اس اندہیرے مین بالکل نمعلوم ہوتا تھا تو بھی سپرنٹنڈنٹ صاحب اسی بات

پیشتر ہووے کہ پہلے بیٹھک ہی کی تلاشی کیجاوے۔ اسوقت بیٹھک مین جانے کے واسطے
دو دروازہ دن کا کھولنا ضرور ہوا جو اندر سے بند تھے۔ مینے چالاکی سے منشی عبدالغفور کا نام
جو اسکے اندر معہ اور چند آدمیونکے سوتے تھے پکار کر بہ آواز بلند کہا کہ سپرنٹنڈنٹ صاحب
تلاشی کے واسطے کھڑے ہین تم جلد دروازہ کھول دو اور اس کہنے سے میری یہہ غرض تھی
کہ کسی طرح وہ لوگ تلاشی کی بات سمجھکر دروازہ کھولنے کے پہلے اس زہریلے خط کو
پہاڑ کر دیوین اور میری پکار کو صاحب سپرنٹنڈنٹ سمجھکر مجکو مانع بھی ہوئے مگر مین
کہان سنتا تھا لیکن تقدیر پہاڑنے دیوے تو پہاڑا جاوے۔ ان اندر والون نے
ناسمجھی کے باعث میرے شور و شر اور اشارون کو کچھہ بھی نہین سمجھا اور دروازہ کھول
دیا۔ اب بیٹھک مین تلاشی ہونے لگی اور وہی خط جس کا ڈر تھا سب کے پہلے پولس کے
ہاتھہ مین آیا اور اوسی شام کو اسکی گرفتاری سے فقط چھہ گھنٹہ پہلے تقدیر نے وہ خط میرے
ہاتھہ سے لکھوا رکھا تھا۔ وہ خط قافلے کے نام تھا اور اوسمین چند اشرفیون کی روانگی
کا ذکر تھا۔ اسکے سوا اور بھی چند خطوط پارینہ آمد پٹنہ و مرسلہ محمد شفیع انبالوی پولس کے
ہاتھہ لگ گئے گو ان خطوط مین کوئی ایسا مضمون مضر نہ تھا مگر ان سے پولس کو یہہ پتہ
ملگیا کہ محمد شفیع انبالوی اور اہل پٹنہ کی تلاشی اور تفتیش بھی ضرور کرلینی چاہئیے منشی
عبدالغفور میرے ایک محرر اور عباس نام ایک بنگالی لڑکے کو بھی میرے گھر سے پکڑ کر لیگئے
گو میری نسبت بھی پولس کو شک قوی ہوگیا تھا لیکن بوجہہ ہونے وارنٹ گرفتاری کے
اور بلا حصول منظوری گورنمنٹ کے جو ایسے مقدمات مین ہونا ضرور ہے مجھہ سے اسدم
کچھہ مزاحم نہوئے جب پولس میرے گھر سے چلی گئی تو یہہ بات غور طلب ٹھہری کہ اسوقت
مجکو کیا کرنا چاہئیے مینے بلحاظ اس شہادت و ثبوت کے جو انکو میرے گھر سے ملگئی تھی اور
میری سزا کیواسطے بظاہر کافی و وافی تھی اپنا فرار ہوجانا مناسب جانا۔ گو مین پولس کی
حراست مین نہ تھا مگر دو سے چارون طرف میری سراغ لگائے ہوے تھے اور میری

حرکات کو تاک رہے تھے مینے اپنی والدہ ماجدہ سے جو اسوقت زندہ موجود تھین اور اپنی
بیوی سے صلاح لیکر اور اونکو اپنے فراری پر راضی پاکر یہہ داو کھیلا کہ مین اپنے شہر سے روانہ ہوکر
اول موضع پیپلی مین جہان تحصیل اور تھانہ وغیرہ ہے آیا اور وہان ملازمان تحصیل اور
پولس سے بھی رائے لی کہ اب مجکو کیا کرنا چاہیئے سب نے باتفاق یہہ رائے دی کہ تم
انبالہ کو جاو اور وہان دریافت کرو کہ یہہ کیا مقدمہ ہے اور کسنے یہہ مخبری کی ہے غرض
یہہ سب صلاح اور مشورہ ظاہری اُن سب سے کرکے مین بوقت شام براہ سڑک کلان
پیپلی سے انبالہ کو روانہ ہوا اسوقت بہت سے آدمی چشم محبت اور افسوس سے میری
طرف دیکھہ رہے تھے ۔ جب مین ایک گھوڑی پر سوار ہوکر چلا ہر کسی کو یہہ یقین ہو گیا کہ
مین انبالہ کو جاتا ہون ۔ جب تک دن کی روشنی تھی مین برابر سڑک کو سڑک انبالہ کو چلا گیا
کوئی ایک میل بہر راستہ چلنے کے بعد خوب تاریکی ہو گئی اور مسافر بھی دور دور تک
نظر نہ آتے تھے اُس وقت مین سڑک انبالہ چھوڑ کر جنگل کی راہ سے ایک جگہہ مقررہ
پر اپنی زمینداری کی زمین مین تھانیسر کے متصل قریب آٹھہ بجے رات کے پہونچ گیا
جب مین وہان پہونچا مینے دیکھا کہ میری والدہ اور بیوی بچے اور میرا بھائی محمد سعید وغیرہ
میری آخری ملاقات کے واسطے وہان حاضر ہین ۔ خیر مین اون سے ملکر اور اپنی بیوی
اور بچونکو ساتھہ لیکر بسواری ایک عمدہ بہلی کے صبح ہوتے ہی ۲۲ کوس پانی پت
پہونچا مین پانی پت شہر کے اندر نہین گیا سڑک پر سے اپنی بیوی بچون کو رخصت
کر کے وہان سے بسواری یکہ دوسرے دن چالیس کوس دہلی مین پہونچا اور وہان
میان نصیر الدین سوداگر کی کوٹھی مین ٹھہرا وہان جاکر میان حسینی ساکن تھانیسر اور
حسینی ساکن پٹنہ اور عبد اللہ نام ایک بنگالی سے میری ملاقات ہوئی یہہ دونون
آدمی آخر الذکر پٹنہ سے کچھہ اشرفیان لیکر آئے تھے مینے وہ اشرفیان اُن سے
لیکر حسینی ساکن تھانیسر کے حوالہ کرکے اوسکو ہدایت کردی کہ جیسے ممکن ہو اس

مال کو انبالہ کو پہونچا دو ۔ بعد روانہ کرنے کشتی تہا تیسری کے بیچ ان ہر دو ازندہ زر کو
اپنی ساتھ یورپ کو واپس لیجانا چاہا ۔ اسوقت تک میرے دلمین یہہ خیال تھا کہ اس داو
کے سبقت اس طرف میری تلاش کو کوئی نہ آوے گا میری تلاش انبالہ اور اوسکے مغرب
مین ہو گی اس خیالی حکمت پر دہلی پہونچ کر مینے اپنے مخفی رکہنے کے واسطے کوئی احتیاط نکی
مین خود اپنے معمولی لباس مین ایک شکرم کرایہ کرنیکو چاندنی چوک تک گیا اور پہر بندرہوین
دسمبر کو ہم تینون آدمی بسواری شکرم علی گڑہ کویل کو روانہ ہو گئے ۔ راہ مین گاڑی
ہانکنے والونکو بہت سا انعام اکرام دیکر چاہا کہ کسی طرح جلدی کویل پہونچ کر ریل پر سوار
ہو جاوین کیونکہ اوسوقت تک کویل سے اسطرف ریل نہ آئی تھی مگر تقدیر کہان جلدی
پہونچنے دیتی ہے ۔ کئی چوکیون پر گہوڑا نملنے سے گاڑی کہڑی رہ گئی لاچار اس گاڑی
کو راہ مین چہوڑ کر ایک دوسری گاڑی بدلی کی مگر باینہمہ معمولی مدت سے ایکدن
زیادہ راہ مین لگ گیا ۔ گو دیر ہو گئی تھی مگر مجکو اوسوقت تک یہہ خیال تہا کہ مین ایسی
چال سے آیا ہون کہ شاید مدت تک میری تلاشش کو کوئی اس طرف کو نہ آویگا اب
مجکو یہین چہوڑ کر پولیس انبالہ کی کارروائی کو سنیئے ۔

بارہوین دسمبر کو جب سپرنٹنڈنٹ پولس میرے خطوط اور آدمیونکو جو میرے گہر سے
ملے تہے انبالہ کو لیگئے تو اونکو دیکہہ کر بعد حصول منظوری گورنمنٹ میری گرفتاری کا
وارنٹ جاری ہوا یہی پارسن صاحب دوسرے دن میری گرفتاری کا وارنٹ لیکر اجرائے وارنٹ گرفتاری
تہانیسر آیا اور مجکو وہان نہ پاکر شہر مین آفت مچادی سیکڑون گہرون کی تلاشی ہوئی
پچاسون مرد و عورت پکڑے گئے میری بوڑہی والدہ اور میرے بہائی محمد سعید کو جو اسوقت بے حد ظلم پولیس
صرف بارہ ۱۲ تیرہ ۱۳ برس کا تھا اور اوسکی بیوی کو قید کر کے ان پر سخت عذاب اور مار پیٹ
شروع کی ایسا ظلم اور بے عزتی عورات پردہ نشین کی ہوئی کہ جسکو سنکر دل
کانپ جاتا ہے میری بیوی کے پکڑنے کو بہی ایک دوڑ پانی پت کو گئی مگر میان نبی الاسلام

صاحب کی جوانمرد والدہ کی دلیری سے میری عورت بچ گئی۔ غرضکہ ان مار کھانیوالون مین
ایک میرا بھائی محمد سعید نہایت کم سن اور لذت ایمانی اور فضایل ثابت قدمی سے سراسر
بے بہرہ تھا اُس سخت مار پیٹ کو نہ اوٹھا سکا اور ڈر گیا اور اپنی جان بچانے کے واسطے بول
اوٹھا کہ میرا بھائی دھلی کو گیا ہے اُسی وقت پارسن صاحب میرے بھائی کو ساتھ لیکر
بسواری ڈاک دھلی پہونچا۔ ادہر پنجاب مین جابجا میری تلاش شروع ہوئی دس ہزار
روپیہ کا اشتہار میری گرفتاری کے واسطے جاری ہوا۔ کیپ انبالہ مین محمد شفیع کے مکان
کی تلاشی ہوئی اتفاق سے اوسوقت محمد شفیع لاہور مین موجود تھے۔ یہان اونکے بھائی
محمد رفیع اور محمد تقی وعبد الکریم اونکے کارندے گرفتار کیے گئے اور اونکو ڈرایا گیا کہ اگر
تم سب حال نہ بتلاؤ گے تو تمکو پھانسی دی جاوے گی۔ جان کے ڈر سے محمد رفیع حقیقی
بھائی محمد شفیع کے اور مولوی محمد تقی صاحب بڑے پرانے کارندے اور واعظ مسجد
غریب محمد شفیع پر گواہ ہو گئے اور جو پولیس نے اونکو سکھلایا سو گواہی دیکر اپنی جان بچائی
اور منشی عبد الکریم جنہون نے حسب تعلیم پولیس گواہی ندی تھی بلا قصور محمد شفیع کے ساتھ
دایم الحبس ہو گئے غرض پارسن صاحب نے دھلی مین پہونچ کر آفت مچا دی سرائون
اور شہر کے دروازے بند کر دیئے ہزارون آدمیون کی تلاشی ہوئی سیکڑون آدمی
پکڑے گئے۔ اُسی پکڑ دھکڑ مین پارسن صاحب کو یہہ پتہ بھی مل گیا کہ مین فلان شکرم مین
سوار ہو کر فلان وقت مع دو دوسرے آدمیون کے علی گڑھ کو ریل کو گیا ہون اُسی
دم بذریعہ تار برقی میری گرفتاری کے واسطے علی گڑھ کو خبر دی گئی۔ اور خوبی تقدیر
سے علی گڑھ مین جو میرے گھر سے قریب دو سو میل کے ہے عین میرے وہان پہونچنے
کے وقت یہہ خبر تار پہونچی۔ اوسی وقت پولیس نے آکر ہمکو گھیر لیا اور ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ
کے بنگلے پر لیگئے اوسنے ہمکو مجسٹریٹ صاحب کے پاس بھیجدیا اور مجسٹریٹ نے جیل مین تین
اور میرے دونون ہمراہی تا آنے جواب ثانی تار کے حوالات مین رکھے گئے اوسی دن

گرفتاری مؤلف بمقام علی گڑھ

شام کو جب مین تیمم کرکے نماز پڑہ رہا تہا پارسن صاحب وہان پہونچ گئے اور مجکو قید مین
دیکہہ کر بہت خوش ہوے اور حکم دیا کہ اسکو پہانسی گہر مین بڑی حفاظت کے ساتہہ بند کرو۔
اوسی دم مین ایک بڑے تنگ تاریک کمرے مین بند کیا گیا اور دو تین پہرے اوسکے چوگرد
مقرر کردیئے گئے۔ سب سے پہلے جیل کا کہانا مجکو اس جیل مین ملا۔ دو روٹی اور تہوڑا سا ساگ
میرے حوالہ کیا گیا ساگ مین تو سوائے موٹے موٹے ڈنٹہلون کے پتی کا نام نہ تہا جنکا چبانا
بہی دشوار تہا روٹیون مین قریب چوتہائی کے بالو مٹی ملی تہی خیر خدا کا شکر کرکے تہوڑا بہت
اوسمین سے کہایا۔ پہر اسکے بعد اکثر جیلخانون مین مینے وقتاً فوقتاً ٹہکر دیکہا تو سب جگہہ قیدیون
کا کہانا ویسا ہی پایا کیونکہ قیدیون کو دراصل خوراک کم ملتی ہے جس سے اونکا پیٹ
نہین بہرتا اور جب انکو گیہون پیسنے کے واسطے دی جاتی ہے تو وہ مارے بہوکہہ کے سیرون
گیہون چبا جاتے ہین یا کچا آٹا پانی مین گہول کر پی لیتے ہین اور آٹے کا وزن پورا کرنیکے
واسطے آٹے مین بالو ملا دیتے ہین اور اسی طرح جو عمدہ ترکاری جیل کے باغون مین پیدا ہوتی
ہے اوسکو تو فروخت کردیتے ہین یا جیل کے عہدہ دار کہا جاتے ہین ناکارہ ڈنٹہل جنکو جانور
بہی نہ کہاوین گنڈاسون سے کاٹ کوٹ کر قیدیون کے واسطے پکا دیتے ہین وہ بہوکے اسی
کو غنیمت جانکر ہاتہون ہاتہہ اوڑا جاتے ہین گو نو آمد قیدیون کو دو ایک دن اسکے کہانے
مین ایذا ہوتی ہے مگر جب عذاب الجوع ان پر مسلط ہوتا ہے تو پلاؤ قورمے سے بہی زیادہ
اوسمین مزہ پاتے ہین اور کہا جاتے ہین کیونکہ دنیا مین اصل مزہ بہوکہہ کا ہے۔

پہلا کہانا جو جیل مین ملا

دوسرے دن پارسن صاحب ہم تینون آدمیون کو ساتہہ لیکر خوشی خوشی لبسواری شکرم
دہلی کو روانہ ہوا شکرم مین سوار کرنیکے پہلے مجکو بیڑی ہتہکڑی طوق پہنا کر اور طوق مین
[illegible] ایک اور زنجیر ڈال کر اور اوسکا ایک سرا ایک مسلح سپاہی پولس کے ہاتہہ مین
دیکر وہ محافظ میرے پیچہے اور پارسن صاحب اور ایک دوسرا انسپکٹر پولس میرے دہنے
بائین بہرے ہوئے تینون کی جوڑیان لیکر اور میرے بدن سے بدن ملا کر بیٹہ گئے۔

[illegible] زنجیر [illegible]

اسکے سوا پارسن صاحب بار بار مجھکو راہ مین کہتا ہوا آتا تھا کہ اگر تم دروغ بھی سر بستہ کردیگے
تو مین اس تمنچے سے تمکو ماردونگا - علی گڑہ سے چلکر دہلی تک کہانا پانی تو محال بلکہ ضروری
حاجات کے واسطے بھی ہم کہین راہ مین نہ اوتارے گئے - آخر بصد مصیبت اوس حال سے لوہے
مین جکڑے ہوے ہم دہلی مین داخل ہوئے جہان لیجاکر زیر بنگلہ ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس
ہمکو ایک تہہ خانہ مین زندہ درگور بند کردیا - دوسرے دن دہلی سے کرنال اور پھر کرنال
سے انبالہ ہمکو لیگئے - جب ہم انبالہ مین پہونچے بہت رات جاچکی تھی اسی طرح بے آب و دانہ
ہم تینون آدمیون کو علیحدہ علیحدہ تین پہانسی گہرون مین بند کردیا جہان ہم شروع اپریل
تک برابر بند رہے - دوسرے دن فجر کے وقت پارسن صاحب اور میجر ٹکنیل ڈپٹی انسپکٹر
جنرل پولس اور کپتان ٹامی صاحب ڈپٹی کمشنر انبالہ مثل منکر نکیر کے میری کوٹھری مین
آئے اور مجھہ سے کہا کہ تم اس مقدمہ کا سب حال بتلادو تمہارے واسطے بہت بہتر ہوگا -
مینے کہا کہ مین کچھہ نہین جانتا اسوقت پارسن صاحب نے مجکو پہلے بہت دہمکایا اور پھر مارنا
شروع کیا جب میری مار حد کو پہونچی اور مین گر پڑا تو ٹامی صاحب اور ٹکنیل صاحب کوٹھری
سے باہر جاکر کہڑے ہوئے اور جب اسقدر مار پر بھی مینے کچھہ نہ بتلایا تو وہ سب کے سب مایوس
ہوکر چلے گئے مینے جب یہہ کیفیت ظلم اور تعدی کی دیکھی تو مجکو یقین ہوگیا کہ اب مجکو یہہ لوگ
زندہ نہ چھوڑین گے - میرے ذمہ کچھہ روزے رمضان کے باقی تھے دوسرے دن سے انکی قضا
رکھنی شروع کردی - دوسرے دن جب مین روزے سے تھا علی الصباح پارسن صاحب پھر آیا اور
وہی کارروائی پھر شروع کی اور تھوڑی زدوکوب کے بعد مجکو اپنی بگھی مین بٹھلا کر ٹامی
صاحب کے بنگلے پر لیگیا جہان پھر وہ تینون ظالم موجود تھے اسدن اونہون نے میری
بڑی چاپلوسی کی اور کہا کہ ہم تحریری عہد کرتے ہین کہ اگر تم دوسرے شرکا اور معاونین جہاد
کو بتلادو تو سواے تمکو سرکاری گواہ کرکے رہا کردینے کے بڑا عہدہ بھی دیوین گے اور
بصورت نہ بتلانے کے تمکو پھانسی دلوین گے - مینے اس چاپلوسی پر بھی انکار کیا تو پارسن

ترغیب اور مار پیٹ مولف کو

صاحب اُن سے انگریزی مین کچھہ باتین کر کے مجکو ایک الگ کمرے مین لیگیا جہان لیجاکر پہر مارنا شروع کیا مین کہان تک لکھون آٹھہ بجے مجر سے آٹھہ بجے رات تک مجپر اسقدر مار پیٹ ہوئی کہ شاید کسی پر ہوئی ہو لیکن بفضل الٰہی مین سب سہار گیا مگر اپنے رب سے ہر دم یہہ دعا کرتا جاتا تہا کہ ای رب یہی وقت امتحان کا ہے تو مجکو اسوقت ثابت قدم رکہیو۔ جب وہ ہر طرح مایوس ہو گئے تو لاچار بعد آٹھہ بجے رات کے مجکو جیلخانہ کو واپس بہیجدیا۔ مین دن بہر روزہ سے تہا بنگلہ سے باہر نکل کر درخت کے پتون سے روزہ افطار کرلیا اور جیل مین پہونچ کر جو میرے حصّہ کا کہانا رکہا تہا اُسکو کہا کر اور شکر الٰہی کر کے سو رہا۔ جسدن مین ٹائی صاحب کی بنگلہ پر اس مار پیٹ کی لذت بنگلہ کے اندر اُٹہا رہا تہا اُسوقت ایک مسلمان تحصیلدار صرف اس قصور پر کہ اُسنے میری گرفتاری سے چند برس پہلے اپنے کسی دنیوی معاملہ مین مجکو ایک خط لکہا تہا اور بعض عملہ کچہری نے جو اُسکے دشمن تہے اُس خط کے معنے غلط بیان کر دئیے تہے جسپر وہ غریب معزز عہدہ دار معطل ہو کر باہر برآمدہ مین غمگین بیٹہا تہا مین اوسکا غمگین چہرہ دیکہہ اپنی تکلیف بہول گیا اور یہہ خیال دل مین آیا کہ مجھہ منحوس نالائق کو فقط ایک خط لکہنے پر یہہ بیچارہ بھی بیگناہ پکڑا گیا اگر اسکے بدلے بھی مجکو ہی سزا ہو جاوے اور یہہ رہا ہو جاوے تو بہت بہتر ہے مین اپنی اُس حالت زار مین اُسکے واسطے بہت دعا کرتا رہا مگر بفضل الٰہی وہ ناکردہ گناہ آخر بری ہو کر پہر اپنے عہدہ پر بحال ہو گیا اور اب تک اول درجہ کا عہدہ دار انگریزی ہے۔ اس تاریخ بعد پہر مجکو کبہی گواہ شاہد ہونے کی ترغیب نہین دی گئی۔

جب میری طرف سے قطعی مایوسی ہو گئی تو محمد شفیع اور مولوی محمد تقی جو میری طرح قید مین تہے مخبر بنا کر رہا کر دئیے گئے انہین کے بیان سے بیچارہ محمد شفیع جسکو اس مقدمہ سے بہت ہی تہوڑا تعلق تہا لاہور سے پکڑا آیا اور پہر انہین کی رہبری سے پارسن صاحب پٹنہ کو گیا جہان الٰہی بخش ... پرشاد نام ایک ملازم پولیس اوسکا معین اور پیرو کار ہوا ان دونون

گرفتاری محمد شفیع مخبری شفیع و تقی

پٹنہ کو جانا پارسن صاحب کا

پٹنہ مین

پٹنہ میں بڑی کوشش کر کے مولوی یحییٰ علی صاحب اور مولوی عبد الرحیم صاحب و الٰہی بخش سوداگر و میاں عبد الغفار کو گرفتار کر کے انبالہ کو بھیجدیا اور پھر پارسن صاحب بنگال کو گیا جہاں جگہہ بجگہہ بہت لوگوں کو گرفتار کیا اکثر لوگ تو لاکھوں ہزار روپیہ خرچ کر کے رہا ہو گئے اور بہتوں کو پھانسی دینی کی دہمکیاں دیکر گواہ بنا لیا فقط ایک قاضی میاں جان ساکن کمارکھلی ثابت قدم رہے جو گرفتار ہو کر انبالہ کو آئے - بصیر الدین و علاؤ الدین سوداگران دہلی اور دوسرے بہت سے لوگ دہلی سے بھی گرفتار ہو کر آئے - پشاور سے لیکر مشرقی و شمالی کنارہ بنگال تک شاید کوئی مالدار مسلمان یا مولوی یا نمازی باقی رہا ہو جسکو ایک دفعہ پولس نے پکڑ کر بقدر وسعت اوسکے اپنا ہاتھہ گرم نکر لیا ہو غرض اسی پہلے جہوکے میں دسمبر سے اپریل تک بڑی پکڑ دھکڑ رہی صدہا آدمیوں کو ڈرا اور سکھلا کر گواہ بنا لیا - اس پارسن گردی کے دورہ میں وہ بیچارہ حسینی تہانیسری بھی جب دہلی سے اشرفیاں لیکر لوٹا چلا آتا تھا پکڑا گیا اور کل اشرفیاں ضبط کرا کے ہماری ساتھہ ہی دایم الحبس ہوا - اس مقدمہ میں ہمنے دیکھا کہ بڑے بڑے صاحب لوگوں نے قانون و آئین سب طاق پر رکھدیا تھا اور الیشری پرشاد وغیرہ ہندو مسلمانوں نے اپنے فایدے کیواسطے اس مقدمہ کو رسی سے سانپ اور رائی سے پہاڑ بنا دیا اور ہم لوگوں کو مثل نپولین یا مہدی سوڈانی سا فرضی دشمن دولت انگلشیہ ٹھہرا کر اپنا مطلب نکالنا چاہا چنانچہ الیشری پرشاد وغیرہ جو نہایت ادنیٰ عہدوں پر تھے ڈپٹی کلکٹر وغیرہ ہو گئے اور بڑی بڑی زمینداریاں اور جاگیریں دہوکہ دیکر سرکار سے لیلی اور غزن خان مخبر نے تو ایک محض جہوٹہا قصہ اپنے بیٹے کے قاتل کو پہنچنے کا گہڑ کر ایک دو گانو جاگیر سرکار سے لیلیئے اور ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے جو اپنی کتاب آور انڈین مسلمان میں غزن خان کی تعریف اور نمک حلالی و خیر خواہی بیان کی ہے قابل دید ہے اور اس سے یہہ بات ثابت ہے کہ جب آدمی مارے تعصب اندہا ہو جاتا ہے ہر طرح کے دہوکے اور لغزشیں بہی کہاتا ہے -

اس مقام پر تہوڑی سی اصلی حقیقت اس مقدمہ کی بیان کردینا خالی از لطف نہوگی اور چونکہ مین بقدر انداز اپنے قصور کی ایک دفعہ سزا کامل واقعی پا چکا ہون اسواسطے اب مجکو صحیح حالات کے اظہار مین کچہہ خوف بہی نہین ہے مینے جسقدر اس کتاب مین اول سے آخر تک بیان کیا ہے بقدر اپنی یاد اور علم کے نہایت صحیح اور راست حالات کو لکہا ہے۔

سید احمد صاحب کا حال بیان کرنا فضول ہے ہند کے سب مسلمان اُنکے حالات سے واقف ہین اور انگریزون کے واسطے ڈاکٹر ہنٹر نے اپنی کتاب مین اول سے آخر تک چند جزون پر سید صاحب کی تواریخ بیان کردی ہے گو براہ تعصب اُس بیان مین چند مقامون پر غلطی بہی کی ہے مگر ہمکو اُس سے کچہہ بحث نہین ہے۔ بعد معرکہ جنگ آخری سید صاحب ممدوح کے جسمین مولوی محمد اسمعیل صاحب شہید ہوئے تہوڑے سے ہندوستانی لوگ بقیہ قافلہ سید صاحب بمقام ملکہ و ستہانہ ملک یاغستان مین بطور درویشون کے رہنے لگے اونکو اکثر ہند کے مسلمان فقرا بقیہ قافلہ جانکر بطور خیرات کچہہ دیا کرتے تہے اسواسطے تعداد اس قافلہ کی ہمیشہ بقدر چار پانسو فقرا کے رہی ہے مسلح رہنا یاغستان کا فرض ہے اسواسطے یہہ لوگ ہتیار بند رہتے تہے اوس ملک کے لوگون اور اس قافلہ والون کے عقاید مذہبی مین بہت فرق ہے اوس عداوت مذہبی سے ہمیشہ اُس ملک والے آدمی اس قافلہ کی دشمن رہے ہین اور اونہین کی جہوٹی خبرون سے حکام انگریزی متعینہ اوس اطراف کی ہمیشہ اُس قافلہ فقرا سے برافروختہ رہے یہان تک نوبت پہونچی کہ بہ تحریک اُنہین ملکیون کے صاحب کمشنر پشاور نے ایک لمبی چوڑی رپورٹ خلاف اوس قافلہ کے گورنمنٹ پنجاب مین کردی اور کسی نے حق ناحق یا واجب غیر واجب کچہہ دریافت نکیا آخر کو سکرٹری آف اسٹیٹ سے ان فقرائیون پر لشکرکشی اور جنگ کا حکم آگیا جسکا نتیجہ وہی ۱۸۶۳ء کی امبیلا کی لڑائی ہے۔ جب انگریزی فوج بلا وجہہ زبردستی سے اپنی عملداری کے باہر یاغستان غیر عملداری مین چڑہائی کر گئی تو سارا ملک یاغستان کا معہ اخوند سوات کے سرکار سے

بگڑ گیا اور درہ امبیلا پر سخت لڑائیان ہوئین اگر لاکھون روپیہ رشوت ان بگڑے ہوئے
افغانون کو دیکر راضی نکیا جاتا ایک آدمی بھی فوج انگریزی کا والپس نہ آتا ۔ یہہ ظاہر اور طبعی
بات ہے کہ جب کوئی کسی غیر ملک مین اپنی حد سے باہر زبردستی لڑنے جاویگا تو اوس ملک
والے اپنے بچاؤ کو ضرور مقابلہ کرینگے اس سبب سے اس فضول اور زبردستی کی جنگ
مین سرکار کا بہت نقصان ہوا اور سخت زک اوٹھا کر مثل ہر دو جنگ افغانستان کے
سرکار کو آخر بے نیل مرام لوٹ آنا پڑا مگر بموجب اس مثل کے کہ کمہار پر بس نہ چلا تو گدہی
کے کان اینٹھے سرکار اون لوگون کا تو کچھہ نہین کر سکی مگر ہم غریب رعایا پر جو اونکے ہاتھہ
مین تھی طرح طرح کے طوفان قایم کرکے جسکو چاہا سزا دیدی اور کروڑون روپیہ کا مال
صدہا مسلمانون کا ضبط کرلیا ۔ اور آخیر سنہ ۱۸۶۳ء سے دس برس تک برابر ہندوستان
کے مسلمانون پر قیامت برپا رہی صدہا مسلمان مارے خوف کے گہر بار چہوڑ کر عرب وغیرہ
ملکون مین جا بسے خودغرضون اور خوشامدیون اور ہماری مدعی اور دشمنون نے خوب
دل کے چاؤ نکالے دس برس تک اخبارون مین سوای اس قصہ اور بحث کے کوئی
دوسری بات کم ہوتی تھی ۔ ایک محکمہ معہ گواہ شاہدون کے اس دار وگیر کے واسطے برسون
تیار رہا جسکو چاہا پکڑ لیا اور جو چاہا رشوت لے لیلی اور جسنے ندی اوس پر ان معمولی گواہون
سے گواہی دلاکر دایم الحبس کروایا ۔ اوران خودغرضون نے اُن سو دو سو فقیرون ساکنان
ملک غیر کا ڈر اور رعب ہماری ایسی بہادر اور دانا سرکار کے دل پر اتنا جمایا اور اوسمین
ایسا مبالغہ کیا کہ گویا سلطنت انگریزی کا قلع قمع کرنیوالے یہی لوگ ہین اور جسقدر اس جماعت
کا اثر ہماری فاتح قوم پر ہوا ہے وہ ڈاکٹر ہنٹر صاحب کی کتاب کے دیکھنے سے بخوبی
معلوم ہو سکتا ہے کہ اوسمین کیسے رسی کا سانپ اور رائی کا پہاڑ بنایا گیا ہے ۔ اور کن کن
لایعنی دلایل سے فاتح اور مفتوح مین عداوت ثابت کی ہے اور طرہ یہ ہے کہ علی العموم بلا
تخصیص تمام ہند کے مسلمانون پر حملہ کیا ہے حالانکہ اس تحریر کے بعد بڑے بڑے معتبرون

پر ہند کے مسلمانون کی خیر خواہی وخیر سگالی ثابت ہوکر وہ کتاب جو بے وجہہ فاتح اور مفتوح کے دلون کو بگاڑنیوالی ہے قابل جلوہ دینے کے ہوگئی ۔ اور مولوی سید احمد صاحب بہادر سی۔ ایس۔ آئی امام منیجر نے شروع ہی مین بڑی دلایل سے اس خیالی پلاؤ ڈاکٹر ہنٹر کو رد کرکے اسکی دہجیان اوڑادی ہین اور ہر دعوی کو اصول ہی سے غلط ثابت کردیا ہے مگر توبھی اُس کتاب ڈاکٹر ہنٹر کا جادوانہ اثر ابھی تک اکثر انگریزون کے دلون پر ہے جو وہابیون کو اپنا جانی دشمن جانتے ہین اور اگرچہ ابتدائے عملداری پنجاب سے افغانون نے صدہا بڑے بڑے معزز انگریزون اور میم اور بچون کو بلکہ گورنر جنرل تک مارڈالا اور ابھی تک جہان موقع پاتے ہین اپنی وحشیانہ حرکت سے باز نہین آتے اور انکے مولویون نے عام فتوی دے رکھا ہے کہ انگریزون کا مارنا بڑا ثواب ہے مگر توبھی انگریز افغانون کو اپنا اُسقدر دشمن نہین جانتے جسقدر وہابیون کو ڈاکٹر ہنٹر کی بدولت اپنا دشمن فرض کر رکھا ہے حالانکہ ابتدائے عملداری سرکاری وہابیون سے قتل انگریز تو درکنار کبھی کوئی بات خلاف تہذیب بھی سرزد نہین ہوئی عین بغاوت ۱۸۵۷؁ء کے عام فتنہ کے وقت بجائے بغاوت اور فساد کے وہابیون نے انگریزون کے میم اور بچون کو باغیون کے ہاتھہ سے بچاکر اپنے گھر مین چھپا رکھا اور جہان کہین جیب چھپاکر یہہ لوگ ملازم سرکار ہین یا جب کبھی ان لوگون سے سرکار کا کوئی معاملہ آپڑا ہے تو وہابیون کو ہمیشہ سچے دیانتدار وفادار بے طمع مہذب عادل خدا سے ڈرنے والے پایا ہوگا مگر ڈاکٹر ہنٹر کے جادو نے دونو قومون کے درمیان براہ تعصب سخت نفرت اور دشمنی کی دیوار کھڑی ہے جسکا نتیجہ دیکھیے آخر کیا ہوئے ۔

خیر آمدم برسر مطلب دسمبر سے اپریل تک یہہ سب وارد گیر ہوکر ماہ اپریل مجسٹریٹی ضلع انبالہ مین یہہ مقدمہ پیش ہوا اور ہم لوگونکو چہالنسی گھرون سے نکال کر کچہری مین لے گئے اوسوقت معلوم ہوا کہ میرا حقیقی بہائی محمد سعید بھی پکڑا گیا اور محمد رفیع

حقیقی بہائی محمد شفیع کا اسکے اوپر پہانسی کی دہمکی سے گواہ ہوگئے اور اسی کارروائی سے
پچاس ساٹہہ آدمی جنمین اکثر مولوی مُلّان تہے ہمارے اوپر گواہ بنائے گئے لیکن اکثر
گواہ گواہی دیتے وقت بہی ہمارے مُنہونکو دیکہہ کر زار زار روتے بہی جاتے تہے مگر بے بس
اگر گواہی نہ دلویں تو قطع نظر مارپیٹ کے پہانسی کا سامہنا تہا اور یہہ سب گواہ تا ادائے
شہادت محکمہ سشن کے مثل قیدیون کے زیر حراست پولس رکہے گئے تہے اور پولس ہی
سے انکو عُمدہ خوراک اور لباس ملتا تہا چنانچہ لاکہون روپیہ سرکار کا ان بیجا کارروائیون مین
صرف ہوگیا اور مارپیٹ کی تو یہہ حالت تہی کہ عباس نام ایک لڑکا جو مدت تک میرے گہر مین
رہکر پرورش پایا تہا جب مجسٹریٹی مین گواہی دیتے وقت مجکو دیکہہ کر مارے مُحبت کے
جہوٹہا اور آموختہ بیان میرے اوپر کرنے سے ہچکچایا تو اوسی روز رات کو اسکو ایسی
سزا سخت کئی گئی کہ وہ بچہ اوسی صدمہ سے قبل از درپیشی مقدمہ سشن کے مرگیا مگر
رفع بدنامی کے واسطے پارسن صاحب نے اوسکا مرنا مرض چیچک سے مشہور کردیا تہا
جسدن ہم اول روز مجسٹریٹی مین حاضر کئے گئے تو میرا بہائی بہی زمرہ گواہان زیر حراست
پولس تہا اوسنے مجکو بذریعہ ایک سپاہی پولس کے یہہ خبر بہیجدی کہ مجکو پولس نے مار
پیٹ کر تمہارے اوپر گواہ بنالیا ہے سو اب جسوقت برسر اجلاس میرے اظہار تحریر
ہونگے تو مین اپنے اوس بیان سے جو مارپیٹ کر لکہایا ہے پہر جاؤنگا اوسکے جواب مین
مینے اوسکو کہلا بہیجا کہ میری قید اور رہائی کچہہ تمہارے بیان پر موقوف نہین ہے وہ
خدا کے ہاتہہ مین ہے۔ اگر تمہارا اظہار بحلف ہوا ہے تو اب اوس سے پہر جانے پر بجرم
دروغ حلفی تمکو سزا سخت ہوجاوے گی۔ مین تو پہلے سے پہنسا ہوا ہون تمہارے
پہنس جانے سے والدہ ضعیفہ صدمہ پر صدمہ کہا کر ہلاک ہوجاویگی اسواسطے بہتر ہے
کہ جو تمنے پہلے لکہایا ہے وہی اب بہی بیان کرو لیکن باینہمہ جب اوسکا اظہار میرے
سامہنے ہونے لگا تو وہ پہلے اظہار سے منکر ہوگیا۔ صاحب لوگ برسر اجلاس اوسکے

بیان سنکر اول تو بڑے غصہ ہوئے مگر بوجہہ اوسکی صغر سنی کے اوسکو کچہہ سزا نہ دے
سکے فقط اوسکا نام گواہون سے کاٹ کر اوسکو نکال دیا۔ کثرت گواہون کے سبب سے ایک
ہفتہ تک فقط یہی مقدمہ کچہری مجسٹریٹی مین پیش ہوتا رہا۔ صاحب لوگو نکا تعصب ہملوگون
سے یہان تک تہا کہ جب ہر وقت در پیشی مقدمہ کے ہمنے یہہ درخواست کی کہ ہماری نماز
کا وقت آگیا ہے ہمکو نماز پڑہنے کی اجازت بخشی جاوے تو یہہ اجازت بہی ہمکو نہ دی گئی مگر
وہ ہمارا کیا کر سکتے تہے ہمنے عین دوران مقدمہ مین تیمم کر کے بیٹہے ہوے اشارون سے
نماز پڑہ لی۔ ایک ہفتہ کی کارروائی کے بعد ہمارا مقدمہ سپرد سشن ہوا اسوقت
تک ہم پہانسی گہرون مین علیحدہ علیحدہ قید تہے بعد سپردگی سشن کے ہم سب کو ایک
جگہہ حوالات مین بند کر دیا اب بعد ایک مدت کے تنہائی اور چلہ کشی کے ہم جو سب دوست
ایک جگہہ جمع ہوئے تو بڑی خوشی ہملوگون کو ہوئی مین تو سعدی کا یہہ شعر اکثر پڑہا کرتا
تہا۔ پائے در زنجیر پیش دوستان ٭ بہ کہ با بیگانگان در بوستان ٭ مگر ایک مدت دراز
چار ماہ تک کے تخلیہ اور تنہائی سے بہی ہم لوگون کو بہت روحانی فائدہ ہوا تہا انوار الہی
آئینہ صافیہ قلب مین کو خوب محسوس ہوتے تہے نماز روزے مین کمال لذت حاصل
ہوتی تہی کہ شاید وہ کیفیت برسون کے چلہ کشی اور گوشہ نشینی مین بہی حاصل نہوتی
مولوی یحییٰ علی صاحب کی صحبت ایک مغتنمات سے تہی۔ محمد شفیع اور عبدالکریم یہہ دو تو
آدمی کسی قدر کشیدہ خاطر رہا کرتے تہے باقی ہم نو آدمی اوس حوالات مین بہی نہایت
شادان اور فرحان تہے اور یہہ خاکسار تو جب اپنی ذلیل النسبی اور کم علمی پر خیال
کر کے انعامات الہی اور اوس سرفرازی کو جو میرے حال بدمال پر مبذول تہی مقابلہ
کر کے دیکھتا تو سمجھتا تہا کہ میری مثل ٹہیک ایسی ہے کہ جیسے کسی چمار کے سر پر بلا واسطے
سفارش و بلا استحقاق و لیاقت ذاتی کے تاج شاہی رکہدیا جاوے مین اور
میرا حسب نسب اور لیاقت کہان اور یہہ سرفرازی خدا کے راہ مین امتحان

بوجہہ تعصب ممانعت نماز

قید تنہائی سی نکال کر سبکو ایک جگہہ حوالات مین کر دیا۔

ہو کر ثابت رہنے کی کہان کیونکہ اللہ تعالی قرآن مجید مین فرماتا ہے کہ ایسے امتحانون مین
پیغمبر اور صحابہ لوگ بھی گھبرا جاتے تھے جیسے فرمایا ہے ۔ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰی یَقُوْلَ الرَّ
سُوْلُ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰی نَصْرُ اللّٰهِ ؕ خداوند تعالی فرماتا ہے کہ ہمنے ایسا
سخت امتحان کیا اور ہلکر جہڑ جہڑایا یہان تک کہ خود پیغمبر اور اوسکے صحابی بول اوٹھے
کہ کہان ہے مدد اللہ کی اس صبر اور استقلال کے انعام کو خیال کرکے اول سے
آخر تک میری زبان پر تو شکر ہی شکر جاری رہا کبھی صبر کرنے کی نوبت ہی نہ پہونچی
مولوی یحیی علی صاحب کی کیفیت اس سے بھی بڑھ چڑھ کر تھی وہ اکثر اس رباعی کی
کے مضمون کو ادا کیا کرتے تھے لَسْتُ اُبَالِیْ حِیْنَ اُقْتَلُ مُسْلِمًا ۔ عَلٰی اَیِّ شِقٍّ
کَانَ لِلّٰهِ مَصْرَعِیْ ۔ وَذٰلِكَ فِیْ ذَاتِ الْاِلٰهِ وَاِنْ یَّشَاْءْ ۔ یُبَارِكْ
عَلٰی اَوْصَالِ شِلْوٍ مُّمَزَّعٖ ۔ ت نہین پرواہ کرتا ہون مین جبکہ مارا جاؤن مین اور ہون مین
مسلمان کسی کروٹ پر ہو راہ خدا مین پہر کر جانا میرا طرف خدا کی اور یہہ اللہ کو ہاتہہ مین ہے
اور اگر چاہے برکت دیوے اوپر ملائے ٹکڑون پراگندہ کے اور یہہ وہ رباعی ہے جب ایک صحابی
کو کفار مکہ پہانسی دینے لگے تو اوسنے نہایت جوانمردی سے یہہ رباعی پڑھ کر راہ خدا مین جان
دی اور شہید ہوا ۔

پیشی بحضور سشن

کچھہ عرصہ کے بعد آخر اپریل مین یہہ مقدمہ باجلاس میجر اڈوارڈس صاحب محکمہ سشن مین پیش
ہوا وہان بہی ایک ہفتہ تک روبکاری ہوتی رہی ۔ محمد شفیع اور عبد الکریم کی طرف سے
مسٹر گڈال ایک بارسٹر محکمہ مجسٹریٹی سے وکیل اور پیرو کار تھے اور جب یہہ مقدمہ
کچہری سشن مین پیش ہوا تو مولوی محمد حسن صاحب اور مولوی مبارک علی صاحب نے

پلوڈن صاحب کا وکیل ہونا۔

جو تہنہ والون کی طرف سے پیروکار تھے مسٹر پلوڈن نامی ایک دوسرے وکیل کو بولایا ۔
یہہ وکیل بڑا جہان دیدہ اور فہمیدہ ایک مسن آدمی تہا ۔ جب پلوڈن صاحب اپنا
مختارنامہ لیکر حوالات مین ہمارے دستخط کرانے کو آیا تو مولوی عبد الرحیم صاحب

مولوی یحیی علی صاحب و الہی بخش سوداگر و ہر دو منشی و قاضی میان جان صاحب و عبد الغفار
منشی عبد الغفور آٹھہ مدعا علیہم نے اوس پر دستخط کر دیئے مگر مینے اپنے دستخط نہین کئے اور
کہا کہ مین خود وکیل ہون مین اپنی جوابدہی آپ کرونگا ۔ اب سرکار کی طرف سے مسٹر رنکفیل
صاحب اور پارسن صاحب پیروکار اور وکیل تھے اور دس مدعا علیہم کی طرف سے دو وکیل
اور مین ایک بذات خود اپنی جوابدہی کرتا تہا ۔ جب کوئی گواہ پیش ہوتا تو پہلے اوسکا
بیان صاحب سشن جج آپ لکہتے اور سوال جرح کرنے بعد اوسکے سرکاری وکلاء اور اوسکی
بعد ہر دو وکلاء مدعا علیہم ایک دوسرے کے بعد اور سب کے آخر مین یہہ خاکسار سوالات جرح
کرتا چونکہ مین سب سے زیادہ اس مقدمہ سے واقف اور اون گواہون کے حالات اور علم اور لیاقت
سے بھی بخوبی آگاہ اور اس فن وکالت مین بھی پورا تجربہ حاصل اور اوسوقت بہ نسبت دوسرون
کے مجکو خدا تعالی سوالات جرح بھی خوب سوجہتا تہا اکثر گواہ میرے سوالات کے جواب سے
تنگ آکر دوہائی دوہائی کرنے لگتے تہے ۔ اور بوجہہ اجلاس عام ہونے کے بہت سی یورپین
اور دیسی تماشہ مین حاضر ہوکر یہہ تماشا دیکہا کرتے تہے ۔ چار اسیسر دو ہندو دو مسلمان
روساء ضلع انبالہ سے بولائے گئے تہے ۔ جب سب شہادت طرفین تمام ہوگئی تو مدعا علیہم کی
جواب لئے گئے دس مجرمون کا جواب تو اونکے وکیلون نے تحریری داخل کیا آخر مین بابت مجرمان
صاحب سشن جج نے میری طرف مخاطب ہوکر فرمایا لو اب تمہارا کیا جواب ہے تب
مینے ہر ایک ثبوت مدخلہ سرکار کی تردید بیان کرکے اپنا جواب نہایت مشرح اور مدلل لکہانا
شروع کیا صاحب جج نے اوسمین سے کسی قدر لکہہ کر بڑے غصہ سے مجہہ سے کہا کہ اس
جواب سے کچہہ فایدہ نہین ہے بہتر یہہ ہے کہ تم اپنے قصور کا اقبال کرکے عدالت کی مہربانی
اور رحم سے اپنی معافی مانگو مین یہہ مخالفانہ تعلیم کا سبق سنکر چپ ہو رہا اور کہا کہ مین فقط
انصاف چاہتا ہون سو آپ سے اوسکی امید نظر نہین آتی ۔ اوسکے بعد مین نے دس بارہ
آدمی گواہ اپنی بریت کے بولانے چاہے سو وہ بھی بولائے نہ گئے بلکہ جب واقعہ ۲ - مئی

ادا

روز شسنانے حکم کے اپنے گواہون کو میئے آپ حاضر کرادیا تو بھی ان کے اظہار نہ لکھے گئے
مگر محمد شفیع اور دوسرے اکثر مدعا علیہم کی طرف سے بہت سے گواہ گذرے لیکن بے سود کون سنتا ہے بلکہ محمد شفیع کی طرف سے ایک تلثو سے زیادہ سارٹیفیکٹ خیرخواہی وخیرسگالی سرکار وعمدہ کارگذاری کے بھی پیش ہوئے جنکی نسبت اس متعصب جج نے یہہ لکھا ہے کہ ہر ہر فقرہ ان سارٹیفکٹون کا محمد شفیع کے مجرم اور مستحق سزا سخت ہونے پر ایک دلیل ساطع اور برہان قاطع ہے - ہمارے لایق اور دیرینہ وکیل مسٹر پلوڈن نے بہت سی قانونی کتابون اور نظایر ولایت سے ثابت کرکے یہہ جواب لکھا تہا کہ ملک ستہانہ وغیرہ مقامات جہان یہہ جنگ جسکی اعانت کرنیکا ان لوگون پہ الزام ہے واقعہ ہوا عملداری سرکار سے باہر ہیں اور لفظ جنگ کرنا با ملکہ معظمہ یا بغاوت مصرحہ دفعہ ۱۲۱ تعزیرات ہند کسی جنگ وقوع بیرون حدود عملداری سرکار پر صادق نہین آتا چنانچہ تمثیل ب زیر دفعہ ۱۲۱ مین صاف لکھا ہے کہ زید جو ممالک ہند مین ہے باغیون کو ہتیار بہیجنے سے ایک بغاوت مین اعانت دے جو گورنمنٹ ملکہ معظمہ واقعہ سیلون کے مقابلہ مین (اندر حدود ممالک مقبوضہ ملکہ کے) ہوئی ہو تو زید ملکہ معظمہ کے مقابلہ مین جنگ کرنیمین اعانت کا مجرم ہوگا - اسواسطے ان لوگون کو اس دفعہ کے نیچے سزا نہین ہوسکتی" - جب صاحب سشن جج اور دوسرے انگریزون نے یہہ دلیل وکیل کی سنی تو ایک دم سرد ہوگئے اور سوائے ہان اور بجا و مرحبا کے کوئی جواب نبن آیا مگر اس مقدمہ مین تو انگریزون کو پیرلے سرکا تعصب تہا شروع کارروائی سے اسمقدمہ مین قانون طاق پر رکھدیا تہا اسواسطے بعد لینے اس جواب کے واسطے مشورہ باہمی کے مقدمہ کو چند روز کے واسطے ملتوی کردیا گیا اور جان لارنس صاحب بہادر گورنر اور دوسرے بڑے بڑے افسرون سے جو خواہ نخواہ ہمارا قلع قمع ہی چاہتے تھے مشورہ لیا گیا انکو تو خود غرضون نے یہہ سوجہا رکہا تہا کہ اگر ان چند غریبون کو پہانسی دیکر وہابیون کا ہند سے قلع قمع

محمد شفیع کے سارٹیفکٹ اولٹے مضر ہوئے

پلوڈن کا قانون

نکر دوگے تو عملداری سرکار ہند میں رہنا محال ہے پہر قانون کو کون سنتا ہے بعد ایک
التوائے دراز کے ۲۔ مئی سنہ ۱۸۶۴ء کو پہر ایک آخری اجلاس ششن ہوا اور جج صاحب
اپنی تجویز اور فتوی سزا اپنے گہر پر بیٹہہ کر حسب ایمائے گورنر صاحب کے لکہہ لائے تہے اوسدن
اجلاس مین بیٹہنے کے ساتہہ ہی پہلے چارون اسیسرون سے ششن جج صاحب نے مخاطب
ہوکر فرمایا کہ آپ لوگون نے اس مقدمہ کو اول سے آخر تک سنا اب جو آپکی رائی ہو
لکہہ کر پیش کرو۔ مینے دیکہا کہ یہ چارون اسیسر اوسوقت بہی ہماری شکلون کو دیکہہ دیکہہ
آنسو بہر لاتے تہے اور دل سے ہماری رہائی کے خواہان تہے مگر جب صاحب جج وکمشنر فتوی اسیران
کی رائے کو ہماری سزا پر مائل پایا تو مارے ڈر کے اونہون نے بہی لکہدیا کہ ہمارے
نزدیک بہی جرم مندرجہ فرد قرارداد ان پر ثابت ہے۔ پہر تو صاحب جج وکمشنر نے بعد
حصول اس حیلہ قانونی کے اپنی تجویز جو پہلے سے میز پر لکہی ہوئی رکہی تہی پڑہنی شروع
کی جسمین آئین بائین شائین کرکے پلوڈن صاحب کی عمدہ دلیل کا جواب تہا اور
پہر پہلے میری طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ تم بہت عقلمند اور ذی علم اور قانون دان اور
اپنے شہر کے نمبردار اور رئیس ہو تمنے اپنی ساری عقلمندی اور قانون دانی کو
سرکار کی مخالفت مین خرچ کیا تمہارے ذریعہ سے آدمی اور روپیہ سرکار کے دشمنون
کو جاتا تہا تم نے سوائے انکار بحت کے کچہہ حیلتاً بہی خیرخواہی سرکار کا دم نہین بہرا اور
باوجود فہمایش کے اوسکے ثابت کرانے مین کچہہ کوشش نکی اسواسطے تمکو پہانسی دی جاوے
گی اور تمہاری کل جائداد ضبط سرکار ہوگی اور تمہاری لاش بہی تمہارے وارثون کو
ندی جاویگی بنہایت ذلت کے ساتہہ گورستان جیل مین گاڑدی جاویگی مین تمکو
پہانسی پر لٹکتا ہوا دیکہہ کر بہت خوش ہونگا۔ یہہ سارا بیان صاحب موصوف کا مینے
نہایت سکوت سے سنا مگر اوس آخری فقرہ کے جواب مین مین نے کہا کہ جان دینا اور
لینا خدا کا کام ہے آپکے اختیار مین نہین ہے وہ رب العزت قادر ہے کہ میرے

[illegible]

مرنے

مرنے سے پہلے تمکو ہلاک کرے لیکن اس جواب باصواب سے وہ بہت خفا ہوا مگر پہانسی کا حکم دینے سے زیادہ اور میرا کیا کرسکتا تہا جسقدر سزائین اوسکے اختیار مین تہین سب دیکہچکا تہا لیکن اوسوقت میرے منہہ سے یہہ الہامی فقرہ کچہہ ایسا نکلا تہا کہ مین تو اسوقت تک زندہ موجود ہون مگر وہ منکر اس حکم دینے کے تہوڑے عرصہ کے بعد ملک روم مین راہی ملک عدم ہوا مجکو اپنی اوسوقت کی کیفیت خوب یاد ہے کہ مین اس حکم پہانسی کو سُن کر ایسا خوش ہوا تہا کہ شاید ہفت اقلیم کی سلطنت ملنے سے بھی اسقدر سرور نہ ہوتا فقط اس حکم موت کے سُننے سے وہ کیفیت ہوئی کہ گویا جنت فردوس اور حورین آنکہون کے سامہنے پہرنے لگ گئین میرے بعد مولوی یحیٰی علی صاحب اور اونکے بعد محمد شفیع اور اونکے بعد لمبر وار گیارہ آدمیون کو حکم سزا کا سُنا دیا جنمین مین اور مولوی یحیٰی علی صاحب اور حاجی محمد شفیع تین آدمیون کے واسطے پہانسی وغیرہ حسب مذکورہ بالا اور باقی آٹہہ مجرمون کو دایم الحبس بعبور دریاے شور مع ضبطی کُل جایداد کی سزا ہوئی میںنے مولوی یحیٰی علی صاحب کو بھی نہایت بشاش پایا لیکن محمد شفیع کے چہرے کا رنگ بدل گیا تہا تاہم اونہون نے بھی اپنی طبیعت کو بہت تہاما اوسدن پولس والے اور تماشہ بین مرد وعورت بکثرت حاضر تہے قریب تمام کے احاطہ کچہری ضلع انبالہ کا خلقت سے بہرا ہوا تہا حکم سُنا کر اوسکا چپ ہونا تہا کہ صدہا مسلح اہل پولس زیر حکم کپتان پارسن صاحب ہمارے گرد ہوگئے۔ جب مین عدالت کے دروازے سے باہر نکلا تہا تو کپتان پارسن صاحب میرے نزدیک آکر کہنے لگا کہ تمکو پہانسی کا حکم ملا ہے تمکو رونا چاہئے تم کسواسطے اتنا بشاش ہے مین چلتے چلتے اوسکو بولا کہ شہادت کی امید پر جو سب سے بڑی نعمت ہے اور تم کافر ہو اوسکو کیا جانو۔ اس مقام پر یہہ بات بھی بیان کرجانا ضرور ہے کہ پارسن صاحب بھی اڈورڈس صاحب سے بڑہکر متعصب تہا اور اس مقدمہ مین شروع سے اُسنے ہملوگون پر بہت ظلم کیا تہا کہ جسکی تفصیل یہہ قلم بھی نہین کرسکتی مگر خداوند تعالی منتقم حقیقی تو موجود تہا گو اوسکے کام دیر اور سہولیت سے ہوتے ہین ہمکو

سزا ہوکر تھوڑے دن گذرے تھے کہ یہہ بے خوف اور شکیبر بھی دنیا ہی مین بالکل ہوکر
اور اپنا غصہ آپ پہا کر راہی ملک عدم ہوا۔ اوسدن تماشہ بین لوگ ہماری پہانسی کا حکم
سنکر اکثر زار زار روتے تھے کوئی خدا کی مرضی اور رضا بالقضا سے اپنے رنج کو روکتا تھا جیلخانہ
تک بیٹیون مرد عورت ارد گرد سڑک کے ہمارا منہہ دیکھتے ہوئے چلے گئے۔ اوسی حالت کے
اندر پولیس ہمکو جیلخانہ مین لیگئی اور وہان پہونچکر ہمارے کپڑے اور لباس معمولی اوتار کر
ضبط کر لیئے اور ہم سب کو گیرو الباس پہنا دیا۔ ہم تین پہانسی والونکو علیحدہ علیحدہ تین پہانسی
گہرون مین بند کر دیا باقی آٹھہ آدمیونکو جیلخانہ مین دوسرے قیدیون کے ساتھہ ملا دیا۔ ہمارے
واسطے بڑے انتظام سے تین نئی پہانسیان اور اوسکے ریشمین رسے تیار ہوئے اور ہم
مثلین ہمکو واسطے منظوری پہانسی کے محکمہ چیف کورٹ پنجاب مین بہیجدیا۔ ہمارے دونون وکیل
جنکو پہلے زبانی کہتا تھا لیکر معہ مولوی محمد حسن صاحب اور مولوی مبارک علی صاحب و محمد سعید
برادرم و عبید اللہ پسر محمد شفیع وغیرہ کے چیف کورٹ مین پہونچے اور میجر ٹکفیل وغیرہ سرکاری
وکلاء اور یہہ وکلا ہمارے سب سے پہلے جا حاضر ہوئے۔ ادہر جیل مین نقل حکم منگواکر مینے بھی ایک
اپیل خوب مدلل لکہہ کر معرفت سپرنٹنڈنٹ جیل کے چیف کورٹ کو روانہ کر دیا۔ مین نے سنا
ہے کہ محکمہ چیف کورٹ مین بھی چند اجلاسون مین بڑی دہوم دہام کے ساتھہ یہہ مقدمہ پیش ہوا
اور وہان بھی مسٹر پلوڈن ہمارے وکیل نے بڑی دلایل سے باصرار تمام یہہ کہا کہ زیر دفعہ ۱۲۱
یہہ لوگ ہرگز قید نہین ہوسکتے اس دفعہ کی روسے اونکو قید کرنا سراسر ظلم اور خلاف قانون ہے
کوئی دوسری دفعہ اون پر قایم کرو۔ مسٹر رابرٹ کسٹ صاحب نے جو اوس زمانہ مین جوڈیشل
کمشنر تہے اس قانونی دلیل وکیل کو بر سر اجلاس تسلیم کر لیا لیکن وہان بھی مشورہ کرنیکے
واسطے چند روز کا التوا کیا گیا اس بیچ مین اخبار والون نے اپنی اپنی رائے لگا دی کہ یہہ
لوگ رہا ہو چکے فقط حکم سنانا باقی رہ گیا ہے۔ ہمارے گہر والونکو تو ہماری رہائی پر اسقدر
یقین ہو گیا تہا کہ ہمارے گہر سے ایک نیا جوڑہ کپڑون کا بہی تیار ہوکر آ گیا تہا کہ بروز رہائی

تیاری پہانسیان پہانسی لوگون کا بہیجنا مثلہا چیف کورٹ کو

در پیشی مقدمہ بحضور چیف کورٹ

ہم اوسکو ہین کہ گہر لو اوین گے چیف کورٹ کا اپیل بہت لمبا ہوا غالبا ولایت تک کی رائے
ہمکو خلاف قانون قید کرنے پڑی گئی - ۲ مئی تاریخ شنالے حکم پہانسی سے ۱۶ ستمبر تک ہم
پہانسی گہر مین بند رہے - اہالیان جیل ہماری پہانسی دینے کا سامان تیار کر رہے تھے
اور اودہر ہم انگریزون کا تماشہ بن رہے تھے صدہا صاحب لوگ اور میم روزانہ ہماری دیکہنے
کو پہانسی گہر مین آتے مگر بخلاف دوسرے عام پہانسی والون کے ہم کو نہایت شادان اور
فرحان پاکر یہہ یورپین زوارین بہت تعجب کرتے اور اکثر ہمکو پوچہتے کہ ہمکو بہت جلد پہانسی
ہو گی تم خوشی کسواسطے کرتے ہو ہم اوسکے جواب مین صرف اسی قدر کہہ دیتے کہ ہمارے
مذہب مین خدا کے راہ مین ایسے ظلم سے مارے جانے پر درجہ شہادت کا ملتا ہے اسواسطے
ہمکو خوشی ہے - شان الہی سے ہم پہانسی گہر مین ہی تہے کہ بقرعید آگئی ہمکو خیال ہوا
کہ آج مسلمان خوب قربانی کا گوشت اوڑاتے ہونگے - اس خیال کے تہوڑی دیر بعد پلاؤ
اور قورما اور قلیہ اور کباب وغیرہ بقرعید کے کہانے سب ہماری واسطے اوسی پہانسی
گہر مین غیب سے موجود ہوگئے - ہمنے خوب سیر ہوکر کہایا اور شکر ادا کیا - ایک دن رات
کو اوسی پہانسی گہر مین ہم تینون آدمی ایک جگہہ بیٹہے ہوئے باتین کرتے تہے کہ اوسوقت
ہمارے سب محافظ آپسمین صلاح کرکے ہمسے کہنے لگے کہ تم تینون آدمی اسوقت اندہیری
رات مین بہاگ جاؤ ہمکو بجرم غفلت کچہہ قید وغیرہ کی سزا ہو جاوے گی سو ہم اوسکو بہگت
لیوینگے لیکن تمہاری تو جان بچ جاوے گی ہم لوگون نے یہہ بات سنکر اونکی ہمت
اور نیت خیر کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ خداوند کریم دونون جہان مین اس نیک نیتی کا اجر
تمکو دیوے مگر ہم نہین بہاگین گے جب خدا چہوڑاوے گا آپ سے آپ چہوٹ جاوینگے
اور مین نے یہہ بہی کہا کہ جب اوسکی مرضی نہ تہی تو بہاگا ہوا مین علی گڑہ سے پکڑا ہوا آگیا
اب ہم سے ایسی حرکت نہوگی - بقول شاعری ◆ رشتۂ در گردنم افگندہ دوست
مے برد ہرجا کہ خاطر خواہ اوست ◆◆

اکثر یورپین کا ہمارے دیکہنے کو پہانسی گہر مین آنا ۔

پہانسی گہر مین بقرعید کو پلاؤ قورمہ غیب سے پہونچنا ۔

خود محافظین کا فرار کی ترغیب دینا ۔

وفات قاضی میان جان

جب ہم پہانسی گہر مین قید تہے تو قاضی میان جان صاحب بیمار ہو کر ہسپتال مین گئے مگر ہسپتال سے بہی اکثر ہماری ملاقات کی واسطے پہانسی گہر مین آیا کرتے تہے۔ اپنے مرنے سے ایک دو دن پہلے اونہون نے خواب دیکہا تہا کہ ایک تخت جواہر نگار آسمان سے اوترا اونکو اوسپر بٹہلا کر آسمان پر لیگئے اوسکے دوسرے دن اونکی وفات ہو گئی اور تعبیر خواب بہی ہو گئی کہ وہ تخت فردوس بریں سے اونکے لینے کے واسطے آیا تہا اور لیگیا۔ یہہ بزرگ ہم لوگون مین سب سے زیادہ مسن تہے مگر با اینہمہ بڑے صابر اور مستقل مزاج تہے خداوند کریم اونکو جنت نصیب کرے۔ ہمارے ہمراہیون نے اونکو غسل اور کفن دیکر اور اونکی نماز جنازہ پڑہ کر گورستان مین لیجا کر اونکو دفن کر دیا۔ جب ہم پہانسی گہر مین بند تہے اونہین ایام مین ایک رات کو

وفات والدہ مولف

اتفاق ہوا تہا کہ میری والدہ کو ایک سانپ نے کاٹا۔ سنا ہے کہ وہ بہی بہت استقلال سے جان بحق تسلیم ہوئی۔ بہت لوگون نے کچہہ شرک جہاڑ پہونکنے والونکو بلا کر اونکی صحت کے واسطے کچہہ رسومات شرک کرنا چاہا تہا مگر اونہون نے فرمایا کہ میرے گہر سے شرک بدعت مدت سے اوٹہہ گیا ہے اب مین اپنے بیٹے کی غیر حاضری مین اپنے گہر مین شرک ہونے دونگی۔ جب اوسکے مرنے کی خبر ہمکو پہانسی گہر مین پہونچی تو مولوی یحیی علی صاحب نے مراقبہ مین اوسی رات کو دیکہا کہ وہ بڑی شان شوکت سے جنت مین ہین مولوی صاحب نے اُن سے پوچہا کہ یہہ مرتبہ عالی آپکو کس سبب سے ملا اونہون نے فرمایا کہ میرے بیٹے کی مصائب پر صبر کرنیکے سبب سے مجکو میرے ربّ نے بخشدیا اور یہہ درجہ عنایت کیا۔

پیشین گوئی ہونا قبل از موقوفی حکم پہانسی

ایک یہہ بات بہی اس مقام پر قابل تذکرہ ہے کہ جس زمانہ مین ہم لوگ پہانسی گہر مین قید تہے اونہین ایام مین ایک مقبول بارگاہ الہی پر اللہ رب العزت نے یہہ منکشف کر دیا تہا کہ ہم لوگون کو پہانسی نہوگی اور کالے پانی کو جانا ہوگا اور مین وہان سے پہر زندہ با عزت واپس آ ونگا۔ ہماری پہانسی کی موقوفی کا حکم اس پیشین گوئی کے کوئی دو ماہ بعد ہوا مگر ہم لوگون مین اس پیشین گوئی سے پورا پورا یقین کالے پانی کو جانے اور موقوفی پہانسی کا

ہوگیا تھا چنانچہ مین نے اپنے بھائی اور بعض دوستون کو اُسی وقت اُس خوشخبری کی
اطلاع بھی لکھدی تھی مگر اوسوقت کہ جب ساری سلطنت انگریزی بالاتفاق ہماری پھانسی
دینے پر مستعد تھی اور ظاہرا کوئی صورت موقوفی پھانسی کی نظر نہ آتی تھی شاید کسی کو اس
پیشین گوئی کا یقین ہوا ہو کیونکہ وہ ایک ایسا وقت تھا کہ اگر کوئی شخص ہمارے واسطے
ذرہ بھی کلمہ خیر کہتا تو قید ہو جاتا تھا بیسیون آدمی ہمارے شہر کے فقط اسی قسم کے قصور پر
قید ہوگئے کہ اونکے پاس کوئی ایک میرا اسباب نکل آیا یا بعد ضبطی و نیلام میرے مکانات
کے میرے بال بچون کو کسی نے اپنے گھر مین رہنے کو جگہہ دیدی اُس وقت اگر شاہ روم بھی
میری سفارش انگریزون سے کرتا تو کبھی منظور نکرتے ایسی حالت مین موقوفی پھانسی
کی محض غیر ممکن اور بعید از قیاس تھی ۔ اب اوس مقلب القلوب کی ظاہری کارروائی
کو سنئے جب بہت سے صاحب اور میم ہمکو پھانسی گھر مین نہایت شادان اور فرحان دیکھ گئے
تو یہہ خبر جا بجا سب صاحب لوگون مین پھیلا تب تو اون صاحب لوگون نے جو ہماری جانی دشمن
تھے یہہ خیال کیا کہ ایسے دشمنون کو منہہ مانگی موت شہادت دینا نہین چاہیئے بلکہ
اونکو کالے پانی بھیج کر وہان کی مصائب اور سختیون سے ہلاک کرانا چاہیئے ۔ ہم نے جو دیکھا
تھا مطابق اوسی ہماری پیشین گوئی کے یکایک صاحب ڈپٹی کمشنر انبالہ ۱۱ ستمبر کو پھانسی
گھر مین تشریف لائے اور چیف کورٹ کا حکم پڑھ کر سنا دیا کہ تم لوگ پھانسی پڑنے کو
بہت دوست رکھتے ہو اور شہادت سمجھتے ہو اسواسطے سرکار تمہاری دل چاہتی سزا تمکو نہین
دیوے گی تمہاری پھانسی سزا دائم الحبس بعبور دریائے شور سے بدلی گئی ۔ بمجرد سنانے
اس حکم کے ہمکو پھانسی گھر سے نکال کر دوسرے قیدیون کے ساتھہ بارکون مین ملا
دیا اور جیلخانہ کے دستور کی موافق مقراض سے ہماری داڑھی مونچھہ سر کے بال وغیرہ
سب تراش کر منڈی بھیڑ بنا دیا ۔ اوسوقت مین نے دیکھا کہ ہمارے مولوی یحییٰ علی
صاحب داڑھی کے کترے ہوئے بالون کو اوٹھا اوٹھا کر کہتے تھے کہ افسوس نکر تو

تبادلہ حکم پھانسی ساتھہ حبس بعبور دریائے شور کے

داڑھی مونچھہ کا مونڈا جانا

خدا کی راہ مین پکڑی گئی اسکلے واسطے کتری گئی -
ایک تماشہ قدرت الہی کا اور بہی قابل ذکر کرنے کے ہے اور وہ یہہ ہے کہ بوجہہ میری بہاری مجرم ہونے کے میرے واسطے ایک ریشمین رسّہ اور پہانسی کی لکڑی خاص طور پر نہایت مضبوط تیار ہوئی تھی مگر زبردستی تقدیر سے میری پہانسی تو موقوف ہوگئی اوسی اثنا مین بجرم قتل ایک خاص ولایت زاد انگلستمین گورہ کو پہانسی کا حکم ملا اور وہ سب سامان پہانسی جو میرے واسطے تیار ہوا تھا اوس بیچارے یورپین ہم قوم کے نصیب ہوا چاہ کندہ را چاہ در پیش جو رسّہ بڑی اہتمام سے میرے گلے مین ڈالنے کے واسطے تیار ہوا تہا اوس قادر مطلق مقلّب القلوب نے ایک ذات بہائی کے گلے مین ڈلوایا اور مجکو صاف بچالیا اس وقوعہ عجیبہ کے بعد لوگ اس اسرار الہی کو ایک بڑی آیات الہی سے سمجہتے تھے اسی سبب سے بعد پہانسی اوس گورہ کی وہ رسّہ بھی ٹکڑے ٹکڑے ہوکر تبرکاً لوگون مین تقسیم ہوگیا - اس مقام پر کوئی یہہ خیال نکرے کہ کبہی کالے حیوان کے قتل پر یہہ یورپین پہانسی پائے تھے ہرگز نہین کیونکہ ابتدائی عملداری سرکار سے اوس پاک قوم کے لوگون نے ہزارون کالے حیوان مارڈالے کبہی کسی کو وطنی بہائی ڈاکٹر نے مسئلہ علم تشریح سے صاف نکلوا دیا کبہی بہائی ہندون کی جوری نے چہوڑ دیا کبہی پولس یا مجسٹریٹ کی مہربانی سے بوجہہ عدم ثبوت رہا ہوا اگر کبہی ایسے ہی بدبخت نے کوئی حیلہ نہ پایا اور نوبت بہ سزا ہی پہونچی تو کالون کے قتل پر فقط جرمانہ یا ایک دو ماہ قید خفیف کی سزا ہوئی اور جہان قید مین بہی ہمارے نوابون سے زیادہ اونکے واسطے سامان عیش مہیا رہتا ہے یہہ مقام اس بحث کا نہین ہے اسی قدر پر اکتفا کرکے اب آگے ہماری بپتا کو سنیئے -

دوسری فجر کو ہم تینون آدمی بہی دوسری قیدیون کی ساتہہ مشقت مین بہیجے گئے - بنی بخش داروغہ جیل اور رحیم بخش نایب داروغہ اور دوسرے سب دیسی افسر گو ہمارے عنایت فرما تہے مگر بوجہہ خوف صاحب سپرنٹنڈنٹ جیل کے ہم تینون آدمیونکو کاغذ کوٹنے

بہرے ریشمین رسّی ایک یورپین کا پہانسی پانا

جیل کی مشقت جو ہمکو ملی۔

کی ڈہینکلی مین جو اوس جیل مین سب سے زیادہ سخت کام ہے دیدیا۔ تھوڑی دیر تک
جب ہمنے اوسکو پانوسے ہلایا تو پانو تنل ہوگئے مگر اوسی وقت ڈاکٹر ہٹسن صاحب عرف
ریلو سپرنٹنڈنٹ جیل کاغذ گہر مین تشریف لائے اور ہمکو ڈہینکلی کے سخت کام مین دیکہہ کر
دارغہ پر بہت خفا ہوئے اور ہم کو اوس سخت کام سے نکال کر محمد شفیع اور مولوی یحیی علی
صاحب کو تو سوت کہولنے کے آسان کام مین دیدیا اور میرا ہاتہہ پکڑ کر مجکو ایک ناد کے پاس
پاس جسمین کاغذ پہاڑ کر بہگوتے تہے لیگئے اور مجہہ سے فرمایا کہ یہہ دفتر کی ردّی ہے غالباً
تمہارے ہاتہہ کے لکہے ہوئے کاغذ بھی اسمین ضرور ہونگے تم اپنا دل بہلانے کو ان کاغذات
کو پڑہا کرو اور ردّی کو پہاڑ کر اس ناد مین ڈالتے جاؤ۔ بفضل الٰہی سے میری مشقت
بھی دل لگی اور تفریح طبع سے خالی نہ تھی۔ اور ہمارے دوسرے ساتھی بھی تائید
الٰہی کیسی سخت کام مین نہ تہے۔ دن بہر کام کرکے رات کو بارگ مین جا کر سو رہتے۔

ہمارے جانے پر گوشت دہی گھی قیدیونکو سرکار سے ملنے لگا۔

جب ہم جیل مین گئے تو قیدیون کو روٹی اور دال اور ہفتے مین دو یا تین دن
ترکاری تیل سے بگہاری ہوئی ملا کرتی تھی گھی اور گوشت یا دودہ دہی کبہی کسی
قیدی نے ابتدائے عملداری سرکار سے خواب مین نہ دیکہی ہوگی اب تائید الٰہی کا کار
خانہ دیکہئے ہمارا جیل مین داخل ہونا تہا کہ بحکم انسپکٹر جنرل محبس پنجاب کل قیدیان
پنجاب کو عمدہ گوشت اور گھی اور دہی ملنے لگی بیایون پر پیالے اس گوشت کے ہمارے
واسطے لائے جاتے اور سب قیدی ہمکو دعا دیا کرتے کہ تمہارے سبب سے ہم نے بھی یہہ نعمتین کہائین
مگر کیفیت یہہ کہ جب تک ہم جیل ہائے پنجاب مین رہے تب تک یہہ چیزین سب جیلخانون
مین برابر ملتی رہین ہمارا انکالے پانی کو روانہ ہونا تہا کہ پہر وہ چیزین ایکقلم بند ہوگئین
بلکہ بجائے گیہون کی روٹی کے ہمارے جانے کے بعد جوار با جہرے کی روٹیان بیچارے قیدیونکو

ہمارے ہوتے جیل میں وبا پڑنا۔

ملنے لگین ۔۔ ہم جیل انبالہ ہی مین تہے کہ وبائی بخار معہ سرسام ٹرے زور شور سے
قیدیون مین پہیلا کوئی چہارم قیدی اوسی مرض سے فوت ہوگئے۔ یہہ کیفیت تھی

کہ ایدہر بخار آیا اور ادہر سرسام ہوا اور پیٹ سے مرگیا مہینے دو دو مہینے کی میعاد والے
قیدی بھی بہت مرگئے۔ جیل کے باہر خیمے کہڑے کرکے قیدیونکو وہان لے گئے مگر حضرت بخار
وہان بھی ساتھہ ہی گئے۔ یہہ خاکسار بھی اوس وباء عام سے نہ بچا اور سخت بیمار ہوکر شفاخانہ
جیل مین داخل ہوا ڈاکٹر ہٹسن صاحب بہت توجہہ اور دل سے میرا علاج کرتے تھے لیکن بخار
کو ذرا بھی افاقہ نہوا گو سرسام کی نوبت نہ پہونچی تھی مگر مین نے آب و دانہ چند روز تک
بیہوش پڑا رہا انگریزی دوا ذرہ بھی اثر نکرتی تھی لاچار ہوکر ڈاکٹر صاحب نے مجہہ سے فرمایا
کہ تم اپنے گہر مین بخار کے واسطے کیا دوا کہاتے تھے مین نے کہا ہندوستانی دوائین کہاتا تہا اور
ایسے مرض مین مین نے انگریزی دوا کبہی نہین کہائی غالباً اسی سبب سے انکا کچھہ اثر مجہہ پر نہین ہوتا
تب اونہون نے فرمایا اون دوائیون کا نام تمکو معلوم ہے مین نے کہا مجکو معلوم ہے تب اونہون نے
کہا اچہا وہ دوائین ایک کاغذ پر ہمکو لکہدو ہم بازار سے تمہارے واسطے منگوا دیوینگے۔

تب مین نے۔ مربہ سیب و مربہ بہی و شربت انار و شربت بنفشہ و نیلوفر و ورق نقرہ وغیرہ
عمدہ عمدہ اور مزیدار و مقوی و مفرح دوائیان ایک پرزہ کاغذ پر لکہدین اونہون نے اوسی
وقت وہ سب بازار سے منگواکر میرے حوالہ کردین ماری بیماری کے زبان کا مزہ تو بگڑا ہوا تہا
مین نے مزہ سے اونکو یکے بعد دیگرے کہانا شروع کیا بخار تو قسم محرقہ سے تہا اون شربتون
کے استعمال سے دوسرے دن دفع ہوگیا اور مربون اور اوراق نقرہ سے بدن اور معدہ
مین طاقت اور قوت بہی آگئی۔ ڈاکٹر صاحب نے جب دوسرے دن مجکو تندرست پایا تو بہت
خوش ہوئے اور قوت کے واسطے شوربا گوشت اور دودہ میرے واسطے مقرر کردیا۔

ہندوستانی دوائین مولف کیواسطے جیل مین آنا۔

مجکو اس مقام پر اس دولت دنیا اور حشم و جاہ کی ناپائداری اور حالت بیحالی اور
ہرجائی کا تہوڑا سا ذکر کرنے کا بہی موقع ملا ہے اور اوسکی کیفیت مختصر اسطرح پر ہے کہ
۱۲ ہ تاریخ دسمبر کو اپنی خانہ تلاشی سے تہوڑی دیر پہلے تک مین ہزارون روپیہ کی
جایداد منقول و غیر منقول بہ مثل مکانات و دکاکین و اراضی و چاہ و باغات وغیرہ کا مالک تہا

مولف کا دمن دولت یک شب مین دوسرے کا ہوجانا۔

ہزاروں آدمی میری رعیت رہتے تھے ایسے بڑے شہر کا ممبر دار کچہری اور گاڑیوں مین سوار ہوا پہرتا تہا ہر کام کے مرد عورت میرے گہر مین نوکر چاکر تہے یا اوسکے چند گہنٹہ پیچہے جب بعد تلاشی مین فرار ہوگیا وہ سب جاہ و حشم خاک مین ملگیا بوجہہ میری فرار یا زیادہ غصہ کے انگریزون نے قبل از صدور حکم آخیر مقدمہ کی میری کل جائداد قرق کرلی دوسرے دن خود میرے عزیزون کو کوئی اپنے برآمدہ مین بہی کہڑا ہونے دیتا تہا ایک ہی رات مین وہ سب مال دوسرے دن کا ہوگیا میرے وارثون کو اسقدر موقع بہی نملا کہ کوئی جائداد قبل از قرقی علیحدہ کرلیوین اور بعد صدور حکم ضبطی جب میرے بہائی نے جو نصف کا وارث تہا اپنے حصہ کا دعوی کیا اوسکو بہی فقط ایک کوٹہری دیکر کل جائداد منقولہ غیر منقولہ ضبط کرکے نیلام کردی۔ مینے بنظر دور اندیشی اپنے حصہ کی کل جائداد کو اپنی بیوی کے مہر مین مکفول کرکے ایک بیعنامہ شرعی اوسکے نام لکہدیا تہا وہ بیعنامہ بہی پیش ہوا مگر مارے غصے اور تعصب کے کسی نے بہی نہ سنا۔ اور میری بیوی کو معہ دو نابالغ بچون کے خود آپ ہاتہہ پکڑکر گہر سے نکال دیا۔

بعد تبدیلی حکم پہانسی کے ۱۶ ستمبر ۱۸۶۴ع سے فروری ۱۸۶۵ع تک جیل انبالہ مین رہی اکثر اوقات محمد شفیع کے گہر سے بہت سا کہانا عمدہ عمدہ قسم کا ہمارے واسطے آیا کرتا تہا اور ہملوگ اوسکو جیل مین نعمت غیر مترقبہ سمجہہ کر بڑے مزے سے کہایا کرتے اور شکر الہی بجا لاتے یہانتک اپنی تعریف آپ لکہہ کر میرا نفس بہت پہول گیا ہے اور اکثر مقامات پر اپنی تعریف مین بہت مبالغہ کرنا چاہتا ہے اسواسطے یہان اسکے دو عیب بہی تحریر کردون تاکہ اس موذی خود پسند کو ذرہ ذلت ہو اور پہر مجکو مبالغہ کرنیکی ترغیب نہ دے۔ اور وہ یہہ ہین کہ ایک دن رات کو جب ہم ایک مقفل بارگ مین سوتے تہے ایک سپاہی محمد شفیع کے گہر سے پلاؤ لیکر آیا۔ ایک جنگلے کی راہ سے وہ پلاؤ لینے کو مین گیا۔ پلاؤ لیتے وقت میرے اس نفس سے نہ رہا گیا ایک بڑی سی بوٹی پلاؤ کی اوٹہاکر منہہ مین ڈال لی اور تہوڑا

ساجہا کر جھٹ پٹ اوسکو نکل لینا چاہا وہ مسروقہ مال حلق مین کیسے اوترے ۔ وہ حلق
مین جاکر اٹک گئی نہ نیچے جاتی تھی نہ اوپر آتی تھی میرا دم بند ہوگیا مین لڑکھڑا کر گر پڑا وہ
نفس کا عیب ہمارے سب ساتھیوں پر ظاہر ہوگیا جب میرا گلا ملا گیا تو وہ بوٹی بجنس باہر نکل
آئی مین نے اپنی جان بری اور مال مشتبہ حلق سے نیچے نہ جانے پر شکر الٰہی کیا گو محمد شفیع
سے ہمارا معاملہ واحد تھا اور اوسکی معناً اجازت بھی ہر طرح سے ہمکو حاصل تھی مگر تو بھی یہہ
حرکت سفلانہ اور نہایت نازیبا تھی مگر حمد ہے اللہ کا کہ اوسنے نفس موذی کو بھی وہ ذلت
دلائی کہ اب تک اوسکو یاد ہے اور مجکو اوس مال مشتبہ یا مسروقہ کے کہانے سے بھی محفوظ
رکھا ایک اور اس سے بڑھ کر اپنے نفس کی شرارت کا حال اور سناتا ہون ایک دس روپیہ کا
نوٹ جیل انبالہ مین بذریعہ ڈاک منشی عبد الغفور ہمارے ایک ساتھی کے گھر سے میرے پاس آیا تھا
اوسوقت میرے بھائی کو کچھہ روپیہ کی ضرورت تھی مین نے منشی عبد الغفور سے اوسکے آنے
کی کچھہ اطلاع نہین کی اور باہر سے باہر اپنے بھائی کو وہ نوٹ دلا دیا جب منشی عبد الغفور کو
اسکی اطلاع ہوئی تو اونہون نے میری کچھہ شکایت نکی کیونکہ وہ میرے گھر مین برسون تک
رہے تھے اور مجکو اپنا بزرگ جانتے تھے اور اوسی بھروسے پر میرے نفس نے یہہ جرات بھی
کی تھی تاہم دوسرے لوگون نے مجھپر بہت طعن لعن کئے مگر مین کیا کرون میرے مین اوسوقت
اسقدر طاقت نہ تھی کہ دس روپیہ اونکو پھر دیدون لیکن بعد پہنچنے پورٹ بلیر کے جب میرے
ہاتھہ مین پہلے روپیہ آیا تو مین نے وہ دس روپیہ بذریعہ نوٹ اونکو جیل لاہور مین بھیجدیے
اور اب بعد اظہار ان ہر دو عیب اپنے نفس کے اللہ رب العزت سے اُمید کرتا ہون کہ
مجکو معاف فرماوے اور میدان محشر مین نیکون کے سامنے مجھے ذلیل نکرے ۔

جس زمانہ مین ہمارا اپیل چیف کورٹ پنجاب مین دایر تھا اوسوقت ہمارے وکیل پلوڈن
صاحب نے ہمکو یہہ خبر دی تھی کہ انگریزون کا یہہ ارادہ ہے کہ اگر عند الاپیل ہم لوگ
چیف کورٹ پنجاب سے رہا ہوجاوین تو خیر ہے ورنہ بعد نامنظوری اپیل کے یہہ لوگ مولوی

احمد اللہ صاحب کے اوپر منجملہ ہم گیارہ نفر سزا یافتہ کے جھوٹے گواہ سکھلا پڑھا کر بنانے شروع ہوئے میر مجیب الدین تحصیلدار جو کسی قصور رشوت ستانی پر جیل خانہ میں قید تھا اور بظاہر ہم لوگوں سے بڑے اخلاق سے پیش آتا تھا اوسکو انگریزوں نے وعدہ دیا کہ اگر تم بہکا سکھلا کر اہنیں میں سے کسی آدمی کو مولوی احمد اللہ صاحب کی اوپر گواہ بنا دو تو تمکو رہا کر کے پھر تحصیلدار کر دیوینگے چنانچہ اپنی دنیوی بھلائی کی اُمید پر اس نے اپنی کارروائی شروع کی مگر جب ہماری کان میں اوسکے بہکانے اور گواہ بنانے کی خبر پہنچی تو ہم اپنے ساتھیوں کو یہہ کہکر کہ بھائیو ہماری دنیا تو خراب ہوگئی ہے اب فقط دین باقی رہگیا ہے جھوٹے گواہ بنکر اوسکو نہ بگاڑو کہیں تمہاری وہ مثل نہو جاوے کہ دو نون طرف سے گئے پانڈے ایدہر حلوا نہ ادہر مانڈے جسقدر دن پہر شیطان گواہ بنانے کی ترغیب دیتا اوسکا اثر ہماری تھوڑی دیر کی نصیحت سے پہر رفع ہو جاتا اسواسطے اوسنے صاحب لوگوں سے کہا کہ جب تک یہہ شخص (مولف) اور مولوی یحییٰ علی صاحب اس جیل میں رہیںگے تب تک کوئی گواہ نہیں ہو سکتا اسواسطے ٢٢ فروری ٦٥ء کو مجھکو اور مولوی صاحب موصوف اور میاں عبد الغفار کو سنٹرل جیل لاہور کو روانہ کر دیا اور محمد شفیع و عبد الکریم و الٰہی بخش و منشی عبد الغفور وغیرہ کو جیل انبالہ میں رکھہ لیا پس ہمارا اس جیل سے روانہ ہونا تھا کہ محمد شفیع و عبد الکریم وغیرہ گواہ سرکاری ہوکر پٹنہ کو روانہ ہو گئے اور اونکی شہادت پر لیاقت وقت شمس الاسلام مولوی احمد اللہ صاحب بماہ مئی ٦٥ء دایم الحبس بعبور دریاے شور مستوجب جائداد کے سزایاب ہو کر ہم سے پہلے جون مہینے مین داخل انڈمان ہوگئے اور پہر ١٨٧١ء تک جو مقدمات گرفتاری وہابیان مثل مقدمہ امیر خان صاحب سوداگر چرم و مولوی تبارک علی صاحب مولوی امیر الدین صاحب ساکن پٹنہ و ابراہیم منڈل ساکن اسلام پور ہوتے رہے تھی معمولی گواہ یا گوینده سرکار جھوٹی گواہی دینے کو بولائے جاتے تھے اور مین نے خود بھی ایک گواہ کی زبانی سُنا ہے کہ جب کبھی گواہی خلاف دینے سے ہم نے انکار بھی کیا

تو ہمکو یہہ کہا گیا کہ تم لوگ سنر طلبیہ طور پر فقط اسی گواہی دینے کے واسطے بطور گواہ بند
رہا کیئے گئے ہو اگر تم گواہی ندوگے تو پھر تمکو دایم الحبس کرکے پہلے ہی وارنٹ پر کالے پانی کو بھیجدیا جائیگا
جب مین اپنا جیل سی لاہور جانے کو تیار ہوا تو میری بیوی بچے بھی میری ملاقات کو جیل پر آئے تھی
جسدن میری ملاقات اُن لوگون سے ہوئی ماہ رمضان تہا اور مین روزے سے تہا جیل کے باہر ایک
کوٹھری مین بہت دیر تک میری اونکی بات چیت رہی میرا گیروا لباس اور کمبل کا کرتہ اور
پانؤ مین بیڑی دیکھہ کر میرے اُقربا بہت متعجب اور غمگین ہوئے مگر مین نے اونکی بہت تسلی کی
اور ایمان اور صبر کا مضمون اونکو سمجھایا ۔ اسیدن کوئی سوا برس کے بعد مین نے اپنے بیٹے
محمد صادق کو بھی دیکھا تہا ایسا بڑہ گیا تھا کہ مین نے بمشکل سے اوسکو پہچانا ۔ یہہ گویا اُس سے
میری آخری ملاقات تھی پھر دوبارہ مین نے اوسکو اس دُنیا مین نہین دیکھا ۔

وقت روانگی لاہور مولف کے جورو بچے آکر ملاقاتی ہوئے

۲۲ ۔ فروری ۱۸۶۵ء کو ہم جیل لاہور کو روانہ ہوئے ۔ گیروا لباس جوگیانہ صورت کمبل
اوڑہے ہوئے بیڑی ہتہ کڑی کے زیور سے آراستہ پیراستہ ہم منزل در منزل کوچ در
کوچ چلے جاتے تہے دو ایک گاڑیان بھی ہمارے ساتھہ تہین بقدر تینتیس چالیس قیدیون کے
ہم جیل انبالہ سے روانہ ہوئے تہے سب پاپیادہ چلتے تہے جب کوئی تہک جاتا تو اوسکو گاڑی
پر بھی سوار کر لیتے تہے ورنہ پاپیادہ خلخال آہنی کو چہن چہناتے چلے جاتے تہے چہ سوا برس
کے بعد جو ہم نے باہر کی ہوا کہائی اور راستے مین جو چاہتے سو خرید کر کہاتے اور مولوی یحیی علی
صاحب کی ہردم مصاحبت اس سبب سے ہمکو تو اوس سفر مین دن عید اور رات شب برات
ہوگئی تہی ۔ اتفاق حسنہ سے جسدن ہم نیا گیروا لباس پہن کر اول منزل سے روانہ
ہوئے ۔ تو مہاراجہ مہندر سنگہ والی پٹیالہ کی برات بڑی دہوم دہام سے اوسی راہ
سے جاین ہمارے آگے جنوب سے شمال کو جاتی تہی اوسوقت سورج نکلتا تہا ۔ صبح کا سہانا
وقت آخیر فروری کے گلابی جاڑے تہے ایک طرف سورج کی کرنون مین باراتی کی سونا
چاندی اور تاش بادلہ اور ہیرہ مرصع کی چمک دوسری طرف ہماری بیڑی ہتہ کڑی

روانگی لاہور

راجہ پٹیالہ کی برات اور ہماری چالان کا راہ مین ملنا۔

کی جہنکار

بے لوہے کی دمک ادہر دوشالون اور کمخواب و بانات کا رنگ ادہر ہماری جولیانہ لباس
اور کمبلون کی سیاہی سفیدی کا ڈہنگ ادہر ہاتہی گہوڑون کی ہنکار ادہر ہماری بیڑیون
اور ہتہ کڑیون کی جہنکار ایک دوسرے کے مقابل اس دنیا فانی کی عزت وذلت اور کمی
بیشی مدارج کا فرق عجیب خوبی سے دکہلا رہی تہی مگر افسوس کہ یہہ راجہ غالباً جسنے ہمکو اوس وقت
بڑی چشم حقارت سے دیکہا ہوگا میری واپسی ہند سے بہت برس پہلے راہی ملک بقا ہوا۔
جہان امیر فقیر دونون خالی ہاتہ جیسے آئے تہے ویسے ہی حاضر ہوتے ہین۔ اور آپس نے اس
عروس دنیا سے جسکے واسطے اسقدر دہوم دہام تہی بہت ہی تہوڑا فایدہ اوٹہایا۔ قُلْ مَتَاعُ
الدُّنْیَا قَلِیْلٌ (دنیا کا بہت تہوڑا ہے کہہ فایدہ) اوسپر خوب صادق ہوا ہم جو ایک مدت دراز کے بعد جیل کی تنگ
تاریک کوٹہڑیون سے باہر میدان مین پہونچے تو ہمکو بہی مہاراجہ پٹیالہ کے باراتیون کی خوشی
سے کم خوشی نہ تہی ہم ہر لونگی طرح سے اوڑے چلے جاتے تہے جن جن قیدیون کے پاس کچہہ
نقد تہا اوسکا جو کچہہ چاہتے راہ مین خرید کر کہاتے اور خوشی مناتے۔ لودہانہ پہلور جالندہر
امرتسر ہوتے ہوئے آٹہہ منزل پر لاہور مین شالامار باغ کے سامنے ہر کسی نے اپنا اپنا
پیٹ بہرکر جو چاہا سو کہا لیا کیونکہ جیل مین جاکر تو سوائے معمولی کہانے کے اور چیزین ملنی محال بلکہ جرم ہین۔

لاہور جیل میں پہنچنا

قریب ۳ بجے شام کے ہم لوگ سنٹرل جیل لاہور کے دروازہ پر پہونچے اور ہماری چالان کی
کل قیدی ایک قطار کر کے دروازہ جیل پر بٹہلا دیئے گئے۔ اول ایک کشمیری ہندو داروغہ
آیا اوس نے پہلے ہماری مقدمہ والونکو بغور تمام دیکہا اور کسی قدر افسوس بہی کیا اوسکے بعد
ڈاکٹر گرے صاحب سپرنٹنڈنٹ جیل رونق افروز ہوئے اوہنون نے سب سے اول ہم لوگون

ہمارے پاؤنمین ایک اڑا ڈنڈا ڈالا گیا۔

کا ملاحظہ کیا اور بڑے غصہ سے حکم دیا کہ ایک ایک اڑا ڈنڈا ابہی ان لوگون کے پاؤنمین
ڈال دو چنانچہ بمجرد صدور اس حکم کے لوہار ڈنڈے آہنی لیکر حاضر ہو گئے اور ہمارے دونون
پاؤن کے دونون کڑون کے درمیان سے ایک ایک اڑا ڈنڈا جو ایک فٹ (۵ گرہ) سے
زیادہ لمبا نہ تہا ڈال دیا گیا یہہ حکم از راہ تعصب فقط ہم ہی لوگون کے واسطے تہا اور

تمام جیل بہر میں ہمنے کسی قیدی کے پاؤن میں بیڑی ہتہکڑی نہیں دیکہا - چلنا پہرنا اوٹہنا بیٹہنا نہایت مشکل ہوگیا اور رات کو پاؤن پسار کر سونا بہی محال تہا - اوس جیل کے بیچ مین ایک برج اور اوسکے چوگرد آٹہہ علیحدہ علیحدہ بارکین مع صحن اور کارخانہ مشقت کے بنے ہوئے تہے صاحب موصوف نے حکم دیا کہ اس مقدمہ کے جتنے قیدی ہین ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ بارکون یا سمہر دن مین رکہو تاکہ ایک دوسرے سے ملنے نپاوین - اپنے دوستون سے جدا ہونا اوس آہنی ڈنڈے سے بہی بڑہ کر ہم پر شاق ہوا - مجکو سمہر اول مین جو سب سے زیادہ سخت تہا لیگئے لیکن قریب ۶ بجے شام کو اوس سپرنٹنڈنٹ کے دل مین خیال آیا یا کہین سے کوئی خبر یا حکم پہونچا کہ یہہ قیدی آمدہ جیل انبالہ ہماری والے جیل سے آئے ہین انکو دوسرے سب قیدیون سے علیحدہ رکہنا چاہئیے تاکہ انکی بیماری اس جیل مین بہی نہ پہیل جاوے وہی پہلا سمہر جہان مین بند تہا اونکے علیحدہ رکہنے کے واسطے تجویز ہوکر ہمارے کل ساتہی بلکہ سارا چالان اوسی بارک مین جمع ہوگیا اور ہم آپسمین ملکر بہت خوش ہوئے اور اس حکمت الٰہی اور اسرار مکنونہ پر سجدہ شکر بجا لائے بوجہہ ہونے ایک مسلمان جمعدار اوس سمہر کے مجکو کچہہ مشقت بہی نکرنی پڑی اور ایک ہفتے کے بعد اوس سپرنٹنڈنٹ نے خود مجکو اوسی سمہر کا منشی مقرر کردیا مگر وہ ڈنڈا جو غالباً کسی بڑے حاکم کے حکم سے تہا بدستور زیب پا رہا جسکے سبب سے جب ہر فجر کو صاحب سپرنٹنڈنٹ وہان تشریف لاتے تو مجکو ہر قیدی کی مشقت کا حساب دکہلانے کے واسطے مثل ہرن کے اوچہل اوچہل کر اونکے ساتہہ رہنا پڑتا تہا -

ایک دن مین اپنے سمہر مین ایتوار کے دن اپنے بسترہ پر پریٹ مین بیٹہا ہوا تہا کہ ناگہان صاحب سپرنٹنڈنٹ ہمارے سمہر مین پہونچے اور کل قیدیان سمہر کی تلاشی کرنیکا حکم جاری کیا - اسکے بعد دیگرے میرے بستر کی بہی تلاشی ہوئی جسمین کچہہ تہوڑا پیسا ہوا نمک میرے بستر سے بہی برآمد ہوگیا - ایسے قصور پر وہان بیت کی سزا

ہم کو علیحدہ علیحدہ بارکون مین رکہنا اور پہر قدرت الٰہی سے جمع ہو جانا

ہوئی تہی

[illegible] مولف کے پاس سے نمک برآمد ہونا۔

ہوتی ہے اب مین حیران ہوا کہ کیا جواب دون اس مین صندل نام ایک مسلمان قیدی جو
جیل انبالہ سے میری ساتھہ آیا تھا اور میری خدمت کیا کرتا تھا بول اوٹھا کہ یہہ بسترہ اور نمک میرا
ہے اسکا نہین ہے صاحب نے پوچھا یہہ کیسے اوسنے کہا کہ حضور کی تشریف لانے سے پہلے مین اور
یہہ دونون پیشاب کرنیکو پاخانہ مین گئے تھے اس بیچ مین حضور آگئے ہم جلدی سے جو
دوڑ کر آئے اوس گھبراہٹ مین یہہ میرے بستر پر اور مین انکے بستر پر بیٹھہ گیا۔ صاحب
سپرنٹنڈنٹ اس بیان کو سنکر بہت ہنسا اور ہم دونون کو نمبر سے باہر جہان بیت لگا
کرتے تھے لیگیا۔ دوسرے قیدیون کو جنکے بسترون سے کچھہ کچھہ نکلا تھا بیت لگنے شروع ہوئے
اخیر مین پھر اوسنے ہماری طرف متوجہ ہوکر صندل مذکور سے پوچھا کہ یہہ بات سچ ہے اوسنے
کہا ہان نمک اور بسترہ تو میرا ہے آگے آپکو اختیار ہے یہہ جواب سنکر اوسنے ہم دونونکو
بری کردیا اور کچھہ سزا ندی اور صندل سے کہا کہ اچھا تم مولوی کو بچانا چاہتا تھا ہمنے
تم کو بھی معاف کیا جاو آگے کو ہوشیار رہو۔

مولف کا قدرت الٰہی سے اوس الزام سے بری ہوجانا

آخیر اکتوبر ۱۸۶۵ء مین ایک بڑا بھاری چالان قیدیونکا تیار ہوکر ملتان کو روانہ کرنیکا
بندوبست ہوا۔ ایک ایک ہتھہ کڑی دو دو آدمیون کے ہاتھون مین لگائی گئی میرے
ساتھی نے مجھہ سے یہہ رعایت کی کہ میرا بایان اور اپنا دہنا ہاتھہ ہتھکڑی مین ڈلوایا
ہماری مقدمہ کی فقط تین آدمی یعنے مین اور مولوی یحیی علی صاحب اور میان
عبد الغفار ملتان کو روانہ ہوئے۔

ملتان کو روانہ ہونا

مولوی عبد الرحیم صاحب کو جو ہماری ساتھہ انبالہ سے روانہ نہین کیا تھا غالباً وہ دوسری
غرض کے واسطے وہان رکھے گئے تھے اور جیسے مین نے اوپر بیان کیا کہ بعد نامنظوری
ہمارے اپیل کے دو کارروائیان جیل انبالہ مین شروع ہوئین تھین ایک کارروائی کا
بیان تو مین نے کردیا کہ جس سے عبد الکریم اور منشی عبد الغفور و محمد شفیع و حسینی ساکن
ٹپنہ والٰہی بخش سوداگر نے اس جیل دنیوی سے تو رہائی پائی مگر اوس جیل اخروی کا

مولوی عبد الرحیم کا ساتھہ چلکر انبالہ مین رہجانا۔

کہ جیسلے ایک دم سرد سے چہہ مہینے سردی اور ایک دم گرم سے چہہ مہینے گرمی رہتی ہے کچہہ خیال نکیا اور دوسری کارروائی یہہ تھی کہ قافلہ والونکو یہہ ترغیب دیجاوے کہ وہ ہندوستان کو چلے آوین اونکو اس ملک مین جاگیر وغیرہ سب کچہہ دیا جاویگا اور سب ہمارے قیدی بھی چھوڑ دئے جاوینگے مگر اس آخری کارروائی مین ناکامیابی رہی - وہ فقرا تارک الدنیا جو اس عملداری کو ملگوبستان سمجہہ کر مہابن کی پہاڑ مین گوشہ گزین ہوئے مین بھلا طمع دنیا پر یا ہماری رہائی کی خاطر کیسے اپنا ناموس اور محفوظ گوشہ چھوڑ کر اس ملگوبستان مین چلے آتے جب یہہ کارروائی نہ چلی تو ہمارے دو برس بعد مولوی عبد الرحیم صاحب کو بھی کالے پانی کو بھیجدیا -

جسدن ہم لاہور روانہ ہوئے ریل کی اسٹیشن تک سر پر بستہ ایک ہاتہ سے تہامے ہوئے اور دوسرے ہاتہ مین ہتہ کڑی کی گلجوٹ اوپر سپاہیون کی مار مار جلدی چلو جلدی چلو ریل کہل جاویگی - خیر بہر صورت ہم ریل تک پہونچے وہان جاکر ریل کی کوٹہریون مین ہمکو بند کر کے قفل لگا دیا - اور لاہور سے ملتان تک راہ مین کہین نہین کہولا مثل جانورون یا مال کے گاڑیون مین بہر دیا تہا کوئی آٹہہ بجے رات کی بعد ہم ملتان پہونچے وہان بھی اندہیری رات مین سر پر بستہ رکھے ہوئے کشان کشان اسٹیشن سے جیل تک پہونچے جہان بے آب ودانہ مثل جانورونکے رات کو بند کر دئے گئے - دو دن ہم اوس جیل مین رہے شہر کدہر بستا ہے بازار کہان ہے وہ ہم نے آنکہہ سے نہین دیکہا دو روز بعد وہان سے ایک بتن یا گہاٹ دریای سندہ پر جو ملتان سے قریب پانچ کوس کے ہے ہمکو لیجاکر اگنبوٹ پر سوار کرا دیا - سوار ہونے کے بعد ہم سب کو قطار قطار کر کے اوسپر بٹہلا دیا اور سوائے بیڑی اور ہتہ کڑی اور ڈنڈہی کے جو پہلے سے زیب تن تہے یہان ایک بڑی موٹی زنجیر آہنی بھی ہماری بیڑیونکے بیچ مین کو پہنائی گئی کہ جس سے اپنی اپنی جگہہ سے کوئی ہل بہی نہین سکتا تہا جب تک ہم جہاز پر رہے اپنی اپنی جگہون

ملتان پہونچنا

ملتان سے اگنبوٹ پر سوار ہونا -

پر بیٹھے ہوئے پاخانہ پیشاب کرتے رہتے - اسوقت قریب آدہا آدہا من کے لوہا ہمارے
جسم پر رہتا - باجود اسقدر کثرت پانی کے کہ دریائے سندہ ہمارے زیر پا تہا ہم ٹوٹے
پھوٹے تیمم سے نماز پڑہتے تہے - گو ہم جکڑے ہوئے پڑے تہے مگر جیل سے نکل کر اور دوستوں کی
مصاحبت اور آب دریا کی روانی اور آسپاس کے جنگلون کی سبزی کو دیکھہ کر بہت
بشاش تہے - اس کیفیت سے ہم پانچ چہہ روز بعد کوٹلی مین پہونچ گئے سکھر بہکر
اور ٹھٹھے کا نامی قلعہ بھی سہکوراہ مین سندہ کے کنارے پر ملا تہا - کوٹلی کے سامنے
دوسرے کنارہ سندہ پر حیدرآباد سندہ کی نامی بستی بھی دیکھنے مین آئی -
کوٹلی سے اوسیدن ریل پر سوار ہو کر ہم کراچی مین پہونچ گئے - اس ملک مین بڑی
بڑی اونچی ٹوپیان والے اور لوگ سی بڑی بڑی پگڑیان والے سندہی ہمنے
دیکہے غالباً ٹوپیان والے منشی اور کلارک تہے اور بڑی پگڑیان والے ہندو مہاجن
ہندوستانی زبان اور اردو فارسی کا دفتر ملتان مین ختم ہو گیا سندہ مین سب سندہی زبان
اور سندہی دفتر دیکہا گیا سندہی علم کے حروف تو فارسی کے ہین مگر زبان سندہی
ہونے کے سبب ایک لفظ سمجہنا بھی دشوار ہے - اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہ کراچی کے جیل میں پہونچنے
کے ساتھہ ہی ہماری ہتہ کڑی اور آڑے ڈنڈے سے تو نجات ہو گئی فقط بیڑی تنہا اپنی
زیب تن رہی - بمقابلہ سب دوسرے جیلخانون کے جہان جہان پہنچا کسا رہا کراچی کے
جیل کو جیل کیا ایک عمدہ مہمان سرا کہنا چاہئے وہان رات کو قیدیون کو بارک یا کوٹھری
مین مثل جانورون کے بند نہین کرتے بنگلون کی طرح سے کہلے ہوئے مکان چٹائیون کا
فرش بچہا ہوا قیدیون کے واسطے موجود ہے رات کو جہان چاہو پہرو جہان چاہو
سوؤ کوئی مانع نہین پہرے والے فقط جیل کی فصیل پر پہرتے ہین رات کو جیل کے
اندر محافظ یا پہرہ دار کا نام نہین - دو برس کے بعد یہان رات کو آسمان اور ستارون کی زیارت
ہوئی جناب باری مین سجدات شکر بجا لائے - یہان قیدیون کا کہانا بھی بہ نسبت

کراچی میں پہونچنا

کیفیت جیل کراچی

اور جیلخانون کے نہایت عمدہ ہتا مگر پاخانہ پہرنے کی بڑی دقت کیونکہ پیپون کو دوبارہ گری
میدان مین رکہوا دیا ہے جسکے اوپر مد تہواری چپڑکر تن برہنہ سب کے سامنے قیدی پاخانہ
پہرتے ہین۔ ایک ہفتہ کراچی مین ٹہر کر ایک بادبانی جہاز پر جسکو لنگر کہتے ہین ہم سوار ہوئے
سنہ پہلے سمندر اور جہازون کی زیارت ہمنے کراچی مین کی۔ یہہ جہاز بہت چہوٹا تہا مگر
قیدیونکو مثل بورہ مال کے نیچے کی تہہ مین اوپر نیچے کر کے بہر دیا تہا۔ قیدی کچہ کچ ایکدوسرے
کے اوپر نیچے پڑے تہے اور یہہ بیت پڑہتے تہے ٭ جائے تنگ است مردمان بسیار ٭ وقنار بنا
عذاب النار جب لنگر اوٹہا کر تہوڑی دور سمندر مین پہونچے تو دریا کی تلاطم اور امواج سے
جہاز ہلنے لگا اور قیدیون کو قی متلی شروع ہوئی تنگی جگہہ کے سبب ایکدوسرے پر قی
کرتا جاتا تہا۔ اس جہاز پر کچہہ مسلمان خلاصی تہے جنہون نے ہمکو مولوی سمجہہ کر حتی المقدر
خود کہانے پینے سے بہت تواضع کی خیر دو تین روز کے بعد بمشکل تمام ہم داخل بندر بمبئی کے
ہوئے وہان دیکہا تو کوسون تک ہزارون جہاز کہڑے تہے اوسکو ایک جہازون کا جنگل
کہا چاہیئے۔ زیر قلعہ بمبئی ڈونگیون مین بہٹلا کر ہمکو جہاز سے اوتارا اور وہان سے بذریعہ ریلوے
ریل جیلخانہ تہانہ کو جو بمبئی سے دس بارہ ۱۲ میل ہے ہمکو لیگئے۔ بمبئی مین پارسی مرد عورتون
کو ہمنے پہرتے ہوئے دیکہا اس قوم کے لوگ بہت خوبصورت گورہ رنگ ہوتے ہین اور
مالدار بہی ہین یہہ لوگ آتش پرست زردشت کی امت سے ہین خلیفہ دوم کی چڑہائی
کے وقت ایران سے بہاگ کر اس حصّہ ہندوستان مین آباد ہو گئے۔ بمبئی کی عمارات
جہان تک ہمکو دیکہنے کا موقع ملا نہایت اونچی اور دیوارو نمین بے شمار کہڑکیان بنی ہوئی
بمبئی شہر بہی ایک ٹاپو ہے ایک بند باندہ کر اوسکو بر اعظم ہند سے ملادیا ہے بمبئی
اور تہانہ کے بیچ مین بہی سمندر بہتا ہے اور اوسکے پانی کو کہیت اور کیاریون مین روک
دیتے ہین دہوپ کی تپش سے وہ پانی خشک ہو کر عمدہ نمک خود بخود تیار ہو جاتا ہے
ہزارون من نمک کے انبار ریلوے سڑک کے کنارے کنارے لگے ہوئے تہے۔ ناریل

تکلیف جہاز کراچی

بمبئی پہونچنا

کے درخت اور اوسکا تازہ پہل بھی ہمنے پہلے کہین کبھی نہین دیکھا - یہان کی عورتین اپنی
ساڑی کو مثل مردون کے دہوتی کے طور پر پیچھے کی طرف ٹانگ لیتی ہین کہ ٹخنے کے اوپر تک
اور اوسکا حوالی کہلا رہتا ہے - یہان کے ہندوون کی پگڑیان بھی بڑی بڑی لمبی سیر سیر ٹوکرہ
سا رکہا رہتا ہے اس ملک کی زبان گجراتی یا مرہٹی ہے - جب ہم ریل سے اوتر کر تہانہ

تہانہ مین پہونچنا -

کے بازار مین کو جیل کی طرف پا پیادہ چلے جاتے تھے تو ہمارے ساتھی قیدیون نے چند مٹھائی
والون کی دوکانون کو لوٹ لیا اور بے محابا اوس مال مغروقہ کو کہانے لگے بیچارے دوکاندار بہی

قیدیونکا بازار تہانہ کو لوٹنا -

قیدی سمجھ کر چپ ہو رہے بلکہ ہمنے دیکھا کہ بعض دوکاندار اپنی مٹھائی لٹوا کر بہت خوش
ہوگئے اور قیدیونکے منہ مین پڑنے کو ثواب سمجھے چلتے چلتے قریب شام کے ہم تہانہ کے جیل کے

قلعہ تہانہ

دروازہ پر پہونچے - جیل کیا ایک مرہٹون کے وقت کا بڑا مستحکم اور مضبوط قلعہ ہے جسکے
چارون طرف ایک بڑی گہری پختہ خندق بنی ہے - جیل کے اندر داخل ہونے کے ساتھ
ہی ہماری تلاشی شروع ہوئی اور ہم سب کی جوتیان اوتروا لی گئین اور پہر چلتے وقت
تک واپس نملین - سنا ہے کہ ایک دفعہ کسی دل جلے قیدی نے داروغہ جیل کو جوتیون

تہانہ مین جوتیان چہین جانا -

سے مارا تہا اوسوقت سے یہہ قانون یہان ہوگیا کہ قیدی جیل مین جوتہ نہ پہنیے اور ننگے
پانو پہرا کرے تاکہ دوبارہ ایسی نامعقول حرکت نکرے - رات کو دو دو جوار کی روٹیان
اور تہوہر کی دال دیکر علیحدہ علیحدہ کوٹہریون مین ہمکو بند کر دیا مگر بتائید الٰہی دوسرے دن سے
ہمارے پنجابی قیدیون کو گندم خور ملک کے آدمی سمجھ کر گیہون کی روٹیان ملنے لگین
اور ہمارے بعد سے یہہ خصوصیت کل چالان آمدہ پنجاب کے واسطے ہمیشہ کے واسطے
مقرر ہوگئی - فجر کو ہمارے سب چالان کو پتہر توڑنے کی مشقت دی گئی جسکو ہم مشکل
تمام ایک دو دن ہمنے کیا دو روز بعد ہماری پہونچنے سے وہان دری بافی کا کام شروع
ہوگیا اور ہمارے چالان کے پنجابی قیدی اوسکے مہتمم ہوئے مگر اونہون نے مجکو
اور مولوی یحییٰ علی صاحب کو دریون کا اُستاد بیان کرکے اپنے ساتھ لے لیا جہان

ہمارا ایک مہینا بڑے ارام کے ساتھہ طے ہوا - اس جیل اور ملک مین مرہٹی زبان کا دفتر ہے فارسی اردو خوان یہان بھی ناخواندو مین شمار ہوتے ہین اب کراچی اور تھانہ کے دفتر ون کا یہہ حال دیکھہ کر ہمکو تو یقین ہوگیا تھا کہ ہم اب باقی تمام عمر ناخواندون مین شمار ہونگے اور قلم پکڑنے کی نوبت شاید ہی آوے وہ امید جو ہمکو فن منشی گری سے تھی قطع ہوگئی اب فقط فضل الٰہی کی امید باقی رہگئی - اس جیل کا بڑا جیلر یا داروغہ تو ایک برہمن بڑا بدمغز آدمی تھا مگر ابراہیم نام ایک مسلمان نائب داروغہ حتی المقدور خود ہماری بہت خاطر داری کرتا تھا - اب ایک مہینا رہنے کے بعد یہان سے بھی ہماری چلنے کی تیاری ہوئی اس مسلمان نائب داروغہ نے چلتے وقت ہماری بھاری بیڑیان نکلوا کر برائے نام ہلکی ہلکی بیڑیان ڈلوا دین - ہند کے جیلخانون مین دیسیون کو خصوصاً شریفون کو بڑی مشکل ہے نہ کہانے کپڑے کا بندوبست ہی نہ پاخانے کا رات کو ہر موسم مین بارکون مین مثل جانورون کے بند کر دیتے ہین بدمعاشون کو البتہ ارام ہے ہمارے دیسیون کے مدارج کا کچھہ لحاظ نہین کالے کالے سب ایک سمجھہ کر راجہ نواب مہتر چمار سب کو ایک ہی لاٹھی سے ہانکتے ہین مگر کوٹ پتلون والون کی بڑی عزت ہی یورپین وددوغلے دونون مثل صاحب لوگون کی وہان بھی چین کرتے ہین -

واقعہ ۸ - دسمبر ۱۸۶۵ء لبوارسی جہاز جمنا ہم بمبئی سے روانہ ہوگئے - یہہ جہاز ولایت انگلینڈ کا تھا اسکے کل خلاصی اور افسر گورے تھے ہندوستانی بات کوئی نہ جانتا تھا موتی لال بابو ایک انگریزی دان اس جہاز پر ہماری ساتھہ تھا اوسکی معرفت سے جہاز والون سے ہم کچھہ بات چیت کیا کرتے تھے مجھکو تو اوسوقت ایک انگریزی بات بھی معلوم نہ تھی - جہاز پر دال بھات اور سوکی مچھلی مسلمانون کی خوراک تھی اور ہندون کو چینا ملتا تھا ہمارے ساتھی پنجابیون کو جو ہمیشہ روٹی کہاتے ہین مہینا بہر دو وقتہ چاول کہانے سے بڑی تکلیف ہوئی - جب جہاز سمندر مین پہونچا طوفان اور تلاطم سے بہت ہلتا تھا

امید فضل الٰہی باقی رہنا اور لیفٹنٹ و ... [illegible]

روانگی انڈمان کو بمبئی سے -

[illegible]

البتہ آدمی فی قلی سے بیمار ہوگئے - ایک بنگالی قیدی میعادی ہفت سالہ جسکے صرف
پانچ برس اوسوقت باقی رہگئے تھے بیمار ہوکر جہاز پر مرگیا ہم لوگون نے موافق ملّت
شریعت کے اوسکو غسل اور کفن دیکر اور جنازے کی نماز پڑہ کر اوسکی لاش کے ساتھ
بہت سے پتھر باندہ کر سمندر مین چھوڑدیا - ہماری محافظ مرین پلٹن کے سپاہی جو بمبئی سے
ساتھ آئے تھے ہم لوگون پر بہت مہربانی کیا کرتے تھے - جب سیلون یا لنکا کی برابر ہمارا
جہاز پہونچا تو سمندر مین بہت بلفا اور تلاطم معلوم ہوا وہ ہزاروں من کا جہاز مثل
گیند کے پانی پر اوچہلتا تھا کبھی سمندر کا پانی مثل پہاڑ کے ایکطرف سے آتا اور کبھی جہاز
نیزوں نیچے پانی مین چلا جاتا ۴۳ روز کے سفر دریائی کے بعد ۱۱ - جنوری ۱۸۶۶ء کو جہاز
قبل از دوپہر پورٹ بلیر انڈمان مین پہونچا - انبالہ سے چلکر گیارہ مہینے کے بعد ہم داخل انڈمان
ہوئے - دور سے سمندر کنارہ کے کالے کالے پتھر ایسے معلوم ہوتے تھے کہ گویا بھینسون کے
جھنڈ کے جھنڈ پانی مین پھر رہے ہین لنگر ڈالنے کے تھوڑی دیر بعد محافظ بندر پورٹ بلیر
ایک کشتی مین سوار ہوکر ہمارے جہاز پر آئے اوسکے ایک ہندوستانی فلاح سے مین نے
پوچھا کہ یہان کچھ منشی محرروں کی بھی قدر ہے اور دفتر کس زبان مین ہے وہ شخص
قرینہ سے مجکو منشی معلوم کرکے میری تسلی کے واسطے مبالغہ کرکے بولا کہ یہان کے حاکم
اور مالک تو منشی ہی ہین وہ جو چاہین سو کرین خیر اوس ناامیدی پر جو کراچی اور تہانہ مین
ہوئی تھی یہہ مژدہ سن کر کسی قدر تسلی ہوئی پھر بڑے بڑے بوٹ اور کشتیان کنارے
سے آئین اور ہمکو سوار کرکے روس نام ٹاپو صدر مقام انڈمان مین لیگئے - جب ہم کنارے
کے نزدیک پہونچے تو ہم نے دیکھا کہ بہت سے منشی مولوی سعید اور فاخرہ لباس پہنے
ہوئے ہماری منتظر کھڑے ہین ابھی ہم کشتی مین سوار تھے کہ ایک آدمی نے کنارہ پر سے
بہ آواز بلند پوچھا کہ فلان شخص (مولف) اور مولوی یحییٰ علی صاحب بھی اس جہاز مین
آئے ہین مین نے جواب دیا ہان وہ دونو آئے ہین میرا جواب سنکر وہ لوگ پانی مین

ایک میعادی قیدی کا جہاز پر مرجانا اور پانی میں پھینکنا

انڈمان مین داخل ہو جانا -

کو دہیرے اور ہم لوگون کو ہاتہون ہاتہہ کشتے سے نیچے اوتار لیا نیچے اوتر کر ہمکو یہان معلوم ہوا کہ مولوی احمد اللہ صاحب ہم سے ایک برس بعد پٹنہ مین قید ہوکر ۱۵۔ جون ۱۸۶۵ء کو ہم سے چہہ مہینے پہلے پورٹ بلیر مین پہونچ گئے اور ایک دوسرے جہاز کے قیدیون سے جو ہم سے اول اوسی جیل تہانہ سے چلکر فقط دو روز پہلے ہم سے پہونچے تہے ہماری آمد کا حال معلوم کرکے مولوی صاحب ہماری منتظر تہے اور یہہ سب لوگ اونہین کے اشارے سے ہماری لینے کو گہاٹ پر آئے تہے جنہون ہم لوگ کوٹ سے اوتر کر اوسی مجمع کے ساتہہ مصافحہ اور معانقہ کرتے ہوئے اپنے چالان کے قیدیون سے جدا ہوکر منشی غلام نبی صاحب محرر میرن ڈپارٹمنٹ کے مکان پر پہونچے وہان مولوی صاحب اور دوسرے اکثر معزز لوگون سے ملاقات ہوئی اور اوسی مکان مین ہم تینون آدمی رہنے لگے۔ ہماری بیڑی کٹوائی گئی اور عمدہ لباس جو ہماری واسطے پہلے سے تیار کرکے رکہا تہا ہمکو پہنایا گیا اور تمام جلسہ کے ساتہہ ہمنے دسترخوان پر بیٹہہ کر کہانا کہایا اور اس تاریخ سے تاریخ رہائی تک ہم نے پہر بارک یا لباس یا کہانا قیدیون کا کبہی نہین دیکہا گویا اوسی تاریخ سے ہم قید سے رہا ہوگئے گو اٹہارہ برس تک مثل ملازمان جلا وطنی مین رہے۔ اوسی شام سے گہر گہر ہماری دعوتین ہونے لگین اور وہ وہ نفیس اور عمدہ کہانے ہمکو کہلائے گئے کہ ہند مین مجکو تو کبہی ایسے کہانے نصیب بہی ہوئے تہے۔ وہ ہمارا خیال کہ اب ہمکو ساری عمر صرف جیل کا کہانا کہانا پڑے گا اوس قادر مطلق نے بذریعہ اس نعم البدل کے ہمارے دل سے قلع قمع کرادیا اور اپنی قدرت کو دکہلا دیا۔

جب ہم اس جزیرے مین پہونچے ہزارون مرد عورت قیدیون کو دیکہا کہ ماتہا اونکا گودکر پیشانی پر اونکا نام اور جرم اور لفظ دایم الحبس لکہا ہوا ہے۔ کہ وہ نوشت مثل نوشتہ تقدیر کے تمام عمر نہین مٹتی مگر یہہ تائید الٰہی سنئے کہ ہمارے پہونچنے سے کچہہ عرصہ پہلے وہ حکم ماتہا گودنے کا تمام عملداری سرکار سے ہمیشہ کے واسطے موقوف ہوگیا

وہان جاکر پہر کوئی علامت قید ہمیشہ نہ رہنا۔

ہماری دعوتین وہان ہونا۔

ماتہا گودنے کا حکم منسوخ ہوجانا۔

اس سبب سے اوس داغ دائم الحبسی سے بھی ہم محفوظ رہے۔

جغرافیہ انڈمان وتواریخ قدیمہ

جزائر انڈمان خلیج بنگال کے مشرق کو ۹۲ درجہ ۴۰ دقیقہ طول شرقی اور ۱۱ درجہ ۴۴ دقیقہ عرض شمالی کلکتہ سے قریب ۶۰۰ چھہ سو میل کے واقعہ ہین یہہ مجموعہ جزائر ۴۶ × ۱۷ میل کے گھیرے مین جسمین قریب ایکہزار جزیرون کے شامل ہین بنام انڈمان مشہور ہے علم طبقات الارض کے محققون کا یہہ قول ہے کہ یہہ جزائر کسی زمانہ مین برّ اعظم ایشیا سے ملے ہوئے تھے پھر زمانہ کے پھیر پھار اور سمندر کی موجون سے گھٹتے گھٹتے اول یہہ ٹکڑہ برّ اعظم ایشیا سے علیحدہ ہوگیا تھا اور پھر آخر کو ایک دوسرے سے علیحدہ ہوتے ہوتے ہزارون چھوٹے چھوٹے جزیرے ہوگئے۔ یہان پانچ روز مین کلکتہ سے اگنبوٹ پہونچتا ہے اور تین روز مین رنگون سے مولمین یہان سے تین سو میل مشرق وشمال مین اور سنگاپور چار سو میل گوشتہ مشرق وجنوب مین اور پینانگ تین سو پچاس میل مشرق مین اور نکوباریا نکوڑی اسقدر میل جنوب مین اور مدراس آٹھہ سو میل مغرب مین اور لنکا آٹھہ سو میل گوشتہ مغرب وجنوب مین واقعہ ہین یہہ جزائر سب پہاڑ ہین ہموار زمین بہت کم ہے یہان سب سے اونچا پہاڑ مونٹ ہریٹ کا ہے جو سطح سمندر سے ۱۱۱۶ فٹ اونچا ہے میٹھے پانی کا کوئی ندی نالہ یہان جاری نہین ہے برسات کی موسم مین بعض اونچے ٹیکرون اور ٹیلون سے پانی کے جھرنے بہا کرتے ہین لیکن ایام خشکی مین بند ہوجاتے ہین۔ کوئین اور ڈگیان یہان بکثرت ہین۔ یہان کے جزایر مین پورٹ بلیر کے اوتر کو ایک گندہک کا پہاڑ ہے اوس سے ہر وقت آگ کے شعلے نکلا کرتے ہین۔ یہان کے جنگل مین سوائے سور کے اور کوئی چوپایہ درندہ یا چرندہ نہین ہے

ابابیل

لعاب ابابیل یہان کا ایک عمدہ تحفہ ہے قوت باہ کے واسطے ماہی سقنقور سے بڑھ کر سمجھا جاتا ہے اور روپیہ تولہ بکتا ہے۔ یہان کے جنگلون مین ہزارون قسم کی عمدہ اور نادر لکڑیان موجود ہین مگر ہماری ملک کی لکڑیون سے سراسیر غیر ہین بید بھی یہان کے جنگل مین کئی قسم کا ہے اور اوسکی چھڑیان بطور تحفہ کے ملک ملک کو جاتی ہین عقیق البحر کی

پتھریان مثل گائی ناگنی کے اور گھونگے اور سنکھہ اور ہزار ہا قسم اور رنگ برنگ کی کوڑیان
اور طرح بطرح کی سیپیان یہان کے سمندر سے نکلتی ہین اور ملکون کو بطور تحفہ کے جاتے ہین
آم املی جامن کٹھل بڑہل جائفل ناریل اور پان وغیرہ کے درخت جو گرم ملک کی جنگلون
مین ہوتے ہین سب خودرو موجود ہین ۔ اب جنگل کے صاف ہو جانے سے پچاس ساٹھہ گانو
یہان آباد ہو گئے اور ہر قسم کی ترکاری اور گرم ملکون کے پھل اور دھان اور مکئی وار ہر
مونگ ماش واوکھہ وغیرہ کثرت سے پیدا ہوتے ہین مگر گیہون چنا وغیرہ ربیع اور سرد ملکون کے
آناج یہان بالکل پیدا نہین ہوتے مگر سرکار گیہون چنا وغیرہ کلکتہ سے لا کر بحساب پائی
فی پونڈ کے فروخت کرتی ہی اس سبب سے اس ملک مین کبھی قحط نہین پڑتا ہمیشہ ایک ہی
نرخ سے غلہ بکتا ہے ۔ آب وہوا اس جزیرے کی اب تو ایسی عمدہ اور صحت بخش ہے کہ
اوسکا ثانی پردۂ زمین پر کوئی مکان نہین ہے ہیضہ اور چیچک اور وبائی بخار اور آشوب چشم
کے متعدی امراض یہان بالکل نہین ہین بیس برس مین ہمنے کبھی ایک بیمار بھی ان بیماریونکا
نہین سنا ۔ خط استوا کے قریب ہونیکے سبب سے ہمیشہ بارہ ماس یہان دن رات برابر
ہوا کرتا ہے بہت ہی تھوڑا فرق پڑتا ہے سردی گرمی یہان دونو نہین ہمیشہ ہمارے ملک کے
چیت بیساکھہ کی کیفیت رہتی ہے ۔ دسمبر جنوری مین رات کو ایک چادر اوڑہنے کی نوبت
آتی ہے نہ گرمی مین گرمی ہوتی ہے نہ لو یہان چلتی ہے سرمائی کپڑون کا یہان بالکل
دستور نہین نہ کوئی رضائی بناتا ہے نہ دولائی نہ یہان روئی ہے نہ دھنیا یہان نہ کبھی
موسم خزان ہے نہ بہار بارہ مہینے درخت ہرے بھرے رہتے ہین غالباً یہان کی موسم مناسب
حال جنگلیون کے جو ننگے مادرزاد پھرتے ہین اوس حکیم اور علیم نے بنائی ہے اگر سردی یا
یا گرمی ہو تو وہ ننگی مخلوق خدا فوراً ہلاک ہو جاوے ۔ یہان بارش کی بہت کثرت ہے
مئی سے نومبر تک آٹھہ مہینے برابر رات دن برستا رہتا ہے اسی سبب سے یہان کے مکانون
کی چھت ڈھلوین ہوتی ہے ہمارے ملک کی کچی اور چپٹی چھت اوس بارش کا ایک دن

حالات جنگلیان

بھی مقابلہ نہین کر سکتی اولے وہان کبھی نہین پڑتے نہ کبھی آندہی چلتی ہے جنگل
نہایت گنجان اور دشوار گذار ہے درخت اتنے اونچے ہین کہ گویا آسمان سے باتین کر
رہے ہین جب کسی درخت کو کاٹ کر گراتے ہین تو سیکڑون گز تک اسکی ڈالیان اور ٹہنیان
کا اثر پہونچتا ہے - یہان کے سانپ اور بچھو مین زہر نہین لیکن یہان کنکہجورے بہت زہریلے
ہوتے ہین - یہان کے جنگل مین قدیم سے ایک وحشی ننگی مادر زاد قوم رہتی ہے مرد عورت
کپڑا کوئی نہین پہنتے اور نہ کپڑا انکو میسر آتا ہے - ان جنگلیون کا صحیح حال اب تک معلوم
نہین ہوا کہ کب اور کس ملک سے آکر یہان آباد ہوئے اور ہمیشہ سے ایسے ہی وحشی ہین
یا کبھی مہذب بھی تھے یا نہین - یہہ جنگلی جیسا کہ مشہور تہا آدم خور نہین ہین نہ انکے بدن پر
بال ہین قریب سو برس کے ہوئے سب سے اول لفٹنٹ بلیر ایک جہازی سردار نے یہان
آکر لنگر ڈالا تہا اسی سبب سے پورٹ بلیر اسکا نام ہوا - اونہین ایام مین جسکو سو برس ہوئے
سرکار نے پہلے بھی یہان قیدیان حبس دوام بعبور دریائے شور کا رکھنا تجویز کیا تہا مگر
ناموافقتی آب و ہوا کے سبب سے ۱۷۹۶ء مین وہ بستی کر پھر اوجڑ گیا - ۱۸۵۷ء کی بغاوت کے
بعد سرکار کو پھر اسکی ضرورت ہوئی اور مارچ ۱۸۵۸ء سے گویا دوبارہ اسکی آبادی شروع
ہوئی اور پہلے پہل بغاوت کے قیدی یہان لاکر رکھے گئے شروع آبادی مین مدت تک
جنگلی سخت مخالف رہے چنانچہ دو مرتبہ اونہون نے ڈاکٹر واکر صاحب سپرنٹنڈنٹ اول کے عہد
مین بڑی بہاری جنگلیون کی فوج جمع کرکے ایک دفعہ بدو پر دوسرے مارا پیڑ دین پر حملہ
کیا - آخر ملایمی اور حکمت عملی سرکار سے وہ فرمانبردار ہوگئے اور اب جنگل یا بستی مین جہان
کہین وے ملتے ہین تو نہایت خاطرداری سے پیش آتے ہین گو شروع آبادی مین ان
وحشیون نے بہت خون خرابے کئے تھے - یہہ لوگ چار فٹ سے پانچ فٹ ۴ انچہ تک اونچے
مثل حبشیون کے سیاہ فام گول سر آنکہین ابہری ہوئی سر پر بہیڑ کیسے بال مگر نہایت
مضبوط اور قوی ہوتے ہین - ان کل جزایر انڈمان مین انکی بارہ ذاتین ہین ایک ذات

کی زبان دوسرے قوم سے بہت کم ملتی ہے - یہہ جنگلی اس بات کی قایل ہین کہ خدا آسمان
مین رہتا ہے وہی خالق ہر شئے کا ہے اور سب سے بڑا ہے وہ کسی سے پیدا نہین ہوا
وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیگا اوسکا محل بہت عمدہ اور نفیس آسمان مین ہے اوسکو
کوئی دیکہہ نہین سکتا اوسی کے گہر سے پانی برستا ہے بجلی کا شعلہ اور کڑک بھی اوسی کے
پاس سے آتی ہے موت بھی اوسی کے حکم سے ہوتی ہے بھلائی اور روزی بھی وہی
دیتا ہے مسماۃ جانا پالک ایک اوسکی بڑہی ہے اوسکی جورو کو بھی فنا نہین اور نہ
وہ کسی سے پیدا ہوئی مگر اوسکا درجہ خدا سے کم ہے اوسکا کام ہے کہ سمندر مین مچھلیان
پیدا کرے وہی مچھلیون کو آسمان سے گراتی ہے - یہہ لوگ شیطان کے بھی قایل ہین
اور سمجھتے ہین کہ سب برے کام شیطان کراتا ہے مگر وہ کہتے ہین کہ شیطان دو ہین
ایک زمین کا شیطان جسکا نام ارم چوگلا ہے جب کوئی زمین پر ناگہانی موت سے مر
جاتا ہے تو یہہ سمجھتے ہین کہ ارم چوگلا نے مار ڈالا ہے ایک سمندر کا شیطان ہے جسکا نام
جورو وِنڈا ہے جب کوئی آدمی ڈوب کر مرجاتا ہے کہتے ہین کہ اوسکو جورو وِنڈا نے
مار ڈالا ہے - یہہ لوگ فرشتون کے بھی قایل ہین اور سمجھتے ہین کہ وہ مرد عورت دونو
جنس سے ہین اور جنگل مین رہتے ہین اور انسانون کی حفاظت کرتے ہین یہہ لوگ
بہوت پریت کے بھی قایل ہین مگر کہتے ہین کہ اونکو کچھہ اختیار نہین ہے یہہ لوگ خدا یا
غیر خدا کسی چیز کی پوجا نہین کرتے - یہہ لوگ طوفان نوح کے بھی قایل ہین اور کہتے
ہین کہ ایکبار زمین پر ایسا طوفان آیا تھا کہ ساری دنیا ڈوب گئی تھی - اون جنگلیون
کے بزرگ ایک کشتی بناکر اوسپر سوار ہو گئے تھے اور ایام طوفان مین بہت دنون تک
اوس کشتی پر سوار رہے جب طوفان رفع ہوا تو وہ کشتی کسی پہاڑ پر منجملہ کوہ ہائے
جزایر انڈمان کے ٹھہری تھی - یہہ لوگ دو سے زیادہ گنتی نہین جانتے جب کوئی چیز
دو سے زیادہ گنتے ہین تو انگلیون پر اشارے کرتے ہین یہہ لوگ ننگے مادر زاد پہرتے

لیتے ہین فقط عورتین ایک چھوٹا سا پٹا اپنے اندام نہانی پر ٹکا کر دے مین اٹکا کر رکھہ لیتی ہین مرد عورت اپنے بدن کو بوتل وغیرہ کے ٹکڑون سے گود کر چہرون کا چھپنا یا گمٹی کا کیڑا سا بنا لیتے ہین موچھہ داڑہی یا سر کے بال مرد عورت کوئی نہین رکھتا اونکو بوتل کے ٹکڑون سے تراش ڈالتے ہین - انکا بیاہ بھی بہت سیدہے سادے طور پر ہوتا ہے ہر وقت شادی کے دولہا دولہن دونو کے بدن کو گیرو اور چربی سے لال رنگتے ہین اور ساری رسم اسوقت صبح ہولی ہے - ایک آدمی اس جلسہ مین بطور قاضی کے ہوتا ہے وہی شخص دولہا کو اوٹھا کر دلہن کے پاس لیجاتا ہے اور دولہا کے سامنے بہت سے تیر و کمان رکھدیتا ہے اور کہتا ہے کہ ان سے شکار کرکے اپنی عورت کی پرورش کرنا اور پہر وہی آدمی بہ آواز بلند لفظ آت اک یعنے لیجاؤ یہہ تمہاری بیوی ہے کہتا ہے اس کہنے کے بعد عقد پکا ہوگیا اور پہر تا حیات دونو کے نہ طلاق ہے اور نہ جدائی - شادی کے بعد ان مین زنا نہین ہے - لڑکا پیدا ہونے کے وقت پردہ کرنے کی انکے یہان کچھہ ضرورت نہین ہے مردون کے سامنے عورتین بچے جنتی ہین بعد پیدا ہوجانے بچے کے ایک عورت پتون سے مکھیان ہانکتی ہے اور ایک عورت نال کاٹ کر بچہ کو گود مین لیکر بیٹھتی ہے پہلے دن غیر عورت کا دودہ پلاتے ہین دوسرے دن بچہ کی مان پلانے لگتی ہے اور بعد وضع حمل کے زچا اوسی دم چلنے پہرنے لگ جاتی ہے پہر بستے جنگل کی کہاتی ہے پرہیز یا اچھوالی کا نام نہین جب بچہ تہوڑا سیانا ہوتا ہے تو تیر کمٹھہ اوسکا پہلا کھیل ہے ان لوگون کا گھر بھی بہت چھوٹا سا ہوتا ہے - صرف چار کھنبے کھڑے کرکے اوسکے اوپر تھوڑی سی پتی ڈالکر ایک چند روزہ آسرا بنا لیتے ہین - انکے گھر مین اگر جا کر دیکھو تو سوائے میان بیوی کے اور کچھہ جائداد اور ملکیت نہین رکھتے - تیر و کمان انکی اصل جائداد بلکہ جان ہے چھوٹی چھوٹی ڈونگیان (کشتی) بھی یہہ لوگ بناتے ہین جنپر سوار ہوکر ایک ٹاپو سے دوسرے ٹاپو کو جاتے ہین - اپنے مردون کی کھوپریان بھی یہہ لوگ ساتھہ لئے

پہرتے ہین جب کوئی مہمان کسی دوسرے ٹاپو سے اونکے یہان آتا ہے تو پہلے تہوڑے فاصل
پر اونکے گہر سے بیٹھتا ہے گہر والے اوسکو وہین کہانا پہونچاتے ہین جب کہانا تہوڑا کہانے کے وہ
جب گہر مین چاہتا ہے جاتا ہے پہر سب اوس سے مل کر رہ لیتے ہین - یہہ لوگ کچہہ کہیتی باڑی
نہین کرتے اور نہ اناج کہاتے ہین انکا کہانا مچہلی اور سمندر کے کیڑے مکوڑے جہوٹے
وغیرہ ہین اونکو پکڑ کر اور آگ پر نیم بریان کرکے بے نمک مرچ کے کہا جاتے ہین بعض درختونکی
جڑین اور پہلیان اور جنگل کے پہل اور پتی اور سور کا گوشت اور شہد بہی انکی خوراک ہے
غوطہ زنی کے یہہ لوگ بچپن سے ایسے عادی ہوتے ہین کہ شاید کوئی دوسری غوطہ زن
قوم دنیا کی ان سے سبقت لیجاوے - تیر انداز بہی یہہ لوگ بڑا کی ہین سیدہ سیدہی
تیر مارتے ہین بہت کم ہے کہ انکے تیر کا نشانہ غلط لگے - ان لوگون مین کوئی حکیم یا ڈاکٹر
نہین ہے اور نہ وے کچہہ دوا جانتے ہین انکے یہان سب بیماریون کا علاج لہو نکالنا ہے
جب کوئی بیمار ہوتا ہے تو وہ خود یا اوسکا کوئی عزیز نہایت بیدردی اور اناڑی پنے سے
بوتل کے ٹکڑون سے زخم کرکے خون نکالدیتا ہے - اور جب کوئی مرجاتا ہے تو ایک لکڑی
مین مردے کو رکہہ کر اوسکے گہٹنون کو موڑ کر اوسکی چہاتی تک لاکر باندہ دیتے ہین اور
ساری اعضاؤن کو درخت کے چہلکون سے کستے ہین اور پہر قبر کہود کر اوسمین گاڑ دیتے
ہین اور قبر کے نزدیک ہمیشہ آگ جلتی رہتی ہے اور ایک یا دو مہینے کے بعد اوسکی قبر کہود
کر اوسکا ماتم کرکے اوسکی ہڈیون کو اوسکے سب عزیز آپسمین تقسیم کر لیتے ہین اور پہر
اونکو حرز جان کرکے اپنی ساتہہ رکہتے ہین اور کبہی لاش کو بجائے گاڑنے کے ایک
مچان پر رکہہ دیتے ہین یا کسی درخت کی شاخ پر لٹکا دیتے ہین -
اونکا عقیدہ ہے کہ مرنے سے آدمی نیست نابود ہوجاتا ہے - وہ لوگ ناچنے اور گاتے
بہی ہین مگر کوئی باجہ اونکے پاس نہین ہے اور نہ سُر تال اونکو معلوم ہے - ان لوگون
کا کوئی مذہب اور ملت نہین ہے اور نہ کوئی اونکا مذہبی سردار اور ملّان ہے مگر

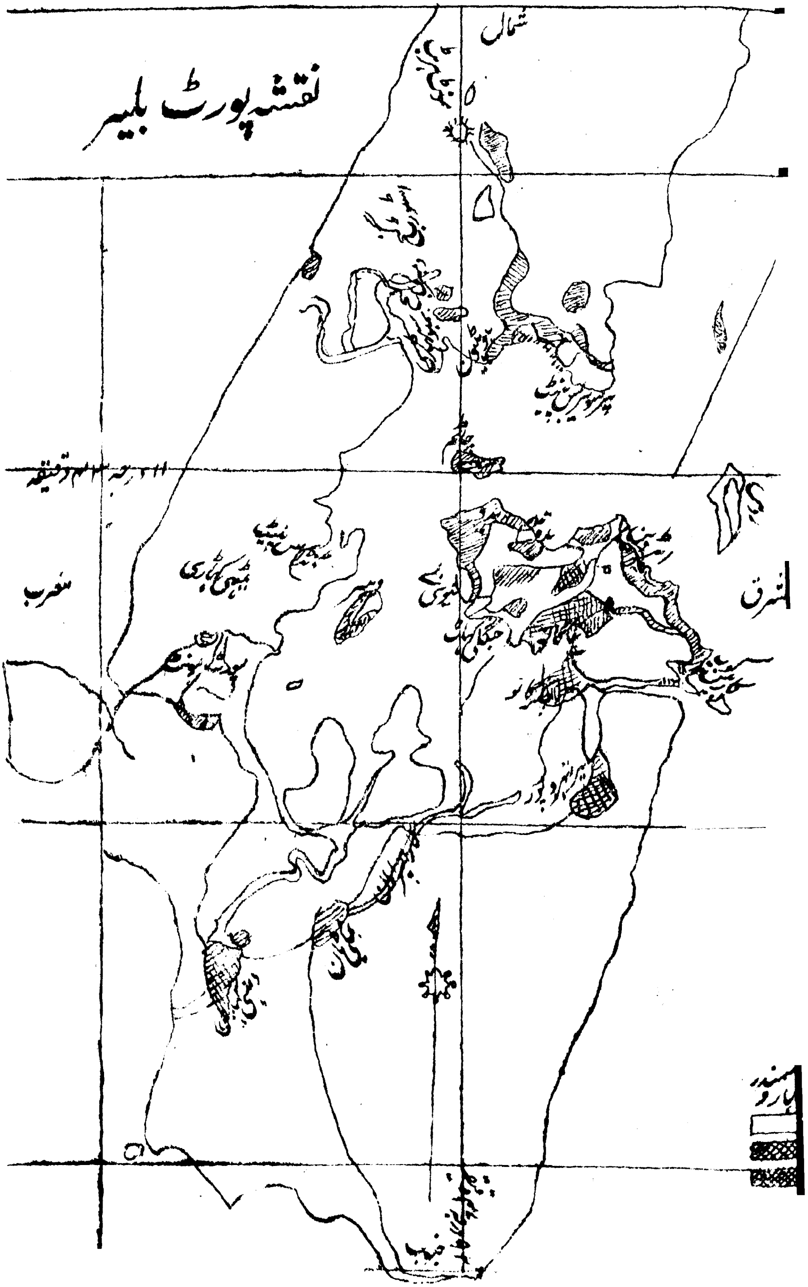
نقشہ پورٹ بلیر
شمال
مغرب
مشرق
جنوب

اخلاق اور آدمیت اور دیانت و راست بازی اونمین ہے - پہلے یہہ لوگ روپیہ
اشرفی اور پیسون کی کچہہ قدر نہین جانتے تہے جو کوئی انکو دیتا اوسکو لیکر اور دیکہہ بہال
کر زمین پر پہینکدیتے تہے مگر اب تو بڑے لالچی ہو گئے راہ چلتون سے پیسہ پیسہ کرکے
سوال کرتے ہین - ان جنگلیون کی عمر بہت کم ہوتی ہے اور انکی لڑکیان بہی بہت
جلد بالغ ہو کر اور تیس برس کی عمر تک بڈہی پہوس ہو جاتی ہین دودہ ناتہہ نام
ایک ہندوستانی آدمی نے بہت عرصہ ہوا ایک جنگلی عورت سے شادی بہی کی تہی مگر
اوسکی رہائی ہو جانے کے سبب سے وہ ہندوستان کو چلا گیا اور بیچاری جنگلن کو وہین چہوڑ آیا
۱۸۵۸ء سے ۱۸۶۵ء تک تو ان جزائر کی آب وہوا سم قاتل تہی جسکو زخم ہوا وہ تین روز
بعد سڑ گیا اور چوتہے دن مرگیا زخم کیا تہا گویا پیام اجل تہا - شروع آبادی مین
یہان اسکروی کی بیماری بہی بڑے زور شور سے تہی - یہہ ایک جہازی بیماری ہے
منہہ پک جاتا ہے اور پنڈلیان سخت پتہر سی ہو جاتی ہین اور آدمی مرجاتا ہے -
اس بیماری سے بہی ہزارون آدمی راہی آخرت ہوئی مگر الحمد للہ والمنة ہمارے کالاپانی
پہونچنے سے ایک برس پہلے وہان کے سب امراض رفع ہو کر وہ جزیرہ خوبی آب وہوا مین
رشک کشمیر ہو گیا تہا جہان بیس برس تک ہمارا سر بہی نہ دکہا اور بڑی آرام اور
راحت سے ہماری قید بسر ہوئی - بوجہہ کثرت بیماری اور نئی آبادی کے انگریزون نے
یہان کے قوانین بہی قیدیون کے واسطے نہایت نرم کر رکہے تہی اور قیدیون سے
ہر طرح کا سلوک کرتے تہے مگر جب وہان کی آب وہوا عمدہ ہو گئی اور آبادی بہی
بڑہ گئی تب تو وہان کے ایسے سخت قانون بنائے کہ الامان ہند کے جیلون پر بہی سختی
بڑہا دی - مگر ہم لوگ ایک ایسے وسط زمانے مین پہونچے تہے کہ آب وہوا تو عمدہ ہو گئی
تہی مگر ابہی قانون رو بہ سختی ترمیم ہوئے تہے اسواسطے از روی قانون عام جزائر
مذکور کے ہمکو ہر طرح کا آرام اور آشنائیان اور عہدے اور تنخواہ وغیرہ جاتے ہی مل گئے

مگر ہمارے پہونچنے کے تہوڑے دن بعد وہان کے قوانین سخت ہونے لگے آخر کو
یہان تک نوبت پہونچی کہ نیا قیدی یہان اگر دس برس تک سخت مشقت کرے اور ہندادہ
سے پختہ کہانا پاوے اور وردی کا کپڑا پہنے اور بارک مین رہا کرے اور کسی قسم کی مہربانی
اوسپر نکیجاوے چنانچہ قانون انڈمان مصدرہ ۱۸۷۶ء کا ایک فقرہ بطور مثال ذیل مین لکھتا
ہون اور وہ یہہ ہے کہ سزاے حبس بعبور دریاے شور سے سخت مشقت کا کرنا اور فقط
اسقدر کہانا پانا کہ جس سے آدمی زندہ رہے ضرور اور لازم ہوجاتا ہے" مگر یہہ بھی خیر ہی
کہ جسقدر نئے قانون سختی کے آتے رہے وہ فقط آمد جدید قیدیون پر موثر ہوتے تہے ہم
پورانے قیدی ہمیشہ اون سے مستثنیٰ ہوجاتے تھے مین نے وہان جاکر دیکھا کہ اس غدر ۱۸۵۷ء
کی بدولت بہتیون راجے اور نواب اور زمیندار و مولوی مفتی قاضی و ڈپٹی کلکٹر منصف
و صدر امین و صدر الصدور و رسالدار و صوبہ دار و جمعدار وغیرہ وہان قیدی ہین مگر وہ
معزز ہندوستانی جنٹلمین بھی جنکے آگے سیکڑون ہزارون نوکر تھے بوجہہ سیاہ پوست اور
جنم ہند کے دوسرے چوہڑے چمارون کیطرح موٹا جہوٹا کہانا پاتے اور عام لوگون کے
ساتہہ سخت مشقت کرتے تھے مگر حضرت یورپین گورے بلکہ اکثر دوغلے کالے کلوٹے بھی فقط
بوجہہ شرف کوٹ پتلون یا کلمہ عیسائی کے پلٹن کے گورون کی برابر کہانا کپڑہ پاتے
تھے ایک علیحدہ بنگلا اونکے رہنے کو ایک نوکر بلاتنخواہ خدمت کو اور جس گورے یا دوغلے
کو لائسنس ملگیا اونکو فی ۵ ماہوار تک نقد تنخواہ بھی ملتی تھی یہہ تو سب کچہہ تہا مگر ۱۸۷۹ء
کا ایک نیا واقعہ عبرت انگیز دیکھکر لوگون کو رونا آتا تہا اور وہ یہہ ہے کہ ۱۸۷۹ء مین
ایک بدبخت راجہ جگنناتہہ پوری کا جسکے واسطے مدت تک اخبارون نے بھی سر پہوڑا
تہا قید ہوکر کالے پانی مین پہونچا مگر بوجہہ کالا چہرہ ہونیکے بیچارہ عام چوہڑے چمارون
کے ساتہہ کہانا پاتا اور مشقت کرتا تہا اور جب بوجہہ نازک مزاجی اوس سے مشقت
نہو سکی تو بیت اور جیل اور چکی پیسنے کی سزا پاتا رہا آخر انہین صدمون سے تہوڑ کر

روز بعد ده وبیر جیل مین مرگیا اور اونہین ایام مین مسٹر لیمشیر نام ایک کرانی بھی گو بدن سے کالا مگر یورپین نام اور کوٹ پتلون سے مشرف ملک اوده سے قید ہوکر وہان پہونچا اسکو گورنمنٹ کیسا عمده کہانا ملنے لگا ایک علیحده مکان پلنگ وغیره کل سامان عیش و آرام کا ملگیا اور بجائے مشقت کی کچہری ڈپٹی کمشنر مین کلارک ہوگیا چونکہ یہہ کمبخت راجہ اور یہہ خوش نصیب کرانی دونو ایک ہی وقت مین وہان پہونچے تھی یہہ اختلاف سلوک اور طرفداری کوٹ پتلون اور ناقدری شرفا و امراء ہند دیکھہ کر ہر کسی کو رونا آتا تہا۔

اتفاق حسنہ اور فضل الہی سے ہماری انڈمان مین پہونچنے کے ایک ہفتہ بعد پچاس قیدی بغاوت ۵۷ء کی جنمین اکثر منشی اور جمعدار وغیره بھی تھے حسب المطلب راجہ بروکس کے جزیره سراوک کو کہ ایک ملائی ملک سنگاپور کے مشرق کو واقع ہے بہیجے گئے تھے اس سبب سے عمده عمده عہدی منشیون کے خالی تہے میری لیاقت کا حال اون لوگون کو بذریعہ اخبارون اور نیز مولوی احمد اللہ صاحب سے معلوم ہو چکا تہا اسواسطے مین توجہاز سے اوترنے کے ساتہہ ہی کچہری صاحب سپرنٹنڈنٹ اور چیف کمشنر مین محرر سکشن وار یا نایب میر منشی مقرر ہوگیا ایک گہر رہنے کو ایک نوکر بلا تنخواه خدمت کو ملگیا مثل آزاد ون کے جہان چاہتا رہتا جہان چاہتا جاتا روک ٹوک مطلق نہ تھی - اوسوقت میرا عین عالم شباب تہا جسمین مجردی دینی دنیوی دونو حاجتون سے خالی نہ تھی اسواسطے اول مین نے چاہا کہ ملک سے اپنی بیوی کو بولا لون مگر اوسکو قانون مانع ہوا اسواسطے مین نے اپنے پہونچنے کے چند ماه بعد ایک نو آمده کشمیری عورت سے شادی کرلی - یہہ عورت نہایت کم سن ایک بلا ناگہانی مین پہنس کر وہان پہونچی تھی کچہہ عرصہ میری ساتہہ رہنے سے بڑی دیندار اور خدمت گذار ہوئی اب مین دیکہتا تہا کہ رفتہ رفتہ ہر ایک چیز کا جو ہند مین مجہہ سی چہوٹی تھی نعم البدل مجکو ملنا شروع ہوا اور جنہون نے میری دشمنی پر کمر باندہی تھی ایک کے بعد ایک تباه ہونے لگے یہان تک کہ میرے ہند مین والی بسر

آنے کے وقت تک ہر شخص حسب مدارج خود اپنی اپنی جزاء واجب کو پہونچ چکا۔
۲۵ - دسمبر ۶۷ء کو جس زمانے مین یہہ خاکسار جزیرہ پیرسو پریس پینٹ مین تہا مولوی
عبد الرحیم صاحب بھی انڈمان مین پہونچ گئے اور وہان جاکر گہاٹ منشی مقرر ہوی اور
پہر اوسکے کچہہ عرصہ بعد ہسپتال محرر ہوگئے اور قریب نو برس کے اسطرح سے کار سرکار
کرکے پہر اونہون نے دوکان بزارہ کہولنے کا ٹکٹ لیلیا اور اوسی پیشہ دوکانداری سے
اونکی رہائی ہوگئی۔ سمندر کنارہ کی ملکون اور جہازی ملازمون اور سیاحون پر اکثر بحری
آفات بھی پڑا کرتی ہین جن سے ہند کے آدمی سراسر ناواقف ہین کالے پانی مین بھی
ہر سال بہت سے آدمی اور کشتیان سمندر کی نذر ہوتے ہین مجکو بھی اس مدت بست سالہ
مین بارہا اون آفات کا سامنا ہوا مگر جب ہم بالکل نراس ہوکر اوسی کی مدد کی التجا
کرتے تو ڈوب کر پہر بچ جاتے منجملہ بہت سی آفات کے مین فقط تین سخت آفتون کا
ذکر کرتا ہون اوسی پر باقی کو قیاس کر لیجئے ایکمرتبہ مین جزیرہ روس سے پیرسو پریس پینٹ
نام ٹاپو کو جاتا تہا پیرسو پریس پینٹ کے نزدیک پہونچکر ایسا سخت طوفان ہوا کہ کشتی
ڈوبنے مین کچہہ باقی نرہا تہا اُسوقت ایک موج نے اوس کشتی کو اوٹہا کر پُل سنگ
کے نزدیک کردیا کہ مین اور ایک دو دوسرے مسافر پہرتی کرکے پُل پر کود پڑے
ابہی ہمارا کودنا تہا کہ ایک دوسری موج نے کشتی کو اوٹہا کر پل پر دے مارا کشتی
پرزہ پرزہ ہوگئی اور ملاح و مسافر باقی ماندہ سخت مجروح ہوئے اسی طرح ایک روز
ابرڈین سے روس کو جاتے وقت ایک طوفانی موج نے کشتی کو پل پر پٹکنا چاہا
تہا کہ ہم کودکر پل پر جا کھڑے ہوئے تب کشتی پل سے ٹکرا کر پرزے پرزے
ہوگئی اور مسافر مجروح ہوئے اور بدشواری ڈوبنے سے بچے۔ ایک تیسری بار ہماری
کچہری کا سارا عملہ ایک کشتی مین سوار ہوکر روس سے ابرڈین کو آتا تہا وسط راہ مین
ایک ایسا سخت طوفان آیا کہ سب لوگ ناامید ہوگئی اور اپنے کو مردہ سمجہہ چکے تہے

بارش اور ہوا بھی بڑے زور سے تھی نہ نزدیک کنارہ تھا نہ کوئی فریادرس تھا اندہیرا ایسا تھا کہ کنارون سے بھی ہماری اس مصیبت کو کوئی نہ دیکھہ سکتا تھا - اوسوقت کشتی کا سکان ٹوٹ گیا - پانی سے کشتی بہر گئی کوئی چارہ کار و علاج باقی نرہا تب مین نے اوس فریادرس اور دستگیر درماندگان کو پکارا میرا دعا کرنا تہا کہ غیب سے ہماری نزدیک سے ایک بڑی کشتی جسمین سردار بکہیل سنگ صاحب سپرنٹنڈنٹ پولس سوار تھے ظاہر ہوئی اور ہمکو اوس حال تباہ مین دیکھہ کر جھٹ پٹ اونہون نے ہمکو اپنی کشتی مین لیلیا اور صحیح سلامت کنارہ تک پہونچا دیا -

جنوری سنہ ۱۸۶۸ء مین یہہ خاکسار جزیرہ مدو کو بدل آیا اور وہان اسٹیشن محرر مقرر ہوگیا ۲۰- فروری سنہ ۱۸۶۸ء کو بمقام روس مولوی یحییٰ علی صاحب راہی فردوس ہوے اور گو مین اون سے بہت فاصلہ پر جزیرہ مدو مین تہا اور مجکو اونکی بیماری تک کی بھی اطلاع نہوی تھی مگر تقدیر مجکو عین اوسوقت جزیرہ روس کو لیگئی کہ جب اونکا جنازہ تیار ہوکر نماز پڑہنے کی تیاری ہو رہی تھی - ہماری مقدمہ کے کل آدمی اونکی تجہیز تکفین مین شریک تھے - میری بیوی مولوی یحییٰ علی صاحب سے مریدہ بھی تھی اور اون سے بہت محبت کرتی تھی اوسکو اس موت کے سبب سے زیادہ صدمہ پہونچا بلکہ ۳۰- اپریل سنہ ۱۸۶۸ء کو مولوی صاحب کی وفات سے سوا دو ماہ بعد وہ نیک بخت بھی راہی فردوس ہوئی - اوسکا ہندسے قید ہوکر جانا گویا اسی خاتمہ بخیر کے واسطے تہا کہ تہوڑے دنون مین اوسکو نصیب ہوگیا -

اس بی بی کی وفات کے بعد مین نے سب زیور وغیرہ فروخت کر کے بقدر تین سو روپیہ کے دہلی کو اپنی بیوی کے پاس بھیجے تھے کہ انکا مال قسم جوتہ وغیرہ سے خرید کر کے میرے پاس بھیجدیوی کیونکہ اون ایام مین پورٹ بلیر مین دہلی کا مال تگنے چوگنے دام پر فروخت ہوتا تہا مگر یہہ مال راہ مین بہت ضایع ہوگیا اور دہلی سے روانہ ہونے کی تاریخ کے دو برس بعد سڑگل کر تہوڑا سا مال سنہ ۱۸۷۰ء مین میرے پاس پہونچا تہا جسمین سے فقط

مولوی یحییٰ علی صاحب

وفات زوجہ مولف

تین سو روپیہ دہلی کو روانہ کرنا

۱۵ فی صد ...

مابقی روپیہ مجکو وصول ہوئے - اور وہ باقی بھی جب دوبارہ ایک دوست کے پاس کلکتہ
کو واسطے منگالنے اور مال کے روانہ کئے تو وہ اونکو لیکر کلکتہ سے کوچ کر گیا غرض پیشہ تجارت
میرے واسطے منظور نظر الٰہی نہ تہا جسکو اوس تاریخ کے بعد مین نے پہر کبہی نہین کیا -

اس بیوی کی وفات کے بعد مین اوپر دو برس مجرد رہا مگر بدذاتا پو جہان اس حالت تجرید مین
میرا قیام تہا عورتون سے بہرا ہوا تہا اور مین اوس ٹاپو مین افسر تہا بہت کسبی عورتون نے
مجکو اپنا شکار کرنا چاہا مگر حفاظت اور حضانت غیبی میرے شامل حال رہی الله رب العزت نے
مجکو ہلاک ہونے نہین دیا گو میرے عہدہ محرری اسٹیشن کے سبب سے راتدن مجکو اون فاحشون
کے ساتہہ رہنا پڑتا اور طرح طرح کے ایسے سرکاری کام پڑتے کہ وہ اکثر میرے گہر مین بہی آتین
مین نے یہہ کیفیت دیکہہ کر اپنی بیوی کو پانی پت سے بولانا چاہا مگر اوسوقت وہ راضی نہوئی
اور جب ایک دفعہ اوسکی کچہہ رضامندی بہی ہوئی تہی تو میری درخواست حاکم وقت نے
نامنظور کردی اسواسطے مجبور کسی نیک بخت عورت سے وہین نکاح کرنیکی صلاح ٹہہری اور
اس بابت درگاہ الٰہی مین بہی التجا کی گئی کہ اس مقدمہ مین جیسے مجہے پسند ہو پردہ غیب سے
اوسے ظاہر کردے اور کسی نیک بخت سے میرا سنجوگ کرا دیو - اول بعض دوستونکی صلاح
سے یکے بعد دیگرے دو پنجابی مسلمان عورتون سے میرے نکاح کی بات چیت شروع ہوئی
مگر باوجود رضامندی طرفین اور بہونے کسی ظاہری مانع کے اون دونو جگہون کی صلاح
موقوف ہوگئی اور غیب سے وہ بات درہم برہم ہوگئی اوسوقت اوس موقوفی کے اسرار
بظاہر معلوم ہوتے تہے کیونکہ وہ دونو عورتین بارک مین بند رہتی تہین اونکی چال چلن پر
کوئی رائے قایم نہین ہوسکتی تہی مگر تہوڑی روز کے بعد جب وہ دوسرے آدمیون سے
شادی کرکے بارک سے باہر ہوئین تو پوری فاحشہ اور بدکار نکلین اوسوقت وہ حکمت
الٰہی موقوفی میری شادی کی معلوم ہوئی اور اس حفاظت غیبی پر مین شکر الٰہی بجا لایا
اس مابین مین کہ مین ایک صالح اور جوان عورت کا متلاشی تہا ایک ہندو عورت قوم

برس مین ضلع الموڑہ کی رہنے والی تہی قید ہوکر وہان پہونچی اور بارک عورات قیدین
ہماری حوالہ ہوئی مین نے اوسکو دیکہا کہ نہایت خوش چلن اور شرمناک عورت ہے مگر
پہرلے سرکی اپنے ہندو دہرم مین متعصب تہی کسی مسلمان عورت کی نزدیک کہڑا ہونا اور
کپڑا چہونا تک ہرگز گوارا نہین کرتی بارک کی مسلمان عورتین اوسکے تعصب سے تنگ آگئین
مین نے برسبیل تذکرہ ایک روز اوس سے کہا کہ اگر تو مسلمان ہوجاوے تو تیرے واسطے دنیا
اور آخرت مین بہلا ہوگا اور آگ دوزخ سے نجات پاویگی وہ بولی کہ اگر تم مجہہ سے شادی
کرلو تو مین ابہی مسلمان ہوجاتی ہون - مین نے یہہ جواب سُن کر سوچا کہ مجکو اور کیا چاہئے
غالبًا یہہ میری دُعا کی تاثیر تہی کہ خداوند کریم اسکو الموڑہ سے اسی غرض کی واسطے لایا تہے
پہر ستائیسوین شب رمضان المبارک کو سیکڑون آدمیون کے مجمع مین ٹرا بہاری عام
کہانا کرکے مین نے اوسکو مسلمان کیا اور کلمہ اور ارکان اسلام کے سکہلائے ایک
مسلمان عورت کو اوسکا اتالیق مقرر کردیا اوسنے اوسکو نماز وغیرہ سب سکہلا دی جب وہ
خوب پکی مسلمان ہوگئی تو مین نے حاکم وقت سے اطلاع کرکے ۱۵ - اپریل سنہ ۱۸۶۰ع
کو اوسسے نکاح کرلیا - صدہا مسلمان اور ہندو میرے نکاح مین شریک ہوئے ہمارے
مولانا احمد اللہ صاحب نے نکاح ٹپرہ کر دُعاء برکت اور موافقت کی خوب دل سے
کی نکاح کے دوسرے دن ٹری دہوم دہام کا اوسکا ولیمہ ہوا - اس بیوی نے مجہہ سے
بیان کیا وہ کہ مین نے اپنے مشرف باسلام ہونے کا خواب اپنے ملک مین دیکہا تہا سو
آب اوسکی تعبیر ظاہر ہوگئی اوس نے یہہ بہی بیان کیا کہ گو مین ہندو کے گہر مین پیدا
ہوئی اور ایسے ملک کوہستان الموڑہ مین پرورش پائی کہ جہان مسلمان کا نام بہی
نہین ہے مگر اپنی تاریخ پیدائش سے آج تک مین نے کبہی شرک نہین کیا نہ کسی دیوتا
کو پوجا یہہ بتون کی پوجا پاٹ مجکو نہایت بُری معلوم ہوتی تہی بلکہ اس سبب سے میری
والدہ مجہہ سے نہایت خفا رہتی اور اسیکے تدارک کی واسطے مجکو ایکمرتبہ میری ماں

شادی دوم مولف

بنظر اپنی

پنڈت کے پاس بھی گیگئی جس نے اپنی پوتھی دیکھکر یہہ کہا تہا کہ یہہ لڑکی جلد تم سے جدی ہو جاوے گی اور تمہارے پاس نرہے گی - ہمارے مقدمہ کے سب آدمی جو اسقوت پورٹ بلیر مین تھے میری شادی اور ولیمہ مین شریک ہوئے - ہمارے ایک شاگرد مسٹر روپ اسٹراف اسسٹنٹ کمشنر انچارج ہدولے اوس شادی مین نقد اور سامان ضروری سے مجکو مدد دی تھی میری یہہ وہی بیوی ہے جس سے مجکو ۹ بچے پیدا ہوئے اور پورٹ بلیر سے ہند کو میرے ساتہہ آئی اور یہہ سولہ سال نہایت رفاقت اور اطاعت اور عصمت سے اوسنے بسر کردئے اللہم زد فزد -

مین نے پورٹ بلیر مین پہونچکر چند خطوط مشعر اپنے آرام سے رہنے اور شادی کرنے اور بطور آزاد نوکری سرکار کرنے کے حاجی محمد شفیع صاحب انبالوی کو وقتاً فوقتاً لکھے تھے اور اون لوگون کو جو دوسرے بے قصور مسلمانون کو پہنسا کر بطور نیم رہا شدہ کے ذلت کی جوتیان کہاتے پہرتے تھے حسرت دلانے کے واسطے اپنی راحت اور تائیدات الہی کو خوب تفاظی مبالغہ مین بیان کیا تہا لیکن کبھی کسی خط کا جواب میرے پاس نہین آیا مگر اس بابین ہیت یہہ معلوم ہوا کہ کسی نے اونمین سے وہ خطوط بنظر اظہار خیر خواہی سرکار کے سرکار مین پیش کردئے اور گورنمنٹ ہند تک پہونچکر اون پر بہت بحث ہوئی اور سپرنٹنڈنٹ پورٹ بلیر سے کیفیت بھی طلب کی گئی اور قریب تہا کہ اگر فضل الہی میرے شامل حال نہوتا اور حکام پورٹ بلیر میرے واسطے بطور وکیل نہ جھگڑتے اور اون مہربانیون اور رعایتون کا مجھہ سے چھین لینا خلاف قاعدہ عام پورٹ بلیر کے نہوتا تو میرے واسطے ہمیشہ کو سخت مشقت کرنیکا حکم ہو جاتا اور یہہ بھی ایک شان الہی اور تائید غیبی تھی کہ جان لارنس صاحب سا گورنر جنرل مجھہ سے غریب قیدی سے جسکے وارنٹ مین تاحیات سخت مشقت کرنیکا حکم ہے سخت مشقت کرانا چاہتے اور وہ رب العزت ایسے جھگڑون پر بھی مجکو مشقت سے بچا لیوے -

[illegible]

حمایت کرنی بعض صاحبان انگریز کی

ایک یہہ امر بھی تائید الٰہی سے تھا کہ جب ہم پورٹ بلیر میں پہونچے اوسوقت وہان کے سب حاکم مدراس احاطہ کے تھے بغاوت ۱۸۵۷ء اور معرکہ وہابیون سے کچھہ بھی واقف نہ تھے اس سبب اونکے سینے بہت صاف اور خالی از تعصب تھے اونہون نے ہماری ساتھہ کچھہ تعصب نہین کیا بلکہ بوجہہ ہماری خوش چلنی اور عمدہ کارگذاری کے ۱۸۷۱ء تک سب قیدیون سے زیادہ مہربانیان اور رعایتان ہماری ساتھہ ہوتی رہین لیکن جب اول بار ڈاکٹر منٹر صاحب نے نمک مرچ لگا کر ہماری مقدمہ کو رائی سے پہاڑ اور رسی سے سانپ بنایا اور لکھدیا کہ وہابی اور باغی دونو کے ایک ہی معنے ہین اور پہر بنگال کے صاحب لوگ اوس خبر سرہ مین آنے لگے اوسوقت تو ہم لوگ ایک نشانہ ہوگئے راہ گلی چلتے مین ہماری طرف اشارے ہوا کرتے تھے اور بہت سے صاحب لوگ ہمیشہ اسی گہات مین رہے کہ کوئی موقع اور قانونی حیلہ پاکر ہمکو تکلیف دیوین۔ لیکن جب ایسا حافظ حقیقی کسی کی محافظت کرے تو اوسکو کون تکلیف دے سکتا ہے مین نے ہمیشہ دیکھا کہ جب ایک صاحب درپے تکلیف دینے ہماری کا ہوا تو اوسکے مقابل دوسرا صاحب اوس سے بھی بڑا ہماری مدد اور اعانت کو کھڑا ہوگیا۔

کرنیل مین صاحب کی عہد مین ایک بڑی یورپین افسر کی تحریک سے میرے اوپر ایک جھوٹا مقدمہ اعانت استحصال بالجبر کا دایر کیا گیا اور کرنیل مین صاحب جیسے منصف حاکم مجھہ سے ایسا برافروختہ ہوگیا کہ مجکو فوراً عدالت مین طلب کرلیا اوسوقت میرے بہت دوستون نے مجکو یہہ صلاح دی تھی کہ جان بچانے کے واسطے جھوٹھہ بولنی جائز ہے تم اوس مقدمہ مین اپنی لاعلمی بیان کرکے اپنی جان بچالو مگر مین نے کہا کہ جو کچھہ ہو سو ہو مین تو سچ بولونگا آخر جب مقدمہ پیش ہوا سب سے اول مین بولایا گیا اور کرنیل صاحب موصوف میرے اظہار لکھنے لگے مین نے صحیح طور پر حرف بحرف بیان کردیا کہ ہان میرے سامنے مسٹر ہیوڈ اور سپرنٹنڈنٹ مدعا علیہ نے مسمی حمید خان جمعدار مدعی کی جائیداد بہان

جہان پانی بطور خود ضبط کرکے آپ نیلام اور فروخت کر دی اور اوسکا زرثمن آپ کہا
گیا مین بوجہہ ہونے محرر اسٹیشن کے ضرور اوسکی ہمراہ تہا - میرا اسقدر بیان ہونے پر
مسٹر ہیوڈ سے سب روپیہ حمید خان مدعی کو دلایا گیا اور ہیوڈ مذکور جو تنخواہ پچاس روپیہ ماہوار کا نوکر
تہا نوکری سے موقوف ہوکر اون جزائر سے بدر کیا گیا اور مین اپنی سچ کی برکت سے صاف
بری ہوکر اپنے گہر کو چلا آیا - جنوری ۱۸۶۹ء مین لفٹنٹ پیراتہرو صاحب جو لفٹنٹ
کرنیل اور قایمقام چیف کمشنر پورٹ بلیر کے ہین کالے پانی مین اسسٹنٹ ہوکر آئے
اپریل ۱۸۶۹ء مین ہماری بقرا عید پڑی - ایک بیل مول لیکر اپنے دستور کی موافق ہمنے
قربانی کرنا چاہا تہا مگر قربانی کرنیکے وقت ہندوون نے بلوہ کرکے وہ بیل ہم سے چہین
لینا چاہا ہمارے ساتہی بہی بہت مسلمان تہے ہم نے اونکا غیر واجبی حملہ سمجہہ کر بیل واپس
نہین دیا اور قربانی کردیا اسپر بڑا بلوہ اور شور وشر ہوا قریب تہا کہ دس بیس خون ہو
جاوین مگر پولس افسر اور سپاہ کے جلد پہونچ جانے پر نوبت کشت و خون کی نہ پہونچی لیکن
مقدمہ کچہری مین چلنے لگا گو ہندو بڑے مالدار اور صاحب اقتدار اور حکام کے منہہ چڑہے تہے
مگر پیراتہرو صاحب کی کوشش اور داد سے ہم لوگ بچ گئے اس نوع قربانی کے بعد حسب
عادت خود سب پورٹ بلیر کے ہندو متفق ہوگئے اور یہہ صلاح ہوئی کہ چاہے ہزارون
روپیہ خرچ ہو جاوے مگر مولف کو سخت سزا کرائی جاوے - اسی لئے موہنگالال ایک میرے
ماتحت محرر کو اس بات پر آمادہ کیا کہ جسطرح ہو سکے سچ خواہ جہوٹہہ حساب نقدی اسٹیشن
مین تغیر تبدل کراکے کوئی مقدمہ غبن اور چوری روپیہ سرکاری کا مولف پر دایر کرایا
جاوے چنانچہ بے اطلاع میرے بہ سازش ایک ہندو انگریزی رجسٹر کے ایک حساب نیلام
مین جو میری معرفت ہوا تہا قریب سو روپیہ کی غبن میرے اوپر قایم کرکے اور فارسی اور انگریزی
دونون حسابون سے وہ رقومات تصدیق کراکے بہت سے گواہ بہی تیار کرلئے گو
صاحب ضلع تک درپردہ اسکی رپورٹ ہوگئی مگر مجکو ابہی تک اس کارروائی کا کچہہ

معلوم نہ تہا- آخر ایک روز یک بیک میری سب کتابین قید ہوگئین اوسوقت مجکو معلوم
ہوا کہ میرے قتل کا سب سامان تیار ہے- اوسکی مخبر کو اوسکی دریافت کا کورٹ ہونے
والا تہا- خیر مین نے اس کارروائی سے مطلع ہوکر اپنے رب سے دعا کی اور اوسیر اسٹیشن
سے ہمکے زیر حراست میری کتابین تہین سازش کرکے مخفی طور پر ایک گہنٹہ کے
واسطے اپنی کتابین واپس لیلین اور اوسی ایک گہنٹہ کے اندر وہ کل کارروائی
جعلسازی کی جو مہینون مین تیار ہوئی تہی رفع دفع کرکے اپنا حساب ٹہیک ٹہیک
تیار کرکے کتابین پہر اوسیر کے حوالہ کردین دوسرے دن کورٹ شروع ہوا جب حسب
نشاندہی مدعیان کتابون مین میرا حساب دیکہا گیا تو سب ٹہیک سر مو تفاوت نہ تہا
اور چونکہ بیرسٹر صاحب اوسی حاکم کے سامنے یہہ مقدمہ تہا جسنے مقدمہ قربانی سے چندروز
پہلے ہمکو بری کیا تہا اوس نے فوراً کہدیا کہ یہہ مقدمہ محض دروغ اوسی مقدمہ قربانی
مین کی عداوت سے ہے- سوہنگالال پہر ماتحت محرر کو چہہ ماہ قید سخت و میر جیل کی
سزا دیکر اوس ہندو ریٹر انگریزی کو ایک درجن بیت کی سزا دی اور ہمکو بری کردیا
ہندؤن کو تو میری طرف سے ایسا غصہ تہا کہ وہین کورٹ مین کہڑے کہڑے ایک دوسرا
الزام مجپر قایم کردیا تفصیل اوسکی یہہ ہے کہ سوہنگالال مذکور نے بعد پانے سزا کے ہاتہہ باندہ
کر عرض کیا کہ کچہہ میری عرض بہی صاحب نے کہا کیا ہے کہو تب وہ بولا کہ حضور نے جو تختہ
ہائے چوب سرخ مولف کو واسطے بنوانے بازار کے دئے تہے اوس نے اون تختون سے اپنے
گہر کے دروازے اور تخت پوش و صندوق وغیرہ بنوالئے اور بازار مین نہین لگائے- اگر
حضور اسی وقت تکلیف کرین تو ہین وہ سب چیزین مولف کے گہر سے پکڑوا دون- جب
یہہ بیان ہو رہا تہا مین سر نیچے کئے ہوئے خداوند تعالی سے دعا کرتا تہا کہ اس آفت سے
بچانا بہی تیرا ہی کام ہے کیونکہ جن جن چیزون کا اوسنے نام لیا تہا سب میرے گہر
مین موجود تہین اور اوسوقت اگر حاکم مجہہ سے سوال کرتا تو میرے خیال مین میرے

نزدیک سوائے ماننے کے کوئی جواب نہ تہا لیکن اوس مقلب القلوب کی قدرت کو دیکھئے بعد غور سے سُننے اس عرض اور دعوی کے پیراتھرو صاحب نے مولنگا لال سے کہا کہ دہ تحنۃ ہمنے اوسکو دیا ہے تمکو اسمین مخبری کرنیکا کیا اختیار ہی اوسی دم اوسکو عدالت سے باہر نکلوا دیا اور مجھسے فرمایا کہ تم گہر کو جاؤ اور ہوشیار رہو۔

سنہ ۱۸۶۹ء مین ایک رات کو جبکہ میرے گہر مین قریب پانسو روپیہ کی سرکاری روپیہ تنخواہ قیدیان اسٹیشن مدد کا رکھا ہوا تہا میرے گہر کی کہڑکی توڑ کر ایک چور میرے مکان کے اندر گُہس آیا اور بتی کو جو میرے پلنگ کی نزدیک جلتی تھی بجھا دیا۔ ایک چھوٹا سا صندوق روپیہ سے بہرا ہوا میری پائینون کے پاس رکہا تہا۔ مین غافل سوتا تہا میرا ایک نوکر مراد نام دوسری کوٹھری مین تہا اسوقت چور کو وہ صندوق اوٹھا لیجانے کو کوئی چیز مانع نہ تھی۔ یکبیک میری آنکھ کہل گئی مینے اندہیرا دیکھکر اور کچھہ آہٹ پاکر اپنے نوکر مراد کو بولایا چور خالی ہاتہہ نامراد اوسی دم بہاگ گیا اور اوس رب العزت نے میری عزت رکھہ لی بشرط چوری ہو جانے اوس سرکاری روپیہ کی بظاہر میری سخت خرابی و بربادی تھی

ماہ مارچ سنہ ۱۸۷۰ء مین مینے مالیت ۵۰ کی ایک ہنڈوی از طرف مسٹر روپ اسٹراف صاحب بنام منشی غلام نبی صاحب خزانہ کلکتہ بغرض واسطے منگانے بعض ضروری سامان اپنی شادی کے بہیجنا چاہتا تہا اور وہ مال بھی ایک دوسرے سوداگر کے نام سے منگانا تجویز کیا تہا کیونکہ مین ملازم سرکار تہا مجکو نہ ہنڈوی بہیجنے کا اختیار تہا نہ مال منگانے کا یہہ سب کارروائی ناجائز مخفی طور پر کی گئی تھی جب مین نے خط معہ ہنڈوی ڈاک مین ڈالا تو ہنوز میرے دشمنون کو بھی اس حال کی کسی ذریعہ سے خبر ہو گئی اونہون نے کرنیل مین صاحب سے مخبری کر کے فوراً اوس خط اور ہنڈوی کو پکڑوا دیا اور تجویز ہوئی کہ سوائے ضبطی اوس زر ہنڈوی کے مجکو سزا بھی ہو گی۔ جب مجکو اس گرفتاری خط و ہنڈوی کی اطلاع ہوئی تو جناب الٰہی مین التجا کر کے پیراتھرو صاحب کے پاس جا کر سارا ما

حال بیان کیا اور وہی مقدمہ فریابی اپنی عداوت کا سبب ظاہر کیا۔ پھر انہر و صاحب نے مجھہ سے کہا کہ تم کچھہ فکر نکرو میں کرنیل مین صاحب سے ملاقات کر کے اسکا حال دریافت کرونگا غرض پھر انہر و صاحب کرنیل صاحب موصوف کے بنگلے پر گئے اور ادن سے ملاقات کر کے میری نیڈومی اور خط دونو واپس لے آئے اور مجکو لاکر دیدیا اور فرمایا کہ ہندو تمہارے دشمن ہین تم ہوشیاری سے کام کرو۔

اگست ۱۸۷۰ء مین مولف پہر کچہری صاحب چیف کمشنر بہادر مین صدر مقام جزیرہ راس کو تبدیل ہوگیا۔ مئی ۱۸۷۱ء مین جب مین جزیرہ روس مین تہا مولوی محمد حسن صاحب ہم لوگون کی ملاقات کو پٹنہ سے پورٹ بلیر کو آئے تھے اور ایک مہینے تک رہکر پہر اپنے ملک کو واپس تشریف لیگئے۔ ایکدن جب مولوی محمد حسن صاحب بڑے شوق و ذوق سے کشتی مین سوار ہوکر جزیرہ روس سے جزیرہ وبیپر کو مولوی احمد اللہ صاحب کی ملاقات کے واسطے جاتے تھے راستے مین وہ کشتی سخت طوفان مین پڑی اور قریب تھی کہ ڈوب جاوے اوسوقت ماپنے ڈوبنے سے زیادہ مولوی محمد حسن صاحب کو یہہ افسوس تہا کہ مولوی احمد اللہ صاحب کی زیارت بھی نصیب نہوئی لیکن یہہ فقط آزمایش الٰہی تھی پہر وہ طوفان رفع ہوگیا اور مولوی صاحب موصوف بخیریت تمام وبیپر پہونچ گئے اور مولوی احمد اللہ صاحب سے ملاقی ہوئے۔ ہماری گرفتاری کے بعد انگریزون نے مولوی محمد حسن کو بہت بار پہنسا کر کالے پانی بہیجنا چاہا تہا مگر فضل الٰہی اور حکمت ربانی سے وہ محفوظ رہے مگر اللہ رب العزت نے اسطرح پیر اونکو بھی کالے پانی تک پہونچا کر اور بعض مصائب بحری مین ڈالکر کالے پانی والون کے اجر مین شریک کردیا۔ مارچ ۱۸۷۱ء مین کرنیل مین صاحب پنشن پاکر ولایت کو گئے اور اکتوبر ۱۸۷۱ء مین جنرل اسٹوارٹ صاحب جو آخر مین جنگی لاٹ ہند کے ہوگئے تہے چیف کمشنر ہوکر انڈمان کو تشریف لائے۔ اسی صاحب کی عہد مین حسب اتفاق لارڈ میو

مولف کا عہدہ ہیڈ کلرکی دفتر چیف کمشنری پر تبدیل ہونا

مولوی محمد حسن کا مولوی احمد اللہ کی ملاقات کے واسطے جزیرہ وائپر کو جانا

صاحب بہادر کی پورٹ بلیر مین بہنڈارہ کا کہانا قیدیون کے تقرر ہوا اور لارڈ میو صاحب کا بنایا ہوا وہ قانون بھی جاری ہوا جس سے پورٹ بلیر کی قید ہند اور ولایت کی جیلخانون سے بھی زیادہ سخت ہوگئی ۔ ۸ - فروری ۱۸۷۲ء کو لارڈ میو صاحب کا قتل بھی اس سپرنٹنڈنٹ کے عہد مین ہوا جسکو بطور مختصر ہدیہ ناظرین کرتا ہون ؛

لارڈ میو صاحب بہادر ۸ - فروری ۱۸۷۲ء کو سات بجے کے بعد معہ چار اگبنوٹون کی جزیرہ انڈمان مین رونق افروز ہوئے صدہا صاحب لوگ اور میم واسطے سیر جزائر کی لارڈ صاحب کی ساتہہ تھی آٹہہ بجے کے بعد گورنر صاحب معہ چند ہمراہیان خود جہاز سے اوترکر جزیرہ روس مین جو صدر مقام پورٹ بلیر کا ہے شرف افروز ہوئی اوترنے کے وقت ۲۱ ضرب توپ کی سلامی ہوئی اوسوقت ہزارون مرد عورت آزاد قیدی اس نظارے کی واسطے گہاٹ جزیرہ روس پر حاضر تھی لارڈ صاحب بہادر ٹاپو مین اترنے کی ساتہہ ہی بازار روس ایلنڈ کی طرف متوجہ ہوئی اور اسکول و بازار و ہسپتال و بارک ہائے قیدیان و بارک ہائے خنگی پلٹن کا ملاحظہ کرکے چیف کمشنر صاحب انڈمان کے بنگلہ پر تشریف لیگئے اور وہان ٹفن تناول فرماکر اور تہوڑا آرام کرکے گورہ بارک کا ملاحظہ کیا اور پہر اپنے اگنبوٹ کو دیکہتے ہوئے وائپر ایلنڈ کو جہان بدمعاش قیدی جیل مین رہتے ہین شرف افزا ہوئے اور بعد ملاحظہ وائپر کے چاٹہم کو واپس آئے چاٹہم سے مونٹ ہریٹ کو تشریف لیگئے - پراوٹ سکریٹری اور چیف کمشنر صاحب نے بوجہ شام اور غیر وقت ہوجانے کے اوسدن مونٹ ہریٹ کو جانے سے بہت اصرار سے منع کیا لیکن لارڈ صاحب نے نہ مانا اور چاٹہم سے سوار ہوکر ہوپٹون مین جو زیر پایہ کوہ مونٹ ہریٹ کی آبادی ہے پہونچے اور وہان سے بسواری پالکی پہاڑ پر گئے - اب وقت غروب آفتاب کا آگیا تہا لارڈ صاحب نے وہان بیٹہہ کر سمندر مین غروب آفتاب کا تماشا دیکہا اور فرمایا کہ ایسا خوبصورت نظارہ مین نے اپنی ساری عمر مین کبہی نہین دیکہا جب اندہیرا ہوگیا تو مشعلون کی روشنی مین نیچے اوترے اوسوقت ایک مسلح جماعہ پولیس لارڈ صاحب

ارتحال لارڈ میو صاحب بہادر ۸ فروری ۱۸۷۲ء

کے چارون طرف تھی اور چیف کمشنر صاحب اور پرائیوٹ سکرٹری لارڈ صاحب کی دہنے بائین
بدن سے بدن ملائے ہوئے چلتے تھے اور دوسرے افسر اونکے پیچھے پیچھے تھے جب گہاٹ پر ایک گاڑی
کے نزدیک جو وہان اوسدن کہڑی تھی پہونچے چیف کمشنر صاحب لارڈ صاحب سے اجازت
لیکر کسی ضرورت کیواسطے پیچھے کو پلٹ گئے اور لارڈ صاحب معہ پرائیوٹ سکرٹری آہستہ آہستہ
چلے جاتے تھے اوسوقت اوس گاڑی کی آڑ مین سے ایک آدمی نے مثل شیر کی کود کر لارڈ
صاحب کو دو زخم کاری ایک چہری سے ایسے لگائے کہ وہ لڑکہڑا کر سمندر مین جا پڑے
اوس گھڑ بڑ مین مشعلین بھی سب گل ہوگئین ایک دوسرے قیدی نے جرات کر کے
قاتل کو پکڑ لیا ورنہ وہ اور دو چار کو مارتا - لارڈ صاحب کو سمندر سے نکالا اور اوسی گاڑی
پر ڈالا وہ تو ایک دو بات کر کے راہی ملک بقا ہوئے - جب قاتل سے پوچھا کہ تمنے یہہ کام کسواسطے
کیا اوسنے کہا کہ مین نے خدا کے حکم سے کیا ہے پہر پوچھا کہ تمہارا کوئی شریک بھی تو جواب دیا کہ
خدا میرا شریک ہے - بعد تحقیقات ضابطہ بمنظوری ہائی کورٹ بنگال کے قاتل کو پھانسی
کا حکم ہوا - یہہ قاتل شیر علی نام ضلع پشاور کا ایک پہاڑی افغان تہا اوس نے کہا کہ
۶۹ سے میرا ارادہ تہا کہ کسی بڑے افسر انگریز کو مارونگا اسی واسطے چند سال سے مین نے
چہرا تیار کر کے رکہا تہا جب ۸ - فروری کو لارڈ صاحب آئے اور اونکی سلامی ہوئی تو مین نے
دوبارہ اس چہرے کو تیز کیا ہے تمام دن اس تاک مین رہا کہ مین کسی طرح اوس ٹاپو مین
پہونچون جہان لارڈ صاحب پہرتے ہوئے مجکو ملین مگر مجکو وہان جانے کی رخصت نملی تقدیر
شام کے وقت جب مین مایوس ہوگیا تہا لارڈ صاحب کو میرے گہر لے آئے مین پہاڑ پر بھی
لارڈ صاحب کی ساتھ گیا تہا اور ساتھہ ہی واپس آیا مگر جانے اور آنے مین اور پہاڑ کے
اوپر کہین مجکو ایسا موقع نہین ملا تب مین اس گاڑی کی آڑ مین آنکر چہپ رہا یہان
سے میری مراد دلی پوری ہوگئی - یہہ شخص گو ضعیف الجثہ اور پست قد بدرو آدمی تہا
مگر بڑا شہ زور اور دلیر تہا پہانسی پڑنے کے وقت تک وہ کچھہ ہراسان نہین ہوا پہانسی

کے اوپر چڑھ کر اوس نے بہ آواز بلند قیدیون کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ بھائیو مین نے
تمہارے دشمن کو مار ڈالا اور تم گواہ رہو کہ مین مسلمان ہون اور پھر کلمہ پڑھنے لگا اور کلمہ
پڑھتے پڑھتے ہی اوسکی جان جسم سے پرواز کر گئی اور اپنے اعمال کی سزا کو پہونچا۔
یہہ وقوعہ قتل لارڈ صاحب کا ایک ایسے ادنیٰ قیدی کے ہاتھہ سے ہونا ایک نمونہ قدرت
الٰہی کا تھا ورنہ کہان گنگو تیلی اور کہان راجہ بھوج ۔ جب موت آئی تو وہ ہمدہ کاھی [?]
اچھون والے اور وہ انگنت مسلح پولس والے اور وہ بندوبست اور خبرداریان کچھہ کام
نہ آئین وہ جو چاہتا ہے سو کرتا ہے کسی کو اوسکی قدرت مین دخل نہین ۔ اس سے ایک مہینا
پہلے ایک دوسری بیتا وری افغان نے چیف جسٹس نارمن صاحب کو اسی طرح کلکتہ مین
کچہری سے مار ڈالا تھا ۔ اب چاہئے تھا کہ بعد ایسے واقعات وحشت اور عبرت انگیز کے انگریز
پٹھانون کے دشمن ہو جاتے تو مین نے دیکھا کہ پہلے سے دو چند پٹھانون کی خاطرداری
صاحب لوگ کرنے لگے مگر بجائے افغانون کی بدنصیب وہابیون کے اور زیادہ دشمن ہو گئے
تو مین نے سمجھا کہ مارنے والے سے ہر کوئی ڈرتا ہی اور غریب پر ہر کوئی شیر ہو جاتا ہی ۔ اس سے
زیادہ تعجب ہمکو اوسوقت ہوا کہ جب بعد اس وقوعہ قتل لارڈ صاحب کی لمبٹ صاحب کمشنر
پولس کلکتہ اور لالہ الیشری پرشاد ہمارے پورانے دوست جو پہلے ہم غریبون پر گپ بندش [?]
لگا کر ہمارے حق سے ڈپٹی کلکٹر ہو گئے تھے اور چند دوسرے نامی نامی افسر پولس مندھہ [?]
بسترہ اوٹھا کر پورٹ بلیر مین پہونچے کہ ہم اسمقدمہ مین وہابیون کو ضرور پہنسا دیوین گے مگر
فضل الٰہی سے اوسوقت پورٹ بلیر مین جنرل اسٹوارٹ صاحب اور میراتھر و صاحب وغیرہ
ایسے ہوشیار اور بیدار مغز افسر اور ہماری حالات اور چلن اور اس قتل کی کیفیت اور قاتل
کے حال سے بخوبی واقف موجود تھے ۔ اس سبب سے اس مرتبہ الیشری پرشاد کا تکا خالی
گیا ورنہ اوس نے تو پورٹ بلیر مین پہونچتے ہی مثل سابق جھوٹے گواہ بنانے شروع
کر دیے تھے ۔ مگر جنرل اسٹوارٹ صاحب نے کہا کہ ہم ان وہابیون سے بخوبی واقف ہین

اور ایسی ناجائز کارروائی ہم اپنے علاقہ مین ہونے دیوین گے اس سبب سے اوس رب العزت
نے اس ناگہانی آفت سے ہمکو محفوظ رکہا اور جو اصل مجرم تہا سزا پایا گیا۔

پورٹ بلیر مین پہونچکر بہی تا وقوعہ قتل لارڈ میو صاحب مین انگریزی زبان سے واقف نہ تہا اور نہین
ایام مین رام سروپ نام ایک انگریزی خوان کی ترغیب سے ایکبرس کی محنت مین مجکو انگریزی
بولنے اور لکہنے پڑہنے مین خوب مہارت ہوگئی چونکہ مین صاحب لوگون کو اپنی فرصت
کے اوقات مین فارسی اردو ناگری وغیرہ زبانین سکہلایا کرتا تہا اونکی ساتہہ رات دن
بات چیت رہتی اور اونکی سبقون کو انگریزی مین ترجمہ کرکے سمجہانے اور اونکے تحریری
ترجمون کو صحیح کرنیکے سبب سے روز بروز میری استعداد انگریزی بڑہ چلی اور وہان اوسوقت تک
بوجہہ قلت کاتبون کی ملازمان سرکاری کو عرایض و اپیل نویسی کی بہی ممانعت نہ تہی پہر
مین نے عرضی و اپیل بہی انگریزی زبان مین لکہنے شروع کردئے جسمین سوائے ترقی
استعداد علمی کے ہزارون روپیہ کا فایدہ بہی مجکو ہوا یعنی دو پیشے یعنے معلمی صاحبان
اور عرایض نویسی تہی جسمین مجکو سو روپیہ ماہوار سے کم نہ ملتا تہا اور چونکہ میرے سوائے
وہان کوئی مسلمان انگریزی خوان نہ تہا۔ مین نے بڑے بڑے اہم مقدمات اہل اسلام
مین اونکو ہمیشہ بڑی بڑی مدد دی اور بڑی بڑی آفتین اور الزام مسلمانون پر سے
ٹلوا دیئے اس علم کے ذریعہ سے مین نے لوگون کو بہت نفع پہونچایا جسکو مدت تک وہان کے
لوگ بہول نجاوین گے اور جن لوگون کی پہانسیان میری انگریزی دانی سے متوقف
ہوئین اور جان بچ گئی وہ تو تا زیست اس احسان کو فراموش نکرینگے اور یہہ بات بہی ایک
بڑی تعجب کی ہے کہ جسدن میری رہائی کا حکم پہونچ کر مشتہر ہوا اوسی دن ملازمان سرکاری
کو عرضیون کا لکہنا بہی قطعی منع ہوگیا کہ وہ خاص اجازت نفع ملازمان سرکاری کی فضل
الہی سے مثل دوسری نعماء ربی کے میری ہی ذات کے واسطے تہی اب اگر کوئی ملازم
سرکار ہو وے سے کہی عرضی لکہدیوے تو اوسی دن اپنے عہدہ سے برخاست ہوجاوے مین

انگریزی تعلیم

[مولف اور زبان انگریزی]

انگریزی سیکھکر بڑے بڑے کتب خانون کی سیر کی اور ہر علم اور ہنر کی صدہا کتابین دیکھین دنیا کی کوئی زبان ایسی نہوگی جسکی صرف ونحو انگریزون نے نہ لکھی ہو اور کوئی ملک ایسا نہوگا جسکی تواریخ نہایت شرح اور بسط کے ساتھہ انگریزی زبان مین نہو انگریزی زبان علم اور فنون کا گھر ہے جو انگریزی نہین جانتا وہ بلا شبہہ دنیا کے حالات سے بخوبی ماہر نہین ہے اور بے انگریزی سیکھے پکا دنیا دار و طرار نہین ہوسکتا اور نہ سیوائے اس زبان کی آجکل کوئی عمدہ آلہ زندگی نے کا ہے مگر جسقدر یہہ زبان دنیوی فواید سے بھری ہوئی ہے اس سے زیادہ دین کے واسطے مضر بلکہ سم قاتل ہی کوئی جوان لڑکا جسنے پہلے قرآن اور حدیث اور سلوک راہ نبوت مین خوب مہارت اور مشق نکرلی ہو اگر اس زبان کو سیکھکر میری طرح ہر قسم اور ہر علم کی کتابین مطالعہ کیا کریگا ضرور بڑے سرکیا بے حد آزاد بددین بے ادب ملحد بلکہ شرابی اور زانی ہوجاویگا اور ایسا بے دین اور ملحد ہوگا کہ جسکا سنور نا محال کیا بلکہ غیر ممکن ہے مگر فقط تھوڑی سی زبان انگریزی کا سیکھنا اتنا مضر نہوگا - اب باوجود

[مولف کا انگریزی پڑھکر ابتر ہونا]

میری اس دینداری کی پہلے میرا ہی حال سُن لیجئے کہ اس علم کی بدولت مجھپر کیا کیا اثر ہوئے - جو میری ساتھہ پورٹ بلیر مین تھے ہین اونپر یہہ بات مخفی نہو گی کہ اسی علم کی بدولت میری نماز تہجد جسکا مین بچپن سے عادی تہا ایکقلم چھوٹ گئی تھی رات کو حسب عادت خود مین جاگ پڑتا تہا مگر دو بجے شب سے فجر تک چارپائی پر بیٹہا رہتا ہرگز ہمت نہوتی کہ اوٹھکر وضو کرون یا نماز پڑھون - نہ جمعہ مین نہ جماعت مین شامل ہوتا نہ قرآن حدیث پڑھنے اور سننے کو راغب ہوتا ہر وقت انگریزی کتاب دیکھنے کو دل چاہتا کوئی گھڑی انگریزی کتاب پڑھنے سے خالی نہ رہتا - رمضان بھر مین چاہتا رہتا کہ تلاوت قرآن کی کرون اور قرآن مجید کھولکر پڑھنے کو بھی بیٹھتا مگر پڑھ نسکتا زبان پر قفل ہوجاتا تہا جو دعا مین ہاتہہ اوٹھاکر گھنٹون تک مانگا کرتا تہا اب اس خواب خرگوش مین یہہ حالت ہوگئی تھی کہ ہاتہہ اوٹھاکر چار کلمہ بھی زبان سے ادا نہوتے تھے ہاتہہ خود بخود نیچے گر جاتے تھے

ان ایام مین فقط عرض نماز پنجگانہ مین بڑہا کرتا تہا اور اوسکا ادا کرنا بھی پہاڑ سے زیادہ سخت تہا قریب تہا کہ مین نماز روزہ کو بھی جواب دیدون اور اوسکے چہوڑ دینے اور عبث ہونیکی دلایل بہی شیطان مجکو تعلیم کیا کرتا تہا۔ قران مجید بقدر تین پارہ کے مجکو حفظ یاد تہا اوسمین سے فقط آخیر کی چار یا پنج سورتین یاد رہگئی تہین اور باقی سب بہول گیا تہا۔ صدہا حدیثین بھی جو مجہے حفظ یاد تہین وہ بہی گویا دل سے کسی نے دہو ڈالین تہین روز بروز الٹی بری عقاید اور زشت اعمال سے دل پر زنگ جمتا چلا جاتا تہا اوہان تک میرا دل سیاہ ہوگیا اور مریض ہوگیا تہا کہ اوسپر نزع کی حالت تھی اور اوسپر بہی خوبی یہہ کہ اوس حالت مین بھی شیطان ایسی ایسی وجوہات میرے دلپر نقش کیا کرتا تہا کہ مین اپنی اوس حالت کو بھی سب سے بہتر جانتا اور سمجہتا تہا کہ فقط اقرار کلمہ لا الہ الا اللہ جنت مین جانے کو بس ہے یہہ تکالیف شرعی سب بے فایدہ ہین اور یہہ بہی مجکو یاد ہے کہ کا ہے کا ہے انکار حق تعالی جو شیطان کا اصل مطلب ہے وہ بہی مجکو القا کیا کرتا تہا اور جب کبہی مین ملحد اور دہریون کی دلایل کو دیکہتا تو خواہ نخواہ دل اونکو قبول کرتا تہا غرض مجہہ مین اور کفر مین فقط چند انگشت کا فرق باقی تہا قریب تہا کہ مین اوسمین گر جاؤن اور یہہ کیفیت کوئی ایک دو دن نہین رہی چہہ سات برس رہی مگر بوجہہ اجتباے ازلی یا کسی نیک اعمال سابقہ کے مین بعض اوقات اپنے کو ہالک اور گمراہ سمجہہ کر یہہ دعا بہی اردو زبان مین مانگا کرتا تہا کہ اے انکہہ والے مجہہ اندہے کا ہاتہہ پکڑ۔ آخر عنایت الہی اور تربیت غیبی نے پہر جوش مارا کہ دسمبر ۱۸۶۸ء مین یہہ خاکسار یک بیک بعارضہ ایک سخت دنبل کے جو میری جانگہہ پر نکلا تہا بیمار شدید ہوا کہانا پینا سب چہوٹ گیا ڈیڑہ مہینے تک اوس سے سیرون پیپ جاری رہی پانچ ہفتہ تک ہسپتال مین پڑا رہا۔ مرنے مین کوئی دقیقہ باقی نہ تہا۔ دوست آشنا سب مایوس ہوگئے تہے۔ اوس حالت مرض مین یہہ خاکسار بہت گڑگڑایا اور اپنی گذشتہ

لاف زنی

حالت سے منفعل ہوکر پورا پورا تائب ہوا اور عہد کیا کہ اس مرض سے شفا پانے بھی نماز
تہجد بھی پھر شروع کردونگا اور قران و حدیث کا مطالعہ کیا کرونگا مجکو اوسی وقت
آثار قبولیت دعا کے معلوم ہوگئے اور اوسی گھڑی سے دل کی حالت پلٹ گئی اثار رحمت
اور تربیت دینی کی ظاہر معلوم ہونے لگے - بھولا ہوا قران و حدیث اور اوعیات ماثورہ
آپ سے آپ یاد ہونے لگ گئین نماز اور دعامین لذت اور حلاوت پانے لگا تب مین
سمجھا کہ یہہ بیماری محض میری اصلاح اور تربیت کے واسطے ہی تھی - ہسپتال سے واپس
آنکر مین نے پھر از سر نو حدیث اور تفسیر پڑہنا شروع کر دیا اور تھوڑی ہی عرصہ مین میری
حالت پہلے سے بھی اچھی ہوگئی پھر مین نے خیال کرکے دیکھا کہ جب قران و حدیث کے
پڑہنے سے طبیعت گھبراتی تھی اور زبان پر ثقل ہو جاتا تھا اور ایک دو آیت پڑہنا بھی محال
اور دشوار تھا وہ اب مین دن بھر بیٹھہ کر پڑہتا ہون اور اوسکے پڑہنے سے طبیعت کو سرور
اور دل کو لذت ہوتی ہے اور وہ دعا جسکے واسطے ہاتھ اوٹھانا محال تھا اب گھنٹون مانگنے
سے بھی طبیعت سیر نہین ہوتی اس سے معلوم ہوا کہ عبادت اور طاعت کی توفیق دینا یہہ
بھی مالک اوسکا فضل ہی جسکو چاہے دیوے اور جسکو چاہے نہ دیوے -

جو آگ گرفتاری وہابیان ۱۸۶۳ء مین تھانیسر مین روشن ہوئی تھی اوسکو روز
بروز ترقی ہوتی گئی خود ہماری مسلمان اور ہندو بھائی بجائے بجھانے کے اوسمین اور تیل
اور تارپین ڈالکر زیادہ بھڑکاتے گئے آخر کو ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے تو ہزار ون من لاکھی بارود
اور کروسن ایل اوسمین ڈالدیا اور ہماری سرکار کو یہان تک ٹھہرایا کہ صادق پور پٹنہ
کے وہ مکانات کہ جنمین قافلہ کے لوگ ٹھہرا کرتے تھے معہ مکانات سکنی ان قدیمی باغیون
کے کہود ڈالکر پہکوا دیئے مگر اسپر بھی سرکار کا دل ٹھنڈا نہوا ۱۸۷۲ء کے آخر تک پٹنہ
اور بنگال مین سلسلہ گرفتاری بیگناہون کو جاری رکھا بیچارہ امیر خان سوداگر چرم
اور مولوی تبارک علی وغیرہ بہت سے آدمی پٹنہ مین پکڑے گئے مولوی امیر الدین صاحب کو

مالدہ مین جا پکڑا ایک بوڑھی اور ضعیف شخص ابراہیم منڈل کو اسلام پور مین اور اپنے مجموعی اور پورانے گواہون سے جو چاہا گواہی دلوا کر بیچارون کو کالے پانی کو روانہ کیا اور امیر خان کی چند کروڑ کی جائیداد سے اپنا کل خرچہ پورا کر لیا اگرچہ اس امیر خان کو باوجود ذالیم الحبسی کے چار برس بعد گورنمنٹ نے احسان رکھہ کے چھوڑ دیا مگر چار برس پہلے اگر الزام سے بری ہو کر چھوٹ جاتا تو اپنی کروڑون کی جائیداد منضبط بھی سرکار سے والیس لے لیتا۔ مارچ ۱۸۶۶ع مین مولوی تبارک علی صاحب اور مولوی امیر الدین صاحب بھی ہمارے پاس کالے پانی مین پہونچے مگر بوجہہ اجرائی قانون جدید سختی کے بیچارون کو مدت تک سخت مشقت کرنی پڑی لیکن بفضل الٰہی کچھہ عرصہ بعد مولوی تبارک علی صاحب اسٹیشن محرر اور مولوی امیر الدین صاحب معلم مدرسہ مقرر ہو گئے اور فقط دس برس کاٹنے کے بعد بتوجہ و فیض بخشی لارڈ رپن صاحب بہادر ہماری ساتھہ ہی رہا ہو کر اپنے اپنے گھر کو والیس آ گئے اور وہ اونکی سختی قید کی ایام قید مین مجرا ہو کر ہماری برابر ہو گئے۔

[مولوی تبارک علی و مولوی امیر الدین کا کالے پانی مین پہونچنا]

جب دس برس تک بھی یہہ سلسلہ دار و گیر ہند ہنوا لوتمین اپنے بد اعمال کو یاد کر کے بہت کوڑھا کرتا تھا کہ یہہ آگ تیری گھر سے نکلی اور تیری بد اعمالیون کے سبب سے دس برس سے تمام ہند مین ہزارہا علماء و شرفا گرفتار پنجۂ مصیبت ہین اگر تجھہ سا منحوس بدبخت نہ پیدا ہوا ہوتا یا بچپن ہی مین مرجاتا تو یہہ آفت اور مصیبت مسلمانون پر نہ پڑتی ؎

چو از قومے یکے بے دانشی کرد ❊ نہ کہ را منزلت ماند نہ مہ را۔

مارچ ۱۸۶۲ع مین اوسی جہاز مین جسمین مولوی تبارک علی اور مولوی امیر الدین صاحب آئے تھے میان عبد الغفار کی بی بی اور اونکے دو لڑکے بھی بحکم سرکار کالے پانی مین پہونچے میان عبد الغفار نے بذریعہ چیف کمشنر پورٹ بلیر کے سرکار سے درخواست کی تھی کہ میری بیوی اور بچے ہند سے بولا دیئے جاوین۔ صد آفرین بنگال گورنمنٹ پر کہ اوسنے اپنے خرچ سے ایسے باغی کے جورو اور بچون کو کالے پانی مین پہونچوا دیا اگر متعصبان

کو یہہ خبر ہو جاتی تو وہ اس علم سے معلوم نہین کالے دالے کہا لیتے۔
سرکار کا یہہ غصہ اور وہ ہیون کو ٹہرا دہر دس برس تک دریا برد کرنے رہنے سے یہہ
غرض تہی کہ وہابیون کا قلع قمع ہندسی کیا جاوے اونکا بیج ناس ہو جاوے سومین کے
کالے پانی سے واپس آنکر اسکے برعکس دیکہا میری موجودگی ہند کے وقت شاید
پنجاب بہرین دس وہابی عقیدے کے مسلمان بہی موجود نہ تہے اب دیکہتا ہون کہ
کوئی گانو اور شہر ایسا نہین ہی کہ جہان کے مسلمانون مین کم سی کم چہارم حصہ وہابی
نہون یوماً فیوماً یہہ فرقہ ایسا بڑہ رہا ہے جیسے ایک وقت پر السٹنٹ یک بیک تمام یورپ
مین بڑہ گئے تہے اور کوئی عذاب اور شکنجہ کشی اور سولی اور پہانسی وجلاوطنی اور آگ مین
زندون کو جلا دینا اونکی ترقی کو مانع ہوا تہا بلکہ تجربون سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی فرقے
کی ترقی کو مانع ہونا اور اوسمین تشدد کرنا سب سے زیادہ قوی سبب اوسکی ترقی وجاہ
جلال کا ہوتا ہے دور کیون جاؤ تہوڑے دن کی بات ہی کہ جب سکہون کا فرقہ نکلا اور
اوسکی ترقی شروع ہوئی مغلون نے کس قدر اوسکے نیست نابود کرنیکے علاج کئے
مگر خدا کے بڑہائے ہوئی کو کون روک سکتا ہے آخر وہی سکہہ ہین جنہون نے پشاور
سے دہلی تک مغلون کی سلطنت چہین لی اور سنو برس تک بڑے جلال اور اقبال
سے راج کیا اودہر دکہن مین مرہٹون کا یہی حال سمجہو جتنا روکا وتنا ہی بڑہتے گئے
خداوند تعالیٰ کی حکمت بالغہ مین دست اندازی کرنا اپنے کو ہلاک کرنیکا سامان ہے
۱۲۔۱۰ اپریل ۱۸۷۲ء کو میری بڑی لڑکی خیر النساء پیدا ہوئی اسکے عقیقے کا
کہانا بہی بڑی دہوم دہام سے ہوا تہا اور مولوی تبارک علی صاحب اور مولوی امیر الدین
صاحب جنکو وہان پہونچ کر فقط پندرہ دن ہوئے تہے اس عقیقہ مین شامل تہے اسکے
بعد میری دوسری لڑکی احمدی خانم پیدا ہوئی ماری محبت کی اسکا نام مین نے اپنی
ہندوستان کی لڑکی کے نام پر رکہا تہا اسکے عقیقے کا کہانا بہی ویسا ہی دہوم

دہام سے ہوا اسکے بعد پہر تیسرا بچہ محمد صادق ۲۶ - نومبر ۶۸ء کو پیدا ہوا اسکا نام بہی اپنے اپنے ہندوستانی لڑکے نام پر رکہا تہا - اس لڑکے کی پیدایش کے وقت ایک عجیب اسرار الٰہی جو غالباً میری تسلی کے واسطے تہا ظاہر ہوا جسدن یہہ لڑکا کالے پانی مین پیدا ہوا اوسی دن بلکہ اوسی وقت میرا بڑا لڑکا محمد صادق پانی پت مین فوت ہوگیا۔ جب اوسکی وفات کی خبر مجکو پہونچی مین نے اوسکا نعم البدل اوسکے ہمنام اپنے پاس دیکہہ کر صبر شکر کیا اور اوسکی والدہ کو بہی اوسکا نعم البدل اور ہمنام ملجانے کی خبر لکہہ بہیجی مگر شان الٰہی کہ ڈیڑہ برس کا ہوکر یہہ محمد صادق ثانی بہی ۱۰ - جون ۷۰ء کو مرگیا مگر اوسکے بعد تین لڑکی اور دو لڑکے اور مجکو عنایت ہوئے جو اسوقت تک بفضل الٰہی زندہ اور میری ساتہہ ہین ۔

جب مین نے انگریزی سیکہی تو ڈاکٹر ہنٹر صاحب کی کتاب اور انڈین مسلمان کے دیکہنے کا بڑا شوق ہوا بمشکل تمام بہ قیمت کو کلکتہ سے ایک جلد طبع دویم کی مین نے منگوائی اور اوسکا مطالعہ کیا تو ایک مقام پر دیکہا کہ ڈاکٹر صاحب موصوف نے بڑی لمبی چوڑی تمہید اور لوتوا باندہ کر لکہا ہے کہ اگر بنظر تراحم خسروانہ سرکار کبہی ان وہابیون کو کالے پانی سے رہائی بہی دیوے تو یہہ لوگ اپنی رہائی کو منجانب اللہ سمجہہ کر ہند کو واپس آنے کے بعد اور زیادہ موجب تخریب و بربادی سلطنت انگریزی کے ہونگے پہلے ہی سے سرکار کا غصہ دیکہہ کر ہم رہائی سے ہاتہہ دہو بیٹہے تہے یہہ مضمون زہر آمیز دیکہہ کر رہی سہی امید بہی جاتی رہی اور اسکے بعد جب گورنمنٹ ہند نے قواعد رہائی قیدیان دایم الحبس بعد انقضائے بیس برس تاریخ قید سے جاری کئے تو اوسمین بہی ہمارا مقدمہ رہائی سے مستثنیٰ ہوگیا تہا - اور ان سب سے بڑہ کر نا امیدی اسوقت ہوئی تہی کہ جب سنہ ۱۸۸۱ء مین خود ڈاکٹر ہنٹر صاحب مولف کتاب مذکور گورنر جنرل ہند کے مصاحب مقرر ہوگئے - تب ہم نے جانا کہ جنکی کتاب کو ایک دفعہ مطالعہ کرکے بڑے

سے بڑا دانا انگریز ساری عمر کے واسطے ہمارا دشمن جانی ہو جاتا ہے تو اوسکی موجودگی
محکمہ گورنری مین رہائی کیا معلوم ہمپر اور کیا آفت لا دے گی - مین بااینہمہ سنہ ۱۸۸۱ع
سے یہہ بات غیب سے دلمین ملہم ہوئی تھی کہ ہم جلد رہا ہوکر ہند کو جانے والے ہین مین نے
مولوی انوار الاسلام اور حافظ سعد اکبر پانی پتی کو خطوط بہی لکہدئیے ہتے کہ مین جلد
ہند کو آیا چاہتا ہون - ایک دوسری بات مطالعہ کتاب مذکور سے اور معلوم ہوئی تھی کہ
مولف موصوف نے صفحہ ۲۱۵ کتاب مذکور مین لکہا ہے کہ "ان ایام مین جو بمقام شملہ مین
یہہ کتاب لکہہ رہا ہون محمد شفیع بمقام پٹنہ اپنے مذہبی بہائیون پر سرکار کا گواہ ہوکر اونکو
قید کرا رہا ہی اور یہہ وہ محمد شفیع ہے کہ جسکو سنہ ۱۸۶۴ء مین عدالت انبالہ سے پہانسی دینے
کا حکم ہوا تہا اگر اوسوقت اوسکو پہانسی پڑ جاتی تو آج ہزارون مسلمان اوسکو شہید مرد
سمجہہ کر اوسکی قبر کو پوجتے اور دور دور سے زیارت کو آتے مگر آج وہی شہید مرد سرکاری
گواہ ہوکر اپنے دینی اور ہم عقیدہ بہائیون کو بڑی کوشش سے پہنسا رہا ہے فقط یہہ
لکہنا ڈاکٹر صاحب کا کچہہ محمد شفیع ہی پر نہین بلکہ کل مسلمانون پر از راہ طعن کے ہے
سو یہہ طعن سوائے محمد شفیع کے دوسرے مسلمانون پر یا مذہب اسلام پر قایم نہین ہوسکتا
منجملہ کل مسلمانون کے ایک مین ہی ہون مجکو گواہ کیون نہ بنا لیا پارسن صاحب نے
دسمبر سنہ ۱۸۶۳ء مین میرے گواہ بنانے کو کوئی کوشش اوٹہا نرکہی تہی مگر مین اونکو بچون کا
کہیل سمجہتا تہا اور اسوقت تک بہی میرا یہہ حوصلہ ہے کہ مسلمان تو درکنار مین اپنی
جان دیدینے کو اس سے لاکہہ درجہ بہتر جانتا ہون کہ کسی ہندو یا کرسٹان کو پہنسا کر
اپنی جان بچا لون - اسبات مین ہم ڈاکٹر صاحب کی رائے کے متفق ہین کہ دیندار
اور جوانمردون کا وہ کام نہین ہے جو محمد شفیع سے سرزد ہوا وہ غریب مسلمان جو محمد شفیع
کی گواہی سے قید ہوئے اور اونکے خویش اقارب کیا کہتے ہونگے اور محمد شفیع اس
نامردانہ چال سے قید سرکاری سے تو برائے چندے مخلصی پایا مگر پنجہ موت سے

تو نہ بچ سکا آخر ۱۲۷۹ھ مین بمقام دہلی مر گیا اور مین جو گواہ نہ ہوا تھا اسوقت تک باعیش عشرت زندہ دندنا رہا ہون اور اسوقت بہی میرے ہزارون مخالف ہین لیکن میرا بال بہی بیکا نہین کر سکتے سوائے اسکے محمد شفیع وغیرہ موحدون کی حرکت یہودا اسکریوطی خاص مرید اور حواری مسیح علیہ السلام سے بڑہ سکر نہین ہے جسنے بلا دہمکی پہانسی اور قید کے یہودیون سے چند درہم رشوت لیکر اپنے مرشد مسیح علیہ السلام کو پکڑوا دیا تہا حالانکہ یہہ یہودا وہ شخص ہے کہ جسکے واسطے فقط شہادت ہی نہین بلکہ جنتی ہونے کی بشارت بہی حضرت مسیح دے چکے تہے - اب ذرہ چشم انصاف کہول کر خود حضرت مسیح علیہ السلام کی اوس کیفیت کو کہ جب حضرت موصوف مثل مولف قید ہوکر امتحان مین پڑے تہے مولف ایک ادنیٰ امتی اور پیرو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حال سے مطابقت اور مقابلہ کرکے دیکہئے - انجیل مین لکہا ہے کہ حضرت موصوف اثار اپنی موت کے دیکہہ کر ایسے بدحواس ہو گئے تہے کہ مونہہ کے بل گر پڑے اور دعا مانگنے لگے کہ ای میرے باپ اگر ہو سکے تو یہہ موت مجہہ سے ٹال دے اور پہانسی پر چڑہ سکر بہی حضرت ممدوح مین ذرہ ہی صبر اور استقلال نہین رہا تہا مثل ڈرپوکنون کے عین پہانسی پر پکارتے تہے کہ ای میرے خدا تو نے مجکو کیون چہوڑ دیا - اب اسکے مقابل اس ادنیٰ پیرو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خداداد استقلال اور صبر کو دیکہئے کہ قید مین آکر اور پادرین صاحب کی وہ مار اور کوٹ کہا کر کہ جسکے سُن لنے سے بدن پر رونگٹے کہڑے ہوتے ہین کبہی سی بہی نہین کیا اور پہانسی کا حکم سُن کر وہ خوشی اور فرحت اوسکو ہوئی تہی کہ شاید ہفت اقلیم کی سلطنت کے ملنے سے بہی ایسی خوشی نہوئی ہوگی اور ڈاکٹر ہنٹر صاحب کی کتاب کے صفحہ ۹۹ کو پڑہ کر دیکہئے کہ آخر وہی خوشی موجب موقوفی حکم پہانسی مسمعلہ کی ہوئی تہی - بلا امتحان آدمی کے ایمان اور استقلال کی کیفیت معلوم نہین ہو سکتی اب جس نبی کے ادنیٰ امتیون اور پیروونکی یہہ کیفیت ہے اور دوسری

طرف خوذ بنیون کی وہ حالت اس سے ناظرین دونو ں نبیون کی فضیلت اور برتری کا
اندازہ بخوبی کر سکتے ہین - ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا - گو مین اس قصہ انجیل
کو ان نصرانیون کی ایک بناوٹ اور تحریف جانتا ہون مگر واسطے رفع اعتراض مدعی کی یہان
اوسکو نقل کر کے استدلال کیا گیا اور در اصل مجہہ گنہگار کو حضرت مسیح علیہ السلام سے
کچہہ کاہ یا کوہ کی بھی نسبت نہین ہے - چہ نسبت خاک را با عالم پاک ✤ ✤ اور ہماری
قران مجید مین اللہ رب العزت فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ
ثُمَّ لَمْ یَتُوْبُوْا فَلَھُمْ عَذَابُ جَھَنَّمَ وَلَھُمْ عَذَابُ الْحَرِیْقِ ط بتحقیق جو
شخص مسلمان مردون اور مسلمان عورتون کو تکلیف مین ڈالے اور پہر دل سے تائب نہو ہی
تو اوسکے واسطے عذاب دوزخ کا اور عذاب جلتی آگ کا تیار کیا گیا ہے - اور مجکو بہت سے
معتبر لوگون سی معلوم ہوا کہ محمد شفیع اپنی اس حرکت پر نہایت پشیمان اور رو رو کر صدق
دل سے تائب ہوا پس ایسی صورت مین محمد شفیع وعید لم یتوبوا مین داخل نہین ہوتا
اور اوس ستار اور غفار سی امید ہی کہ اوسکو بخشدیوے - اجی حضور دین مذہب کی
بحث کو چہوڑ دو دنیا کی بہادر اور شجاع آدمی ہی کبہی ایسی حرکت نہین کرتے اور اوسکو سخت
نامردی اور بڑا عیب جانتے ہین - اُن کُل واقعات کو جنہین یہہ خاکسار حین قیام
پورٹ بلیر کے وقتاً فوقتاً تعصب یا دشمنی دشمنان یا خود اپنی بے احتیاطی سے پہنس کر
بار بار تائید الہی سے بری ہوتا رہا اور متعصب اور دشمن شرمندہ ہوتے گئے مفصل لکہنا
بڑا طول عمل ہی اسمابلتیس برس مین ہر فجر سے شام تک بیسیون واقعات ایسے در پیش آتے
ہتے جنمین مین تائید الہی اور حفاظت وہبی کو اپنی آنکھون سے دیکہا کرتا تہا اب ایسے
انعامات کو جو کسی شخص پر برگہڑی مثل باران برس رہی ہون کہان تک لکہہ سکے
جون ۱۸۶۸ء مین یہہ خاکسار میر منشی ضلع جنوبی پورٹ بلیر کا مقرر ہوکر ابرڈین
کو بدلی گیا اور اپنے پرانے آقا اور شاگرد میجر پراتہر صاحب ڈپٹی کمشنر کا میر منشی ہوا

(مولف کا میر منشی ضلع ہونا)

جہان مین اپنی رہائی اور روانگی کی تاریخ تک برابر اوسی عہدہ پر رہا۔ اس صاحب لنے میری اعانت سے پورٹ بلیر کے آئین کی کتاب بھی بنائی جو بعد منظوری گورنمنٹ کی مشتہر بھی ہوئی اوسکا اردو ترجمہ بھی خود مین لنے ہی لکھا تہا اور وہ بھی چھپ چکا ہے۔

میری چودہ برس کی عمدہ کارگذاریون اور جانفشانیون پر نظر توجہ ہو کر اسی صاحب کی تحریک سے گورنمنٹ ہند کو میری رہائی کی رپوٹ بھی ہوئی تھی۔ اوس رپوٹ پر رہائی لو کیا ہولی تھی مگر سکرٹری ہوم ڈپارٹمنٹ اسقدر ناراض ہوئے کہ تاحیات میری یا تا قیام انگریزی عملداری کے میری رہائی غیر ممکن بلکہ محال ہوگئی۔ اس رہائی کی نامنظوری کے بعد سنہ ۱۸۷۹ء مین حسب درخواست بعض حکام اور دوستون کے مین لنے تواریخ جزائر انڈمان مسمی بہ تاریخ عجیب تصنیف کی تھی جو سنہ ۱۸۸۰ء مین مطبع نول کشور واقعہ لکھنؤ مین طبع بھی ہوگئی۔ اس کتاب کے دو سو نسخے مین لے خود خرید کر تمامی کمشنران اور ڈپٹی کمشنران پنجاب اور محکمہ گورنری ہند اور لفٹنٹ گورنری پنجاب اور اپنے اکثر عنایت فرماؤن اور دوستونکو بطور یادگار روانہ کئے اور سب کو جتلا دیا کہ مین نہایت عیش آرام کے ساتھ زندہ موجود اور جلد آنے والا ہون۔

سنہ ۱۸۸۰ء کی آخر مین مولوی عبد الفتاح پسر مولوی عبد الرحیم صاحب اپنے والد کی ملاقات کے واسطے پورٹ بلیر مین پہونچے اور کوئی ایک برس تک وہان رہکر پہر ہند کو واپس چلے گئے اوسوقت مولوی عبد الرحیم صاحب لنے ایک مسودہ عرضی اپنی خاص رہائی کے واسطے لکھوا کر اپنے بیٹے کی معرفت سے ہند کو روانہ کیا تہا کہ وہان ایک عرضی اوس مسودہ کی موافق اونکی بیوی کی طرف سے تیار ہو کر بحضور گورنر جنرل ہند اپریل سنہ ۱۸۸۲ء مین پیش ہوئی جسمین یہہ بیان تہا کہ میرے شوہر پر دراصل کچھہ بہاری قصور ثابت ہوا تہا اسواسطے بروقت تجویز مقدمہ سشن جج اور نیز چیف کورٹ لنے یہہ ارشاد کیا تہا کہ بشرط نیک چلنی بعد چودہ برس کے عبد الرحیم کے مقدمہ مین پہر نظر ثانی کیجاوے

(مولوی عبد الفتاح کا پورٹ بلیر مین آنا ۱۸۸۰ء)

(مولوی عبد الرحیم کی زوجہ کی جانب سے عرضی پیش ہونا)

کی سو اب تو اٹھارہ برس ہوگئے ہیں نے اونکی جدائی مین بہت تکلیف اوٹھائی اور
وہ بھی بہت بوڑھا ہوگیا سرکار اب اوسکو بعد ملاحظہ مثل کے رہائی بخشتے۔ بعد ملاحظہ
اس عرضی کے لارڈ رپن صاحب بہادر نے سوائے طلبی مثل مقدمہ کے پنجاب اور بنگال گورنمنٹ
سے رائے بھی طلب کی کہ اگر ان وہابیون کو رہائی دی جاوے تو کچھہ قباحت تو نہین
سے بعد آنے آرائے لوکل حکام کے مقدمہ مذکور تا شروع سال آیندہ کے ملتوی ہوگیا
چونکہ یہہ عرضی فقط مولوی عبدالرحیم صاحب کے واسطے تھی اور در اصل اونکا قصور بھی
کچھہ نہ تھا فقط مفسدون کی اولاد تصور ہوکر زبردستی قید کئے گئے تھے اسواسطے
ہم لوگون کو فقط اونکی رہائی کا انتظار تھا۔ اوس ذریعے سے اپنی رہائی کا تو ہمکو گمان بھی نہ
ہماری آخر وقت مین سب بنگال کور کی صاحب لوگ پورٹ بلیر مین جمع ہوگئے تھے اس
سبب سے اونکو تعصب بھی ہم لوگون سے زیادہ تھا۔ ۱۸۸۱ع مین بوجہہ پیری اور ضعف کی
مولوی احمد اللہ صاحب جنکی عمر اوسوقت اسی سال کے قریب تھی بہت نحیف قابل
ترحم دشمنان ہوگئے تھے۔ اونہون نے اپنی یہہ حالت زار دیکھہ کر اپنے بیٹے مولوی
محمد یقین صاحب سے جو کلکتہ مین مقیم تھے بلا کر ملاقات کرنا چاہا حالانکہ بموجب قاعدہ
عام پورٹ بلیر کے یہہ ملاقات جائیز اور درست تھی مگر فقط اس سبب سے کہ احمد اللہ
وہابی تھے اونکی یہہ درخواست نامنظور ہوگئی۔ اس مابین مین امتحاناً مین نے بھی
ایک درخواست کی تھی کہ محمد رشید میرے حقیقی برادرزادہ کو میرے پاس پورٹ بلیر
مین آنے کی اجازت بخشی جاوے حالانکہ یہہ درخواست بھی سراسر قابل منظوری کی
تھی مگر فقط اس سبب سے کہ سایل وہابی تھے وہ بھی نامنظور ہوگئی۔ انہین ایام مین مینے
ایک دوسری درخواست واسطے ترقی تنخواہ کی بھی پیش کی تھی جسپر فقط مجکو اونکے تعصب کا
اندازہ اور گہرائی دریافت کرنا منظور تھا۔ حالانکہ ہمارے صاحب ضلع نے میری درخواست پر
بڑی لمبی چوڑی سفارش لکھی تھی لیکن جو حکم کرنیل کیڈل صاحب نے اوسپر صادر

فرمایا ہر ہر فقرہ اوسکا تعصب اور عداوت سے بہرا ہوا ہے۔ مین اوسیوقت سمجہہ گیا کہ یہہ حکام مجکو آنکہہ سے دیکہنا بہی پسند نہین کرتے اور ہر دم اس فکر مین ہین کہ کوئی حیلہ حالونی پاکر بہیت بیڑی جیل ضبطی جائیداد وغیرہ سے جسقدر سکین مجکو سزا دیوین مگر مین خداوند کریم اور حفیظ کے ہوتے اونکی کیا پرواہ کرتا تہا آخر کچہہ بہی نکر سکے اور مین چہوٹ کر چلا آیا۔

جب مولوی احمد اللہ صاحب نہایت کمزور اور چراغ سحری ہو گئے تو مولوی عبد الرحیم صاحب نے اونکی حالت اور کمزوری بیان کر کے حکام کو لکہا کہ مین اونکا رشتہ دار قریب ہون دیپر مین کوئی اونکی خبر گیری کرنے والا نہین ہے اسواسطے امیدوار ہون کہ اونکو ابرڈین مین میرے گہر پر رہنے کی اجازت بخشی جاوے یہہ درخواست بہی جسکے پڑہنے سے سنگدل کا دل نرم ہوجاوے فقط اس وجہہ سے نامنظور کی گئی کہ احمد اللہ اور عبد الرحیم دونو وہابی ہین اونکے ساتہہ ایسی رعایت اور مہربانی نہین ہو سکتی۔ جب مولوی صاحب موصوف کا حال نہایت پتلا ہوا اور صاحب لوگون کے تعصب کا یہہ حال تہا تو مولوی عبد الرحیم صاحب نے یہہ اجازت چاہی کہ مجکو رات کو دیپر مین اونکے پاس رہنے کی اجازت بخشی جاوی سو یہہ درخواست بعد بڑی دریافت اور بحث کے منظور ہوکر مولوی عبد الرحیم صاحب کو ۲۰۔ تاریخ نومبر کو شام کے وقت پاس ملا اور اوسی رات واقعہ ۲۱۔ نومبر سنہ ۱۸۸۱ء مطابق ۲۸۔ محرم سنہ ۱۲۹۸ ہجری شب دوشنبہ کو بوقت ایک بجے رات کے مولوی صاحب موصوف کے روح اس جسم قید در قید کو چہوڑ کر فردوس بریں کو پرواز کر گئی۔ مولوی صاحب کی وفات کے وقت عبد الواحد نام ایک ملازم مولوی صاحب موصوف کا اونکے پاس ہسپتال مین حاضر تہا مرنے کے وقت مولوی صاحب نے جو پہلے چند روزہ سے عالم بیہوشی مین تہے آنکہہ کہول کر الا اللہ یا مالک الملک آخری کلمہ فرمایا اور سرد ہو گئے۔ ۲۱ تاریخ کو بوقت ۸ بجے فجر کے بمقام ابرڈین ہم لوگون کو اطلاع ہوئی ہم سب آدمی معہ بہت سے دوستونکے ۹ بجے فجر کو دیپر مین پہونچ گئے۔ یہین کچہری ضلع مین میر منشی تہا اور بڑا اہتمام

وفات مولوی احمد اللہ صاحب

صاحب ضلع کی جا نہین سکتا تہا ۔ مگر بوجہہ موجودگی تعصب حکام کے یہہ امید بہی نہ تہی کہ مجکو وہان جانے
کی اجازت ہو اسواسطے مین بتوکل مولا بلا اجازت چلا گیا اور ایک عرضی اطلاعی ڈسٹرکٹ پر کہڑی ہو کر
دو حرفی لکہہ کر بہیجدی کہ مین مولوی احمد اللہ صاحب کی تجہیز تکفین مین شامل ہونے کو ویپر جاتا ہون
آج کی میری غیر حاضری معاف فرمائی جاوے ۔ ہم نے ویپر مین پہونچکر آخری درخواست حکام انگریزی
سے یہہ بہی کر دیکہی کہ ہمکو اجازت بخشی جاوے کہ مولوی احمد اللہ صاحب کی لاش کو ابرڈین مین
لیجا کر اونکے سگے بہائی مولوی یحیی علی صاحب کی قبر کے متصل دفن کر دیوین ۔ یہہ درخواست
بہی نامنظور ہوئی اور اونکی لاش پر بہی انگریزون نے حکم چلا لیا ۔ جب یہہ درخواست بہی
نامنظور ہوئی تو لاچار بعد غسل و نماز کے اونکی لاش کو لیکر گور غریبان واقعہ ڈنڈاس پیٹ
مین جو ویپر سے تہوڑی دور ہے دفن کر دیا ۔ اپنے تجربات بست سالہ مین مین نے یہہ بہی اکثر
دیکہا کہ جب کبہی کسی افسر یا حاکم کی مدد پر مین نے بہروسا کیا اور خدا کی طرف توجہہ نہ رکہی تو میرے
رب نے اوسی خیالی معاون کے ہاتہہ سے مجکو ایذا پہونچوانے کا بندوبست کر دیا مگر جب مین تائب ہو کر
اوسکی طرف رجوع ہوا تو پہر اوس غالب زبردست حکمت والے نے میری مدد کی اور آفت سے نجات
بخشی ۔ اور جو میرے دشمن تہے اور جن سے مین ڈرتا تہا اونکو میری مدد اور پشت و پناہ پر کہڑا کر دیا ۔
کالے پانی مین مسٹر روپ اسٹراف اسسٹنٹ کمشنر میرا پہلا شاگرد تہا جسکی امید کا مجکو بہت بہروسا
تہا سو اوس شاگرد رشید نے چار پانچ ایسی سخت رپوٹ میرے اوپر کین کہ اگر برچ صاحب جسکو
مین اپنا دشمن جانی جانتا تہا میری مدد نکرتا تو مین ایک ہی رپوٹ پر جیل مین پہونچ گیا ہوتا ۔ دوسرے
سمبر مین میرے خیال مین پراتہر و صاحب میرے بڑے ممد و معاون تہے اوہنون نے ایک خفیف درخواست
کر سنہ اس سٹیپر پر میری سزا کیواسطے لکہدیا اور سمین بہی میجر برچ صاحب نے جو میرے خیال
مین میرے دشمن تہے نہایت دلیری سے مجکو بچا لیا ۔ خداوند تعالی کو کسی طرح بہی منظور نہ تہا
کہ مین اوسکی طرف سے توجہہ پہیر کر غیر اللہ کی طرف رجوع کرون ۔

ستمبر ۱۸۸۱ع مین لاچار ہو کر میری بیوی نے پانی پت سے مجکو لکہا کہ لڑکی جوان ہو گئی تمہاری

[illegible]

رہائی کی امید پر آج تک اوسکی شادی کا ارادہ بہی نہین کیا اب بظاہر کوئی شکل تمہاری رہائی
کی ایسی جلدی نہین ہے اسواسطے اگر اجازت دو تو کسی جگہہ اوسکی شادی کا بندوبست کیا جاوے
اور اس کار خیر کے واسطے کچہہ خرچ ضروری بہی بہیجدو مین نے ۱۴۔ اکتوبر ۸۲ء کو گویا تاریخ حکم
رہائی سے اڈہائی ماہ پہلے بقدر تین سو روپیہ کے نقد وزیور وپارچہ پانی پت کو بہیجدیا۔ اور اپنی
بیوی کو لکہا کہ تم کسی دیندار مسلمان سے اس لڑکی کی شادی کردو مگر عقد کے پہلے اوس آدمی کا
نام اور پتہ اور کیفیت دینداری وغیرہ تحریر کرکے میرے پاس بہیجدو چونکہ ہند کے خط کا جواب
ڈیڑہ دو مہینے مین بذریعہ اگبنوٹ آتا ہے اس سبب سے ابہی یہہ سوال وجواب طے بہی نہین ہوئے
تہے کہ ۳۰۔ دسمبر ۱۸۸۲ء کو میری رہائی ہوکر مجہہ سے پہلے پانی پت مین میری بیوی کو اطلاع
ہوگئی اور مین نے بہی اونکو لکہہ بہیجا کہ اب مین خود آتا ہون آپ آکر خود اوسکا انتظام کرونگا
مین نے پانی پت مین جاکر ایک عجیب حال سنا کہ جب میرا بہیجا ہوا پولندہ پارچہ وزیور اور ۱۵۰
نقد پانی پت مین پہونچکر ایک جلسہ عورات محلہ مین کہولا گیا تو میرے اس کار خیر مین بوجہہ
معذوری قید شریک نہونے کے سبب سے بجائے خوشی رسید زر وزیور کی میرے گہر مین کہرام
مچگیا تہا۔ میری بیوی اور لڑکی زار زار روکر یہہ دعائین کرتی تہین کہ خدایا اوسکو بہی
اپنی قدرت کاملہ سے شریک اس کار خیر کا کردہ زاری اور فریاد اونکی اوس مسبب الدعوات
نے اوسی دم قبول کرلی اور اسکے صرف ایک ماہ بعد میری رہائی کا حکم صادر ہوگیا اور برقت
بہیجنے زر وزیور وغیرہ کے مجکو بہی از بس تمنا تہی کہ کسی طرح اپنی لڑکی کا نکاح مین خود پڑہتا
گو یہہ بات اوسوقت محض غیر ممکن تہی مگر اوسکی قدرت کے قربان جایئے کہ آخر اوسکی عنایت
سے میت اوس جلسہ مین شریک بہی ہوگیا اور وہ نکاح بہی مین نے خود پڑہا۔

اب جو میری رہائی کا زمانہ قریب آیا تو مین پر اگبنوٹ مین اپنی رہائی کا منتظر رہتا اور اوس
ملک کے تحفے تحائف جمع کرکے چلنے کو تیار بیٹہا تہا۔ آخر ۲۲۔ جنوری ۱۸۸۳ء روز دوشنبہ
کو مہارالی نام اگبنوٹ یہہ حکم لیکر پہونچا کہ جسقدر آدمی بجرم بغاوت وہابی کیس مین قید

ہین سب ایکقلم رہا کر کے ہند کو روانہ کردئے جاوین اونکے لوکل گورنمنٹ اونکی سکونت کی واسطے بندوبست معقول کرینگے۔ جب یہہ حکم وہان پہونچا تو ایک مین اور دوسرے مولوی عبد الرحیم تیسرے میان عبد الغفار چوتھے مولوی تبارک علی پانچوین مولوی امیر الدین چھٹے میان مسعود کل ۶ نفر اس مقدمہ کے وہان موجود تھے سو سب کی رہائی ہوگئی۔ جب یہہ حکم بذریعہ اخبار دن کے ہندمین مشہور ہوا تو بوجہہ حمیت اسلامی جملہ انجمن و مجلس ہائے اسلام نے اس ترحم خسروانہ لارڈ رپن صاحب بہادر پر بذریعہ میموریل کے اونکا شکریہ ادا کیا۔ جیسے ہماری گرفتاری پر گھر گھر تمام ہندمین واویلا مچگیا تھا ویسے ہی گھر گھر خوشی اور شکریہ کی مجلسین منعقد ہوئین گو اکثر متعصب حکام کے سلوک نے اس خوشی کو کسی قدر گھٹا دیا ہے مگر لارڈ رپن صاحب کی مداحی اور شکر گذاری ہمارے ہماری زبان او قلم کبھی قاصر ہوگی جسکی اولوالعزم اور ترحمانہ پالسي سے ہمکو ہند کا دیکھنا پھر نصیب ہوا۔ اسی عرصہ مین میرے ایک پورانے شاگرد کپتان ٹمپل صاحب نے جو بوقت میری رہائی کے خاص کیمپ انبالہ مین مجسٹریٹ تھے میری رہائی کی خبر پاکر مجکو لکھا کہ اگر تم میرے پاس رہنا قبول کرو تو مین گورنمنٹ سے اجازت لیکر تمکو اپنے پاس بولاؤن مین نے اس پیام کو تائید غیبی سمجھ کر فوراً قبول کرلیا اور اونہون نے بھی اوسی دم گورنمنٹ پنجاب سے اجازت حاصل کرکے اور آپ میرا ضامن ہوکر کل شرائط نگرانی وغیرہ میرے اوپر سے اوٹھوا دین۔

جب میری رہائی کا حکم آیا تو میری بیوی خورد دایم الحبس تھی اور اوسوقت اوسکو فقط چودہ ۱۴ برس قیدمین ہوئے تھے اسواسطے اوسی اگینوٹ مین گورنمنٹ ہند کو اطلاع دی گئی کہ جب تک اوسکی بیوی رہا نہووے وہ ہند کو نہین جا سکتا اپنی رہائی کا حکم پاکر اوسی وقت مین نے گورنمنٹ پنجاب کو لکھا کہ یہان نہایت عمدہ میرا ایک گھر موجود ہے اور مین سو روپیہ ماہوار کا نوکر ہون اور ہندمین نہ میرا گھر ہے نہ مکان اور غالباً حکام پنجاب میرے وہان آنے پر مجھ سے ناحق چھیڑ چھاڑ کیا کرینگے اور مجکو قیدی سابق سمجھ کر کوئی نوکری وغیرہ بھی نہ دینگے

اسواسطے مین امیدوار ہون کہ بطور آزاد مجکو کالے پانی مین رہنے کی اجازت ہوجاوی کہ وقتاً
فوقتاً ہند مین آکر اپنے بال بچونکو دیکھہ جایا کرون گا اس میری درخواست کی ساتھہ چیف کمشنر
پورٹ بلیر نے بھی بڑی لمبی چوڑی سفارش کی اور لکہا کہ کچھہ صورت گذارہ نامبردہ کی بطور
خاص مقدمہ کے سرکار سے تجویز ہوجاوے مگر افسوس کہ لفٹنٹ گورنر پنجاب نے میری اس
درخواست کو نامنظور فرماکر لکہا کہ اوسکو نوکری مل سکتی ہے حیر اس آخری فقرہ سے کسی قدر
میری اطمینان ہوگئی - جو وہی اطمینان یعنے توجہہ جانب غیر اللہ میرے رب کو ناپسند ہوکر
ہمارے گورنمنٹ کا سلوک سراسر خلاف میری امید اور توقع کے ظاہر کرادیا - ۳ - مارچ ۸۳ء کو
مولوی عبدالرحیم و میان عبدالغفار و مولوی امیرالدین و تبارک علی روانہ ہند ہو گئے
اور بخیریت تمام اپنے اپنے گہر پہونچ گئے اسکے بعد ۲۸ - اپریل ۱۸۸۳ء کو میان مسعود بھی چلے
گئے فقط مین اکیلا بانتظار حکم رہائی اپنی بیوی کے رہگیا - یکم مئی ۱۸۸۳ء کو میری بیوی
کی رہائی بھی آگئی مگر اوسوقت میری بیوی کو چھہ مہینے کا حمل تہا اور سمندر مین موسم طوفان
کا شروع ہوگیا تہا اسواسطے مین نے تا ماہ نومبر و محرم ۱۳۰۱ھ پورٹ بلیر مین رہنے کی
اجازت حاصل کرلی اس مہلت مین مینے اپنے گہر کا اسباب فروخت کرنا شروع کیا اور
اوسکے پورے پر جیسے ہوا بیچڈالا - اکتوبر ۸۳ء مین مینے چاہا کہ میرا گھر جو بلی حسمین مین رہتا تہا مسجد
بناکر فی سبیل اللہ وقف کردیا جاوے اور سب مسلمان جو بغیر مسجد کے تکلیف اوٹھاتے
ہیتھے اس وقف سے بہت خوش ہوئی مگر میجر سیچ صاحب ڈپٹی کمشنر نے ازراہ تعصب کی یہہ رپورٹ
کردی کہ یہہ شخص وہابی ہے اور یہہ مسجد بھی وہابیون کے قبضہ مین رہے گی اسواسطے یہان
مسجد بنانے کی اجازت نہ دی جاوی بس وہی تعصب وہابیت کا اس کار خیر کو بھی مانع ہوا مین
دیکھہ رہا ہون کہ اس تعصب وہابیت نے انگریزون کو ایسا بصیر کیا ہے کہ اس نشہ تعصب مین
حق ناحق کچھہ نہین دیکھتے بڑے بڑے جبر غریب بیکس اور بے ضرر ولے سنّی وہابیون پر کر
رہے ہین اور نہ معلوم اس بے وجہہ اور بیجا تعصب کا انجام کیا ہوگا - جب کہ مین نے

[گورنمنٹ پنجاب کا وعدہ نوکری دینے کا] [مولف کی بیوی کا رہا ہونا]

اپنے پورٹ بلیر مین داخل ہونے کے ذکر کے بعد حالات متعلقہ جغرافیہ وقدیم باشندگان پورٹ بلیر کے بیان کئے ہین اس مقام پر اپنے پورٹ بلیر سے روانہ ہونے کے ذکر کے پہلے قوانین واوضاع واطوار پورٹ بلیر کو ذکر کرکے اس جزیرے سے کوچ کرون ۔

یہہ جزیرہ مثل دوسرے اعاطون کے ایک مستقل لوکل گورنمنٹی ہے یہان چیف کمشنر صاحب انڈمان کو اختیار ہے کہ جو ایکٹ چاہین یہان جاری کر دیوین اور جس حاکم ماتحت کو جو چاہین اختیارات دیوانی یا فوجداری کے عطا کرین ۔ یہان کا چیف کمشنر اس قسمت کا سشن جج بھی ہے ۔ یہان کے چیف کمشنر کا حکم ناطق ہے اوسکا کچھہ اپیل نہین ہوسکتا صرف مقدمات پہانسی مین گورنر جنرل اجلاس کونسل کی منظوری لی جاتی ہے باقی اور سب امور دیوانی اور فوجداری مین یہان کا چیف کمشنر ہائی کورٹ ہی ہے ۔ یہان کوئی جہاز یا مسافر یا کوئی مال واسباب بلا اجازت صاحب چیف کمشنر بہادر کے نہین آسکتا اور نہ کوئی آدمی بلا اجازت صاحب موصوف کے اس سٹلمنٹ سے جاسکتا ہے ۔ یہان کا چیف کمشنر صدر مقام روس مین رہتا ہے اوسکی تنخواہ تین ہزار روپیہ ماہوار تھی ۔ یہہ قسمت دو ضلعون مین تقسیم تھی ایک ضلع جنوبی جسکا صدر مقام ابرڈین ہے دوسرا شمالی جسکا صدر مقام چاٹم ہے ۔ دونو صاحب ضلعون کے ماتحت دوسرے بہت سے اسسٹنٹ اور اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کام کرتے ہین ۔ اس سٹلمنٹ کے دستور العمل اور قواعد ابتدائے ۵۸ سنہ سے اب تک وقتاً فوقتاً بہت بدلتے رہے ہین اور ہمیشہ روبہ سختی وجبر ہین اور ہر کہ آمد برآن مزید کرد ۔ پر یہان خوب عمل ہوتا ہے ۔ یہان قریب دو ہزار قیدی کے سالانہ ہند سے نئے قید ہو کر آتے ہین اور اسوقت قریب چودہ ہزار قیدی کے یہان موجود ہین جہاز سے اوترنے کے ایک مہینا بعد اونکی بیڑی کٹ جاتی تھی ۔ یہان کوئی جیل نہین ہے ۔ بارگون مین یہہ قیدی ماتحت قیدی افسر دن کے رہتے ہین ۔ دن مین مثل جیل ہائے ہند کے سخت مشقت کرتے ہین دو وقت اونکو پختہ کہانا ملتا ہے ۔ رات کو اونہین بارگون مین

سو رہتی ہین - ان بارکون کی حفاظت پر سوائے قیدی افسرون کے اور کوئی پولس یا
جنگی پلٹن نہین ہی غرض قیدیون کی حفاظت اور نگرانی اور اون کو کام پر تقسیم کرنا اور اون سے
کام کروانا یہہ سب پورانے قیدی افسرون کے سپرد ہے جو سر پر لال دوپٹہ اور گلے مین
چپراس ڈال کر رہتے ہین اور حسب مدارج اپنے عہدون کے سوائے خوراک کے نقد تنخواہ بھی
سرکار سے پاتے ہین - ان نئے قیدیون کو بھی بشرط نیک چلنی تین چار برس کے بعد کسی قدر
نقد تنخواہ ملنے لگجاتی ہے اور بعد تنخواہ پانے کے یہہ نئے قیدی بھی پٹے والے افسر مقرر
ہو جاتے ہین - دش برس تک چلن رہنے کے بعد ہر ایک مرد قیدی مستحق ٹکٹ پانے
کا ہو جاتا ہے اور ٹکٹ یہہ ہے کہ قیدی آزاد ہو کر بارک سے نکلجاتا ہے اور شہر اور بستیون
مین رہکر جو چاہے پیشہ کرے اور کہاوے کماوے - قریب پچاس ساٹہہ کے قیدیونکی بستیان
آباد ہین جنمین قیدی ہی نمبردار اور چوکیدار وٹواری ہین - جو لوگ کہیتی کرنیکا ٹکٹ لیتے
ہین اونکو گانون مین تو توڑ زمین بقدر ھ کے سرکار سے ملجاتی ہے اور تین برس
تک محصول معاف رہتا ہے اور کبہی کبہی کچہہ نقادی اور بیل اور خوراک سے بہی سرکار
مدد دیتی ہی - جو حلوائی نان بائی یا نائی وغیرہ پیشون کے ٹکٹ لیتے ہین اونکو بہی کبہی
کبہی کچہہ مدد ملتی ہے اس ٹکٹ پالنے کے بعد قیدی آزاد ہو جاتا ہے جو چاہے سو کرے
جو عورتین قید ہو کر آتی ہین وہ ایک علیحدہ جزیرہ مین ماتحت قیدی عورات افسرون کے
بارک مین رہتی ہین حتی المقدور جب تک وہی بارک مین رہتی ہین زناکاری کی پوری پوری
روک رہتی ہی عورتون کو بہی اپنی بارک کے اندر پسائی سلائی وغیرہ کی مشقت کرنی پڑتی
ہے عورتونکو پانچ برس کے بعد ٹکٹ آزادی کا ملجاتا ہے لیکن جوان عورتین جب تک
شادی نکرلیوین ٹکٹ پاکر اپنی بارک سے باہر نہین جانے پاتین بعد انقضائے پانچ
برس مدت قید کے عورت کو اختیار ہی جس مرد سے چاہے شادی کرلیوے - مردون مین
بہی سوائے ٹکٹ والون کے مشققتی بارگ باش قیدی شادی نہین کرسکتے جب تک

کو شادی کرنا

کو شادی کرنا منظور ہوتا ہے وہ عورتون کی ٹاپو مین جاکر کسی عورت کو پسند کرکے کچھہ انعام دے دلاکر راضی کرلیتا ہے اور جب میان بیوی راضی ہوجاتے ہین تو اونکو اقرار نامہ اپنی رضامندی اور محبت و موافقت سے ملکر رہنے کا روبروی صاحب چیف کمشنر بہادر کی لکھہ دینا پڑتا ہے اوسکے بعد بیوی میان کے گہر چلی آتی ہے ٹکٹ والے قیدی ملک سے اپنے بال بچونکو بھی بُلا سکتے ہین - جب کوئی قیدی بیس برس تک نیک چلن رہے تو پہر اوسکی رہائی بھی ہوجاتی ہے اور اوسکو بعد رہائی کے اختیار ہے چاہے اوس ملک مین رہے چاہے اپنے وطن اور زاد بوم کو چلا آوے - بعد ٹکٹ پانے کے قیدیون کو اختیار ہے کہ اپنی کمائی حلال سے چاہین لاکھون روپیہ جمع کرلیوین مگر ٹکٹ سے پہلے بلا اطلاع و اجازت حکام وہ کچھہ اپنے پاس رکھہ سکتا ہے اور نہ کسی دوسرے کے پاس جمع کرسکتا ہے -

قیدی جب تک بارک مین رہکر مشقت کرتے ہین ایک برس یا تین مہینے مین ایک خط اپنے گہر کو بھیج سکتے اور ایک خط آمدہ منگا سکتے ہین - مگر ٹکٹ والے ہر مہینے مین ایک خط بھیج سکتے اور ایک منگا سکتے ہین -

[اقسام زبان پورٹ بلیر]

پورٹ بلیر ایک ایسی جگہہ ہے کہ جہان چینا - برہما - ملائی - سنگلی - جنگلی - نکوباری - کشمیری - پشتولی - ایرانی - مکرانی - عربی - حبشی - پارسی - پرتگیز - امریکین انگریز ڈین فرینچ وغیرہ اور ہندوستان کے سب ضلعون اور شہرون کے آدمی مثل بہوٹیا بنیالی - پنجابی سندہی گجراتی - دلیس والی - ہندوستانی - اہل برج - آسامی - مہتلی - بندیلکہنڈی - اوڑیا تلنگی - مرہٹے - کرناٹکی - مدراسی - ملیالم - گونڈ - بہیل - بنگالی - کول - سنتہال وغیرہ سب موجود ہین جب یہہ لوگ آپسمین ملکر بیٹھتے ہین تو اپنی اپنی زبان مین بات چیت کرتے ہین مگر بازار اور گھرون کی زبان یہان بہی ہندوستانی ہے - ہر ملک کا آدمی یہان آکر آپ سے آپ ہندوستانی زبان سیکھہ لیتا ہے کیونکہ بے اوس زبان جانے کے یہان آدمی کا گذارہ نہین ہوسکتا - میرے خیال مین پردہ زمین پر کوئی دوسرا

مقام ایسی مختلف قومون سے آباد ہوگا قریب ۵ ایسی مختلف قومون کے جو ایک دوسری
کی زبان نہ سمجھہ سکے یہان موجود ہین شان اٹھی سی یہان ایک ایسا میلا جمع ہوا ہی شاید
آج تک پردہ زمین پر ایسا مجمع مختلف کہین نہ جمع ہوا ہوگا - جب کوئی بنگالی مرد اور مدراسی
عورت یا ہندو یا مرد اور پنجابی عورت یا سندھی مرد اور کرناٹکی عورت وعلی ہذا القیاس
آپسمین شادی کرتے ہین اور میان بیوی کی اور بیوی میان کی بات نہین سمجھتے اور
ہر وقت تکرار اور لڑائی باہمی کے دونو اپنی اپنی زبان مین ایک دوسرے کو گالی دیتے
ہین اور فریق ثانی کچھہ نہین سمجھتا تو عجب کیفیت ہوتی ہے - یہان جب کسی تقریب شادی
پر دعوت اور نیوتہ ہو کہ ملک ملک کی عورتین جمع ہوکر اپنی اپنی بولی مین گاتی اور اپنی
وضع پر ناچتی کودتی اور اپنے اپنے ملک کا لباس پہنتی ہین تو وہ تماشہ بہی قابل دید ہے -
یہان قوم کی پابندی جو ہندوستان کی پرانی بیماری ہے یکقلم ترک ہو گئی مسلمان مرد
خواہ کسی ذات کا ہو ہر مسلمان عورت سے بلا روک ٹوک شادی کر لیتا ہے - اسی طرح ہندون
مین بہی ہندو ہونا کافی وافی ہے ایک ذات کا ہونا ضرور نہین ہے برہمنون کے گہرون مین
پاسین اور جاٹون کے گہرون مین برہمنیان موجود ہین - یہان ہر صنعت اور صنعت کے
اچھے برے سب قسم کے آدمی موجود ہین - یہان ٹہگ وہ ٹہگ ہین کہ دل کو ٹہگ لیوین
اور چور وہ چور ہین کہ آنکہون کا کاجل چرا لیوین - یہان شعبدہ باز بازیگر بہروپئے
بہنڈیلے نقال بھبڑے نٹ طوائف میراسی گوئیے قوال اور ہر فن کے نیک و بدمعاش
سب موجود ہین - یہان اچھے اور نیکون کا بہی یہہ حال ہے کہ کوئی ٹاپو مولوی اور پنڈت
اور درویش و بہاٹی جی وغیرہ سے خالی نہین - یہان مدراسی اور بنگالی سوکہی مچہلی بہی
بڑے مزے سے کہاتے ہین اس سوکہی مچہلی کو جسمین سڑے ہوئے چمڑے کیسی بو ہوتی
ہے عمدہ عمدہ گوشت پر یہہ لوگ سبقت دیتے ہین - برہما اور چینیا تتیی کہاتے ہین مچہلیون
کو پیپون مین بہر کر سڑا لیتے ہین جب انمین کیڑے پڑ جاتے ہین تو اون کیڑون اور سڑی

مچہلیون کو

پہلیون کو کوٹ کر بہی بنتی ہے اور اوسمین ایسی بدبو ہوتی ہے کہ ہم لوگ کہانے کے رخ ایک میل تک بہی اوسکی بدبو سہار نہین سکتے مگر ہر ہما اور چینا اوسکو بجائے گرم مصالحہ کے ہر عمدہ کہانے پر بُربُرا کر بڑے شوق سے کہاتے ہین جب اونکو یہی ملگئی تو گویا دنیا کی نعمت ملگئی۔ یہان کسی طوائف یا کسبی کی عام دوکان نہین ہی مگر اکثر عورتین ایسی بے حیا اور فاحشہ ہین کہ کسبیون کو اون سی شرم آتی ہے۔ بعد تجربہ کے مجکو یہہ بات معلوم ہوئی کہ اپنی اپنی وضع اور رسم اور بولی اور لباس ہر کسی کو پسند ہی جنگلی اپنے جنگل مین رہنے اور ننگ دہڑنگ پہرنے اور کیڑے مکوڑے کہانے کو ہماری قبا اور دوشالون اور پلاؤ و قلیہ پر سبقت دیتے ہین ہماری کہانون سے اونکو قی ہونے لگتی ہے ہماری کپڑے پہننے سے اونکو ایسی تکلیف ہوتی ہے جیسے ہمکو ننگا رہنے سے۔ برہما چینا ہماری گھی کے پکوان کو دیکہہ کر اپنی ناک بند کر لیتے ہین ہماری قلیے اور قورمے اور پلاؤ کے بہگارنے عطر لونکا دماغ پراگندہ ہوجاتا ہے۔ انگریز لوگ ہمارے عطر کو نہین سونگہہ سکتے غرض بچپن سے زبان اور ناک جس چیز کا عادی ہوگیا ہے وہی اوسکو پسند ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ کسی ملک کی رسم و رواج اور کہانے اور لباس اور پوشاک کو برا کہنا اور اپنے کہانے وغیرہ کو دوسرون سے بہتر سمجہنا محض حماقت اور نادانی ہے جو جس حال مین ہے سو ٹہیک ہے سب اولاد آدم مین کسی کو کسی پر کچہہ سبقت نہین۔

[illegible] جب مین ۹۔ ماہ نومبر سنہ کو سوار ہونے کو تہا تو اوسوقت مین نے ایک عام دعوت کرکے اپنے سب دوستون کو مدعو کیا تہا اس دعوت کی فہرست کی پیشانی پر لکہا تہا کہ یہہ خاکسار بعد ایک قیام اٹہارہ برس کے بظاہر ہمیشہ کے واسطے ہندوستان کو جانیوالا ہے امید کہ آج میرے تحمل عنایت فرما جنکے نام نامی درج ذیل ہین قدم رنجہ فرما کر خاکسار کے ساتہہ آخری ماحضر تناول فرما کر مشکور و ممنون فرماوین جب کسی کو یہہ دعوت پہونچی بلا عذر دوڑا چلا آیا یہہ دعوت میرے گہر مین میرے سوار ہونے سے فقط ایک گہنٹہ پہلے دوپہر کے

وقت ہوتی تھی - میری جدائی سے حاضرین کے منہہ پر رود اشک جاری تہین بہر حال
بہت لوگون نے اس جلسہ سفارفت مین کچھہ کچھہ سپیچ (تقریر) دینا چاہا مگر دو لفظ کہنیکے
بعد ہر کسی کی ہچکی بندہ جاتی تھی مین خود بھی جو ایک تقریر طویل نصیحت آمیز کرنیکو تہا
ایک لفظ بھی ادا نہین کرسکا اور دل کی دل مین ہی رہگئی - اوسدن اتفاق سے جمعہ
تہا بعد تناول طعام مولوی لیاقت علی صاحب کی ساتھہ آخری نماز جمعہ پڑہکر گاڑیان
تیار کہڑی تہین مین مع لواحقین خود سوار ہوکر جزیرہ روس کو چلا آیا وہان میرے
ہمراہ بھی صدہا مرد عورت مجھے رخصت کرنیکو آئے تھے - جب بوقت چار بجے شام کے مین
مع لواحقین خود مقام روس سے کشتی پر سوار ہوکر اگبنوٹ کو چلا تو بے شمار خلقت خوشی
اور رنج سے زار زار روتے تھے - اسوقت میری ساتھہ ایک میری بیوی اور چند بچے سمیت میرے
کل آٹھہ نفر تھے اور قریب آٹھہ ہزار روپیہ کے کل جائداد منقولہ غیر منقولہ میرے قبضہ مین
تھی اوسوقت مین اپنی اوس حالت کو کہ جب ۱۱ جنوری سنہ ۶۶ کو اوسی گہاٹ مین ایک
لنگوٹی باندہ کر تن تنہا جہاز سے اوترا تہا اور اب ایسی رنج اور محن کی جگہہ سے مع آٹھہ نفر اور
آٹھہ ہزار کی جائداد لیکے واپس جاتا ہون یاد کرکے قدرت خدا پر تعجب کرتا تہا - اور چونکہ یہہ
جہاز جسپر مین سوار ہونیکو تہا اوسی جگہہ کہڑا تہا جہان وہ جمنا جہاز جو مجکو لیکر آیا تہا کہڑا
ہوا تہا اور اوسدن مین فجر کے وقت اوترا تہا اور آج شام کے وقت سوار ہوتا تہا اسواسطے
مجکو اپنا اٹھارہ برس تک اس جزیرے مین رہنا ایک خواب خیال معلوم ہوتا تہا اور ایسا
خیال مین آتا تہا کہ مین آج فجر کو جمنا جہاز سے اوترا تہا اور آج ہی سوار ہوگیا اس کیفیت
نے وقت موت کو بہی آنکہون کے سامہنے حاضر کردیا تہا کہ اسوقت بہی گو ہزار برس زندہ
رہکر مرنا نصیب ہو تو یہی کیفیت ہوگی کہ مین چند ساعت دنیا مین رہا اور جیسے آیا تہا
ویسے ہی چلا - مین نے اپنے چلنے سے چند روز پہلے بقدر راہ خرچ کے اپنے پاس رکہکر
باقی اپنے پانچہزار روپیہ نقد کو جو اوسوقت میرے پاس موجود تھے مرد کو ایکہزار اور

عورت کو پانچسو

عورت کو پانسو کی تعداد کے حساب سے اپنی دونون بیبیون پر تقسیم کر دی ہے میری بیوی کلان اور اوسکی بیٹی کے حصہ کے ایکہزار روپیہ نقد وسی کر کے پانی پت بہیجد یئے اور بیوی خورد اور اوسکی اولاد کے حصہ کے چار ہزار خزانہ انبالہ کو روانہ کر دیئے ہین کہ یہان اونکے نام آ کر بینک مین جمع کرا دیئے - گو مجکو بعد اس تقسیم کے بوجہ بے روزگاری کے کسی قدر تکلیف ہوئی مگر مین اس دولت دنیا کو اپنے سے جدا کر کے ہر طرح سے سبکدوش ہو گیا میرے پاس میری ملکیت ذاتی سے فقط چند کتابین اور تین چار جوڑے کپڑے کے رہگئے -

پورٹ بلیر مین پہونچنے کے بعد جب سے میرے ہاتہ مین پیسا آیا مین ہمیشہ اپنی بیوی اور بہائی و بہن وغیرہ کل عزیزون کو وہان سے بہی برابر خرچ بہیجتا رہا اور کسی کو تکلیف نہ ہونے نہین دی مگر جب مین یہان آیا تو مین نے اپنے بہائی بہن وغیرہ کو بسبب بے روزگاری کے ایسا تنگدست اور خستہ حال پایا کہ جسکا بیان کرنا محال ہے وہ بیچارے جب اسلئے کہ مجہہ نو آمد کو کچہہ مدد دلوین میرے ہی دست نگر ہوئے مگر مین افسوس کرتا ہون کہ اپنی بے روزگاری کے سبب سے یہان آ کر مین اون سے کچہہ سلوک نہین کر سکا جسکے سبب سے وہ لوگ مجہہ سے ناخوش ہی ہو گئے -

قریب پانچ بجے کے ہم لے اس اگنبوٹ مہارانی نام پر سوار ہو کر ایک بہلگہ پر اپنا ڈیرہ کر لیا ہم لوگون کے سواء اوس جہاز پر اور بہی بہت رہائی والی عورتین اور مرد اور نیز بہت سے مسافر یورپین اور ہندوستانی سوار تہے - موسم نہایت عمدہ اور سمندر بالکل ٹہنڈا تہا موج اور تلاطم کا نام نہ تہا اوس دن محرم کی بہی دسوین تاریخ اور بدہ کا دن تہا سہ پہر گذر گئی تہی قریب غروب آفتاب کے جہاز کا لنگر اوٹہایا گیا اور ہم لوگون نے چشم پر آب ایک دفعہ کے بعد جزائر انڈمان کو خیرباد کہکر پیچہے چہوڑنا شروع کیا - اب رات ہو گئی تہی چاندنی رات مین سمندر کی لہرون کی کیفیت بڑی آب و تاب دکہلا رہی تہی - دوسرے دن ہمارا جہاز جزیرہ کوکو مین پہونچا - دو روز چلنے کے بعد کسی قدر پانی تہی ہر صاحب

[تقسیم جائداد و موروثی]

[روانگی از جزیرہ انڈمان بجانب ہندوستان]

مسافرون کو کچھہ تکلیف ہوئی مگر جب جہاز تھوڑا آگے بڑہ گیا تو وہ تکلیف رفع ہوگئی
اور پانی بھی بند ہوگیا - علی رضا نام ایک مشہور تاجر نے جہاز پر ہماری بڑی خاطر تواضع
کی - دونو وقت عمدہ کہانا گوشت مچھلی چاء کافی برف قسم قسم کے میوے اور مٹھائیان
ہمارے واسطے ہر دم موجود رہتی تہین بڑے آرام اور راحت سے یہہ سفر کٹا -

جسوقت مارے برسات کے سب مسافر پانی مین تر بتر کانپ رہے تہے اوسوقت نورالدین
نام ایک رہائی والے کی عورت کو درد زہ شروع ہوا اور اوسی حالت مین کہ زچا پانی مین
شور بور کانپ رہی تہی اوسکو بلوٹہا بچہ پیدا ہوا اور وہان اچہوائی کہان اوسدن مشکل سے
زچا کو ڈال بہات نصیب ہوگا مگر اوسکو یا اوسکے بچہ کو نہ کچھہ مرض ہوا نہ بیماری دونو صحیح تندرست
تہے اور جب جہاز کلکتہ مین جاکر لنگر ہوا اوس بچہ نوزائیدہ کی عمر صرف دو دن کی ہوگی اوسکی
والدہ معہ اپنے بچہ کے دندناتی ہوئی جہاز سے اوتر کر چلی گئی اور پہر کلکتہ سے اوسکے مرد نے
ایک ٹکٹ سیدہا لاہور تک کا لیا اسی حالت مین زچا معہ بچہ خوش و خرم روانہ ہوگئی اوس
بچہ کا نام بوجہہ سمندر مین پیدا ہونے کی سمندر بی بی رکہا گیا تہا -

غرض بفضل الٰہی ہم چار دن اور چار رات کے سفر کے بعد ۱۳ - نومبر سنہ ۱۸۸۳ء مطابق ۱۴ محرم
سنہ ۱۳۰۱ ہجری داخل کلکتہ ہوئے - اور وہان چینا پاڑہ مین جاکر مولوی عبدالرئوف صاحب
برادر حقیقی مولوی عبدالرحیم صاحب کے مکان مین فروکش ہوئے - دو روز مولوی صاحب
موصوف کے مکان مین رہکر تیسری شب بوقت ۹ بجے رات کے ہم لوگ بسواری ریل کلکتہ سے
ہند کو روانہ ہوگئے چونکہ مین معہ عیال و اطفال و مال و اسباب خود سرکاری کرایہ و خرچ سے
جاتا تہا کلکتہ سے مجکو سرکاری ٹکٹ الہ آباد تک کا ملا اس سبب سے مابین کلکتہ اور الہ آباد
کے کہین راہ مین ٹہر نہین سکتا تہا اور بمقام پٹنہ مولوی عبدالرحیم صاحب سے جو وہ اور
مین بیس برس تک اکٹہے رہے تہے ملنے کا بہت اشتیاق تہا اسواسطے کلکتہ سے
مولوی عبدالرحیم صاحب کو تار مین خبر بہیجدی کہ اسٹیشن پر آن کر مجھہ سے ملاقات کی

کی تاکید

مگر معلوم ہو وہ بہجت نار کہان مارا گیا نہ اونکو خبر ہوئی نہ وہ ملاقات کو آئے دلکی دل
ہی مین رہگئی جنہر ہم الہ آباد اور وہان سے کانپور اور کانپور سے علی گڑہ اور علی گڑہ سے
سہارنپور اور وہان سے انبالہ تک کا منزل درمنزل ٹکٹ لیتے ہوئے ۲۱ - نومبر ۸۳ء کو
بوقت ۹ بجے شب کی اسٹیشن کمپ انبالہ پر پہونچ گئے کلکتہ سے دو سپاہی ایک نایک ہمارے
مال اور بچونکی حفاظت کی واسطے بطور اردلی انبالہ تک ہمارے ساتھہ آئے -

ایک وہ دن تہا کہ ہم ۲۲ - فروری ۶۵ء کو جیل انبالہ سے زیور آہنی و جوگیانہ لباس و گلیم
سیاہ سے آراستہ پیراستہ ہوکر زیر حراست پولیس انبالہ سے مغرب کو روانہ ہوئے تہے اور
بڑے مصائب کہینچتے ہوئے ۱۱ - جنوری ۶۶ء کو گیارہ ماہ بعد تاریخ روانگی انبالہ سے
کالے پانی مین داخل ہوئے تہے اور یا یہہ دن ہوا کہ ہم بڑی آسائش سے دریائی سفر کو
طی کرکے کلکتہ مین پہونچے اور وہان سے ایک خاص درجہ ریل مین بلا شرکت احدی سوار
ہوتے ہوئے سات نفر بال بچون اور نقد و جنس کو ساتھہ لیکر مثل نوابون کی عمدہ
سلطانی بانات کا لباس پہنے ہوئے پورٹ بلیر سے چلکر گیارہویں دن مشرق سے آکر
داخل انبالہ ہوئے میری اوس کیفیت اور شان اور اولاد و مال و منال کو دیکہہ کر
خلقت کو تعجب اور متعصبون کو افسوس اور میرے ہوا خواہون کو خوشی تہی - راہ مین
بہی جہان جہان مین اوترا ہر شہر کے مسلمان میرا نام سنکر میری ملاقات کو دوڑے
چلے آتے اور میری کیفیت کو دیکہہ کر یہہ کہتے تہے کہ اللہ بڑا قادر ہے وہ سب کچہہ کرسکتا
ہے - راہ مین یا انبالہ مین جو جو آدمی میرے مقدمہ اور حالات سے واقف تہے وہ سب
کہتے تہے کہ تیرا اس ملک مین اس شان سے آنا مردے کے زندہ ہونے سے کم نہین
ہے جو اس کرامت کو دیکہہ کر خدا کی قدرت پر ایمان نہ لاوے البتہ وہ دل اور آنکہہ
دونون کا اندہا ہے - ذرہ غور تو کیجئے کہ یہان میری ایک بیوی چہوٹی تہی کالے پانی
مین مجکو دو بیوی عنایت ہوئین یہان میرے دو بچے چہوٹے تہے وہان سات بچے مرحمت

ہوئے اور سامان اور اسباب و نقد وجنس ہر ایک چیز کا نام بنام تمام البدل اوس قید خانہ مین دیگر آخر مجھہ کو بھی واپس لے آیا وَاٰتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرٰى لِلْعٰبِدِيْنَ ۔ دوسرے دن فجر کو ہم شہر انبالہ مین پہونچے اور وہان کے حکام ضلع سے اجازت لیکر کیمپ انبالہ مین اپنے آقاء قدیم کپتان ٹمپل صاحب کی خدمت مین حاضر ہوئے ۔ جب مین کپتان ٹمپل صاحب کی بنگلے پر گیا وہ دوڑ کر میرے ملنے کو باہر نکل آئے اور اندر لیجاکر مجھکو موڑہے پر بٹھلایا اور بہت تسلی اور تشفی کی اور فرمایا کہ آجکی تاریخ سے ہم تیس ۳۰ روپیہ ماہوار تنخواہ تمکو اپنے جیب سے دیا کرینگے اور تمہاری نوکری کے واسطے بھی جلد اچھا بندوبست ہوجاویگا ۔ بعد پہونچنے انبالہ کے جب مین نے اس سفر لست سالہ کو نقشہ ہند سے پیمایش کرکے دیکھا تو انبالہ سے چلکر براہ لاہور و بمبئی کالے پانی تک اور پھر کالے پانی سے براہ کلکتہ انبالہ تک قریب سات ہزار میل کے مسافت ہوئی اور باستثناء بعض شمالی اضلاع ہند کی قریب تمام کے کل ہند کا طواف یا پھر کا ہوگیا ۔ صدر بازار کیمپ انبالہ مین ایک مکان کرایہ لیکر مین اوسمین معہ عیال و اطفال خود ٹہر گیا جہان مین ابھی تک رہتا ہون ۔ مکان نہایت عمدہ بنا چونہ گچ وسط بازار مین مسجد سوداگرون سے متصل ہے جسمین آج تک گرمی جاڑے برسات سب موسمون مین مجکو بہت آرام ملا یہان کے باشندے اکثر لشکری ہین اور انگریزی وضع زیادہ ہونے کی سبب سے بے مروتی اور خودغرضی بھری ہوئی ہے مگر اکثر مومن اور میرے ہمسایہ اور ہماری مسجد کے نمازی پھر بھی غنیمت ہین ۔ چونکہ میرے بال بچون نے اس سے پہلے کبھی جاڑا گرمی نہ دیکھا تھا اسواسطے پہلے جاڑے مین اونکو کسی قدر تکلیف ہوئی مگر پھر طبیعت اوسکی عادی ہوگئی ۔ بیس برس کے بعد اوس زندان قفس اولاد آدم سے نکل کر راہ مین جگہہ بجگہہ کا ہوا پانی اور طرح بطرح کے موسمی میوے اور ہر قسم کے نباتات کے کہانے سے میری اور میرے بال بچون کی طبیعت نہایت شاداں اور فرحاں تھی پورٹ بلیر سے انبالہ تک

کو یا دن عید اور رات شب برات کی کیفیت رہی ۔ جب مین سب اسباب و سامان ضروری خانہ داری کا خرید چکا تو ۱۱ ۔ دسمبر ۱۸۶۳ء کو ایک ہفتے کی رخصت لیکر براہ ریل اول دہلی اور وہان ایک شب رہکر دوسرے دن شام کو بسواری یکہ پانی پت پہونچا اور اتفاق حسنہ سے پورے بتیس برس گذرے بعد وہی ۱۳ ۔ دسمبر میرے پانی پت سے دہلی کی طرف بہاگ کر جانے کی تاریخ تھی کہ جب مین بتیس برس پہلے تہانیسر سے فرار ہو کر بوقت صبح اپنی بیوی کو پانی پت مین چہوڑ کر اور پانی پت سے یکہ پر سوار ہو کر دہلی کو بہاگا تہا ۔ جب مین پانی پت کی جانب مشرق وجنوب کی سڑک دہلی پر شام کے وقت پانی پت کو چلا آتا تہا تو ایسا معلوم ہوتا تہا کہ آج فجر مین اپنی بیوی اور بچون کو چہوڑ کر دہلی کو گیا تہا اور آج ہی واپس آگیا وہ بتیس برس کا زمانہ محض خواب و خیال معلوم ہوتا تہا غیر مغرب کی نماز کے بعد مین اپنے گہر مین پہونچا میری بیوی اور لڑکی مجکو دیکھکر باغ باغ ہو گئین ۔ بروز فرار خود جس لڑکی کو مین نے چند مہینے کا چہوڑا تہا اب اوسکو بتیس برس کی عمر مین دیکھا ۔ پانی پت کے لوگون کا جنہون نے ایسے وقت مین کہ ملک بہر کا میرا دشمن ہو رہا تہا بڑی جوانمردی سے میری بیوی بچونکو اپنے یہان رکہا اور اونکے بتیس برس کٹوا دئے مین نے بہت شکریہ ادا کرکے اونکے واسطے دعاء خیر دارین کی گئی چار پانچ روز رہنے کے بعد پہر مین براہ کرنال تہانیسر آیا اور ایک شب وہان رہکر پہر انبالہ کو لوٹ آیا جس جس شہر مین یہہ خاکسار گیا ہزارون خلقت اوس شہر کی میرے دیکہنے کو آئی تہی اور تہانیسر مین تو میری یہہ کیفیت رہی کہ مارے اژدحام خلائق کے مین اوس رات سونے بہی نہین پایا ۔ بسبب تنگی وقت کے بہت سے آدمی میری ملاقات سے محروم بہی رہگئے ۔ انبالہ مین بہی دو تین مہینے تک شہرون سے لوگ میرے دیکہنے کو آتے رہے اور میرا منہہ دیکہہ دیکہہ کر خدا کی قدرت پر تعجب کرتے تہے شہر تہانیسر کو مین نے دیکہا کہ ۱۲ ۔ دسمبر ۱۸۶۳ء کو اوس سے میرا قدم اوٹہا تہا کہ

اوسپر زوال آیا اس بتیس برس مین چہٹے حصہ سے بہی کم اوسکی آبادی رہگئی مکانات
گر گر راہ کوچے بند ہوگئے اور بجائے آدمیون کے شہر مین بندر اور چینوٹون نے
دخل کر لیا لیکن مجکو قرآن سے خداوند تعالے نے معلوم کرا دیا کہ یہہ شہر عنقریب بڑی
دہوم دہام کے ساتہہ پہر آباد ہوگا۔ اور بہت سے شہرون پر آبادی مین سبقت
لیجائیگا۔ اس شہر کی ویرانی اور آبادی اور نفع نقصان بہی کچہہ میری ہی ذات
کے ساتہہ متعلق معلوم ہوتا ہے۔ یہان آکر مجہے معلوم ہوا کہ میرے اس ملک سے جالنے
کے بعد کبہی کوئی عمدہ برسات اور ارزانی غلہ اس بتیس برس مین کبہی نہین ہوئی
لیکن الحمد للہ والمنۃ کہ میرا اس ملک مین پہونچنا تہا کہ گویا پورٹ بلیعر کی برساتین
ہمارے ساتہہ ہی چلی آئین اسوقت تک تین فصلین جو ہمارے یہان آنے کے بعد
ہوئی گئین اس زور شور سے ہوئی ہین کہ اس گذشتہ بتیس سال ہماری غیر حاضری
مین کبہی نہین ہوین فضل الٰہی سے ہمارے پہونچنے کے ساتہہ ہی قحط سے سما ہوگا۔
گو یہہ راز علم الٰہی مین کیسی طرح پر ہو مگر ہمکو تو ایک خاص انعام الٰہی سمجہہ کر شکر
کرنا چاہیئے۔ اور فصل گذشتہ مین ایسی بیماریون کی کثرت ہوئی کہ شہر انبالہ و
دیوبند و کرنال وغیرہ ہمارے چوطرف بڑی بڑی مرتی پڑی مگر ہماری چہاونی اور خصوص
میری اہلبیت باوجود لوادار دہولنے کے آج تک سر آفت سے محفوظ رہی۔
اُن انعامات الٰہی کو جو اس رسالہ مین بطور نمونہ کے یکے از ہزار و مشتے از خروارے بیان
ہوئے ہین کوئی دیکہہ کر یہہ خیال نکرے کہ ایسے انعامات کا لوگون کے سامنے بیان کرنا
کیا ضرور تہا سو اسکے اظہار سے ایک تو غافلون کو جگانا اور دوسرے سورۂ ضحیٰ مین خود
اللہ رب العزت نے فرمایا ہے کہ میرے انعامون کو لوگون مین بیان کرو اور جسکو
سلوک راہ نبوت مین ذرہ بہی دخل ہوگا اور صراط المستقیم ملفوظات سید صاحب کا
ادر غور سے دیکہا ہوگا وہ جانتا ہوگا کہ جب نظر بصیرت سالک کی کامل معرفت سے روشن

آتی ہے تو وہ ہر حرکت اور سکون کو الہامات الٰہی سے سمجھ کر صدہا مقاصد اور مفاد اوس سے نکالتا ہے اور قول شیخ سعدی کا ۔ برگ درختان سبز در نظر ہوشیار ہر ورقے دفتر است قدرت کردگار ۔ اوسی معرفت کی طرف اشارہ ہے ۔

جب مین یہان پہونچا تو پہلے بحضور گورنمنٹ پنجاب ایک درخواست نوکری ملنے کی واسطے بہیجی اور صاحب ممدوح نے بخیال اپنے وعدہ کے صاحب کمشنر انبالہ سے کیفیت طلب فرمائی مگر مکناب صاحب کمشنر قسمت ہذا کا تعصب بہت تو یہان مشہور ہی ہے اونہون نے لکہا "کہ سایل گو کتنا ہی خوش چلن پورٹ بلیر مین رہا ہو مگر اوس سے یہہ ثابت نہین ہوتا کہ وہ یہان فروغ پاکر پہر مخالف سرکار نہ ہوگا اسواسطے نوکری یا وکالت دونو کام اوسکو نہ دیئے جاوین" اس سبب سے گورنمنٹ نے نوکری تو مجکو آج تک نہین دی مگر وکالت کی نسبت یہہ لکہا تہا کہ اگر سایل پہر امتحان دیوے تو زمرہ وکلاء داخل ہو سکتا ہے چنانچہ یہہ خبر تمامی اخبارات ہند مین بہی چہپ گئی تہی مین نے دوبارہ اس تحریری حکم گورنمنٹ پر بہروسا کرکی صدہا روپیہ خرید کتب قانون مین صرف کیا اور مہینون تک سر کہپایا اور جب بعد تیاری خود اس حکم گورنمنٹ کی نقل بہیج کر چیف کورٹ کو امتحان سنہ ۱۸۸۴ع مین شریک ہونے کی اجازت چاہی تو اوسنے پہٹ سی میری درخواست نامنظور کردی یعنی بعد اسقدر خرچ اور محنت کی یہہ حکم نامنظوری کا پاکر گہبرایا اور فوراً گورنمنٹ کو اوسکی اطلاع کری مگر وہان سے یہہ جواب آیا کہ گورنمنٹ کو چیف کورٹ کی حکم مین دست اندازی کرنیکا اختیار نہین ہی ۔ اس گورنمنٹ کے پہلے حکم پر مینے بہروسا کرکے نوکری گہربار مال اسباب برباد کرکی کالا پانی چہوڑ کر ہزارون روپیہ کا نقصان اوٹہایا اور آج تک بیکار بے روزگار مارا مارا پہرتا ہون اور اس دوسرے حکم پر بہروسا کرکے صدہا روپیہ خرید کتب قانونی مین صرف کرکی مہینون مغززنی کرکے آخر لٹکا سا جواب پاکر چپ ہو رہا ۔ جب مین بہت تنگ ہوا تو لاچار عرضی نویسی کرنیکی اجازت چاہی سو وہ بہی منظور نہوئی ۔ اور حکام ضلع کا تعصب تو یہان تک بڑہا ہوا ہے کہ جب اونکو کسی معلم کی ضرورت ہوتی ہے اور صاحب مجسٹریٹ مجکو بہیجدیتے ہین تو میرا نام سنکر ناک چڑہا لیتے ہین اور فرماتے ہین کہ وہ تو وہابی

ہے ہم اوس سے نہیں سنبہل سکے بلکہ ان کے دیکہا دیکہی پلٹنوں کے افسرون کو بہی
بلا وجہہ مجہہ سے نفرت ہوگئی اور اب کوئی مجہہ سے نہیں پوچہتا اور بعد چلے جانے کپتان ٹمپل
صاحب کے مجکو حدود چہاونی کے اندر نظربند کر رکہا ہے اس سبب سے کسی دوسری ریاست مین جاکر
کوئی روزگار تلاش کرنیکی لایق نرہا اسواسطے لاچار مین نے لارڈ ڈفرن صاحب بہادر گورنر
جنرل ہند کو عرض کیا تہا کہ یہہ کیسا انصاف ہے نہ مجکو قید سے چہوڑتے ہو نہ کہانے کو دیتے ہو
نہ مجکو کالے پانی مین رہنے دیا نہ میرا مال منضبط واپس دیا اگر میرے ساتہہ کچہہ نیک سلوک کرنا خلاف
انصاف و اخلاق ہے تو صاحبو مجکو پوری رہائی دیکر مطلق العنان کردو اوسوقت مین اپنا
گذارہ آپ کرلونگا قید مین بہی رکہنا اور کہانے کو بہی نہ دینا یہہ تو نرالی قانون ہے مگر لارڈ
ڈفرن صاحب نے جواب تک بہی نہین دیا اب میرا اللہ مالک ہے جب سے کپتان ٹمپل صاحب
ولایت کو چلے گئے مین بہوکا نہین مرتا میرا پچاس روپیہ ماہوار کا خرچ خداوند تعالی اپنی
قدرت کاملہ سے آپ پورا کردیتا ہے اوس نے خود وعدہ کیا ہے وَمَن يَتَّقِ اللهَ يَجْعَل لَّهُ مَخْرَجًا
وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ جو کوئی اللہ سے ڈرتا ہے تو اللہ کردیتا ہے واسطے اوسکے
رستہ آفت سے نکلنے کا اور پہونچاتا ہے اوسکو رزق ایسی جگہہ سے کہ جہان سے اوسکو گمان
بہی نہو۔ اس وعدہ الہی کو مین اپنے حال پر صادق پاتا ہون کہ مجکو اوس آفت سے نکال ہی
لایا اور اب باوجود انگریزون کی ناکہ بندی کے ایسی جگہہ سے مجکو رزق پہونچاتا ہے کہ عقل
انسانی اوس سے حیران ہے۔

مین نے جب انگریزی پڑہ کر طرح طرح کی کتابین دیکہین اور رات دن صدہا صاحب لوگون کے
ساتہہ رہنے اور طرح طرح کی بات چیت کرنیکا اتفاق ہوا تو مجکو معلوم ہوا کہ سرکار انگریزی کا
ہرگز ہرگز ارادہ نہین ہے کہ کسی ہندو یا مسلمان کو نصرانی بناوے بلکہ بہتیرے صاحب لوگون کو
مین نے دیکہا کہ وہ خود مذہب کو ایک لغو اور بچون کا کہیل سمجہتے ہین ۱۸۵۷ء مین جو
ہندوستانی فوج کو یہہ خیال ہوا تہا کہ سرکار انگریزی بذریعہ کارتوس وغیرہ ہمکو کرستان کرنا چاہتی

نے بالکل ایک لغو اور لوچ وسوسہ شیطانی تھا جس سے طرفین کے ہزارون خون ہوگئے اور صدہا
رئیس اور امیر اور معزز عہدہ دار بگڑ گئے - جہان تک مجھے معلوم ہی دنیا کے موجودہ پادشاہون مین
انگریزی سلطنت ایک لامذہب اور آزاد اور عمدہ راج ہی اگر یہہ لوگ موجودہ بیجا تعصب کو
دل سے دور کردوین تو میرے خیال مین زمانہ حال کے مسلمانان ترکون اور مغلون اور افغانون
سے بھی یہہ لوگ اس بارہ مین بہتر ہین - ان پادشاہون کی عملداری مین کوئی آدمی
کھلے کھلا قران و حدیث پر عمل نہین کرسکتا اور اپنی خیالات اور عقائد کو سوائی معمولی لکیر
کے دوسرے طور پر ظاہر نہین کرسکتا - دیکھو یہہ فقط انگریزی راج کی بدولت ہی کہ مین نے
یہہ رسالہ سچ سچ لکھدیا اور اپنے رنج اور تکلیف کو ظاہر کردیا مگر اسمین شک نہین کہ انگریزی
راج سے فقط ہماری سلطنت اور حکومت ہی نہین جاتی رہی جسکے چلے جانے کا سوائی
خاندان تیموری کے کسی دوسرے کو ایسا رنج نہین ہی بلکہ ہماری حرفت و تجارت و
نوکری و معاش وغیرہ سب برباد ہوگئے اور ہم فقیر بن گئے اور زبان دراز مکار دغابازون
نے اپنی زبان درازی اور چالاکی سے واسطے اظہار اپنی خیرخواہی کے ہماری طرف سے
سرکار کو ایسا بھڑکایا اور ایسے صریح دروغ الزام ہمپر قایم کئے کہ جنکی تردید مین مجکو
ایک دوسری کتاب لکھنی پڑی - اب انگریز لوگ بجائے ہمدردی اور دستگیری کے ہمارے
دشمن ہو رہے ہین گورنر تک کوئی ہماری فریاد کو نہین سنتا - سوائے مقلب القلوب
و دستگیر بیکسان اب تیری حضور مین ہماری فریاد ہے کہ تو ہماری فاتح قوم کے دلمین انصاف
اور رحم ڈال کہ وہ بیجا التعصب وہابیت کو دل سے دور کرکے اور خودغرضون کی بات کو بلا
دریافت تسلیم نکرکے اس فرقہ سینٹ موحدین مہذبین کی قدر کرے اور اونکی عداوت سے بازآوے
اور اپنی کل رعایا گوری کالی کو بلا لحاظ مذہب و لباس (کوٹ پتلون) و رنگ کی حسب وعدہ ۱۸۵۸ع
کے ایک ہی آنکھہ سے دیکھے تو پھر یہہ سب موجودہ تکالیف سرکار کی رفع ہوجاوینگی لاکھون آدمیونکے
دلکو بے وجہہ دکہانا اور اونکی دعا لینا اچھا نہین ہی آگے سرکار مختیار ہی - برسولان بلاغ باشد و بس

اب اخیر بار سی مین لارڈ رپن صاحب بہادر و جنرل ڈونالڈ اسٹوارٹ صاحب بہادر اور لیفٹنٹ ٹمپل صاحب بہادر و ڈاکٹر ہنٹن صاحب اور عموماً کل افسران جزایر انڈمان کا اور خصوصاً کرنیل بی فورڈ اور جرنیل ایچ مین صاحب اور میجر پلیفیر صاحب اور کرنیل [illegible] صاحب اور مسترا ای ایچ مین صاحب اسسٹنٹ کمشنر اور مسٹر ہروکس صاحب اور مسٹر ڈارنگھل صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنران کا دل سے شکریہ ادا کرتا ہون کہ جنکی بدولت میری قید سخت بہ آسانی طی ہوگئی اور پہر اپنے وطن مالوفہ کو آکر دیکھا اور اسی طرح ان متعصب صاحب لوگون کے حق مین بھی دعا کرتا ہون کہ ای خداوند آتش تعصب کو اونکے دلونسے دور کرتا کہ وہ فاتح اور مفتوح کے درمیان اتفاق اور محبت کرانیکی کوشش کرین اور ناحق اشتعال کہ دیگر جلتے کو نہ جلادین آمین یا رب العلمین ۔ الملتمس

خاکسار جان نثار قوم محمد جعفر تہانیسری حال مقیم صدر بازار کیمپ انبالہ

اشتہار

یہہ کتاب اس دفعہ بطور مسودہ کی چہپ اکر عام خلایق کی رائی پر چہوڑ دئی گئی ہی اسواسطے ناظرین سے امید ہے کہ بعد ملاحظہ اسکی جہان کہین کوئی لفظ خلاف تہذیب یا خلاف محاورہ یا خلاف مرضی حکام وقت یا خلاف واقعہ پاوین تو مولف کو اطلاع بخشین انشاءاللہ بشرط صحت طبع دوئم مین اوسکی اصلاح کردئی جاویگی +

آخری التماس

جس لب مین ورد الفت ذات خدا نہو ⁂ جس آنکہ سے بخوف حق آنسو بہا نہو
جو ہاتہ صرف اسکی جناب مین دعا نہو ⁂ جو پانو راہ حق مین قدم بہر چلا نہو
وہ دل خراب خستہ ہو وہ آنکہ پہوٹ جائے
ہو وہ قلم وہ ہاتہ تو وہ پانو ٹوٹ جائے

آخری دعا

اَللّٰهُمَّ نَجْعَلُكَ فِي نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ